خطبات و مقالات سیرت

پروفیسر عبدالجبار شاکر

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

نگارشات پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ بسلسلہ سیرت النبی ﷺ ۳

خطبات و مقالات سیرت ﷺ

پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ

www.KitaboSunnat.com

کتاب سرائے
بیت الحکمت لاہور کا اشاعتی ادارہ
الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیاد
پروفیسر عبدالجبار شاکر ؒ
۱۹۴۷-۲۰۰۹

جملہ حقوق محفوظ

۱۴۳۴ھ/۲۰۱۳ء

نام کتاب	:	خطبات و مقالات سیرت ﷺ
مؤلف	:	پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ
اہتمام	:	بیت الحکمت لاہور
کمپوزنگ	:	محمود فرید ۰۳۰۱-۴۱۴۴۷۳۷
مطبع	:	شفیق پریس، لاہور

ڈسٹری بیوٹرز

کتاب سرائے
پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز،
مشیران کتب خانہ جات
فرسٹ فلور، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اُردو بازار، لاہور فون: 37320318 فیکس: 37239884
ای میل: Kitabsaray@hotmail.com

نفیس اکیڈمی
فضلی بک سپر مارکیٹ
اُردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 32212991-32629724

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

والدہ محترمہ صفیہ شاکر کے نام

کہ جن کے ایثار کے باعث بیت الکتب لائبریری

معرض وجود میں آئی۔

مرتب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

1	عرض ناشر	۷
2	سیرۃ النبی ﷺ کے امتیازات	۱۱
3	بہ حضور سرورِ سروراں ﷺ، انسانیت کی تشکیل میں نبوت کا کردار	۳۸
4	رسول اللہ ﷺ کا خطبہ کسوف	۴۵
5	سنتِ رسولؐ۔ مشعل راہ، نظم وضبط میں پیروئ رسول ﷺ کے ثمرات	۵۱
6	نبی رحمت ﷺ صاحب خلق عظیم	۵۶
7	فرمانِ رسول ﷺ غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرو	۶۰
8	حضور ﷺ بحیثیت رہبر امور خارجہ	۶۵
9	سنت رسول ﷺ مشعلِ راہ	۷۳
10	نبی رحمت ﷺ داعی الی اللہ	۷۷
11	رحمت عالم ﷺ کی حیات طیبہ۔ یوم میثاق	۸۱
12	بہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ	۸۷
13	خصائص نبوی ﷺ امتیازات سیرت، جوامع الکلم	۹۱
14	ورفعنا لک ذکرک، خیر البریہ ﷺ	۹۸
15	حضور ﷺ بحیثیت قانون ساز	۱۰۲
16	الموسوعۃ القضائیہ روشن تحریریں	۱۰۶
17	حضور ﷺ کا معاشرتی انقلاب	۱۰۹
18	رحمۃ للعالمین ﷺ۔ روشن تحریریں	۱۱۳
19	حضور ﷺ بحیثیت پیغمبر انقلاب	۱۱۷
20	خطبہ حجۃ الوداع	۱۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

21	شہر علم ﷺ (١) نبی اکرم ﷺ کا تعلیمی اسوہ اور قرآن مجید	١٢٥
22	شہر علم ﷺ (٢) حضور ﷺ کا طریق تعلیم و تربیت	١٢٩
23	شہر علم ﷺ (٣) حضور ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی	١٣٣
24	شہر علم ﷺ (٤) حضور ﷺ کی نظر میں تعلیم نسواں کی اہمیت	١٣٧
25	شہر علم ﷺ (٥) حضور ﷺ کے آداب تعلیم	١٤١
26	شہر علم ﷺ (٦) حضور ﷺ بحیثیت معلّم انقلاب	١٤٥
27	سیرت طیبہ مشعل راہ	١٤٩
28	ربیع الاوّل اور اس کے تقاضے	١٥١
29	نبی اکرم ﷺ کا تعلیمی اُسوہ اور ہم	١٦٠
30	سپہ سالار اعظم ﷺ کی جنگی حکمت عملی رسل و رسائل	١٧٩
31	غزوۂ بنی قریظہ	١٨٢
32	مہماتِ رسول ﷺ	١٨٩
33	فتح مکہ (یوم باب الاسلام)	١٩٦
34	سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ بحیثیت سیرت نگار	٢٠٠
35	پیغامِ سیرت	٢٣١
36	فہمِ سیرت میں اماکن سیرت کی اہمیت	٢٣٤
37	ربیع الاوّل کا پیغام، امت مسلمہ کے نام	٢٤٧
38	رُشدی کی ہرزہ سرائی اور ارباب مغرب کی پذیرائی	٢٥٤
39	توہین رسالت اور مغرب	٢٧٥
40	سیرت النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب	٢٨٩
41	فہارس کتب سیرت	٣٠٧

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

علوم الاسلامیہ میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ قرآن وحدیث علوم وحی ہیں اور سیرت النبی ﷺ اس کا عملی نمونہ ہے۔ تاریخ انسانی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ قوموں نے اپنے نبیوں، مذہبی رہنماؤں اور لیڈروں کے تذکروں میں قصہ گوئی اور غلو سے کام لیا اور اُن کی مستند سیرت کہیں بھی محفوظ نہیں بلکہ انبیائے کرام کی سیرت ہمیں قرآن وحدیث سے زیادہ مستند انداز میں پتہ چلتی ہے۔ تاریخ انسانی نے ایک مرحلہ یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص کی سیرت کو اس طرح محفوظ کیا گیا کہ پوری امت وجود میں آ گئی اور اُس کے اخلاق کریمانہ، نشست و برخاست، طعام و قیام حتیٰ کہ زندگی کے ہر ہر مرحلے پر اُس کا عمل رہتی دنیا تک ''اُسوہ حسنہ'' قرار پایا۔ اس شخص کی زندگی کے تذکرے سے دنیا کا بابرکت ترین علم ''سیرت النبی ﷺ'' وجود میں آیا۔

سیرت النبی ﷺ ایک ایسا سدابہار موضوع ہے جو دنیا کی ہر زبان میں لکھا اور بولا جا رہا ہے۔ اُردو کو دنیا کی زبانوں میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے لیکن جب ہم سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں تو بڑی ہی بابرکت صورت حال سامنے آتی ہے کہ علوم اسلامیہ میں سیرت النبی ﷺ پر سب سے زیادہ کتابیں اُردو زبان میں لکھی جا رہی ہیں اور شایع ہو رہی ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اُردو زبان میں ۱۰،۰۰۰ سے زاید کتابیں لکھی اور شائع ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُردو کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ سیرت النبی ﷺ پر سب سے زیادہ کتابیں اس زبان میں لکھی جا رہی ہیں۔ یہ بھی ایک اعزاز کی بات ہے کہ دوسری زبانوں سے سیرت النبی ﷺ کی کتابوں کے سب سے زیادہ تراجم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اُردو زبان میں ہو رہے ہیں۔ برصغیر کے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ ایک عجمی زبان نے سیرت النبی ﷺ کی خدمت میں ممتاز مقام حاصل کر لیا ہے اور یہ بھی بڑے تشکر کی بات ہے کہ برصغیر میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے ذخیرہ ہائے کتب کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔

پاکستان کی حد تک سیرت النبی ﷺ کے ذخیرہ کتب زیادہ تر نجی کتب خانوں میں محفوظ ہیں چند ایک کا ذکر یہاں پر کیا جا رہا ہے۔ بیت الحکمت کی پروفیسر عبدالجبار شاکر سیرت لائبریری میں دنیا کی ۲۵ زبانوں میں ۵۰۰۰ سے زائد کتب سیرت موجود ہیں اسی طرح سے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری میں ایک عمدہ ذخیرہ سیرت موجود ہے۔ اس کے علاوہ پروفیسر گل محمد شاہ بخاری شہداد کوٹ، انجینئر رؤف احمد لاہور، حافظ عارف گھانچی کراچی، مولانا نذیر علوی لیہ، ادارہ علم و تحقیق کراچی، مسعود جھنڈیر لائبریری میلسی، محمد عالم مختار حق لاہور کے ذخیرہ سیرت بھی قابل ذکر ہیں۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر (۱۹۴۷-۲۰۰۹ء) کتاب شناس، کتاب دوست اور صاحب مطالعہ شخصیت تھے۔ کتاب دوستی اُن کو وراثت میں ملی تھی اُن کی خاندانی لائبریری جو چوتھی نسل کی طرف منتقل ہوئی ہے اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حوالے سے خاص کرم فرمائی کی ہے۔ بیت الحکمت کے نام سے لاہور میں ایک عظیم الشان لائبریری موجود ہے اور اُس میں موجود سیرت لائبریری کو اُن کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ اُن کی وفات کے بعد سیرت النبی ﷺ پر اُن کی تحریروں کو اکٹھا کرنے کا کام شروع کیا گیا تھا۔ نگارشات پروفیسر عبدالجبار شاکر بسلسلہ سیرت النبی ﷺ کے تحت دو کتب ''مرقع سیرت'' اور ''ربیع الاول کے واقعات'' منظر عام پر آ چکی ہیں۔

زیر نظر کتاب ''خطبات ومقالات سیرت ﷺ'' اُن کی ریڈیائی تقاریر، مختلف رسائل میں شائع ہونے والے مضامین، مقالات اور چند خطبات پر مشتمل ہے۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اس عنوان کے تحت اُن کی تمام چیزوں کو اکٹھا کر دیا جائے لیکن ممکن ہے کہ کچھ تحریریں اشاعت میں شامل ہونے سے رہ گئی ہوں۔ اس حوالے سے قارئین کی نشاندہی پر وہ تحریریں بھی شامل کر دی جائیں گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب میں ہر مضمون اور خطبے کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن کچھ کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ سیرت النبی ﷺ کے امتیازات اُن کا یادگار خطبہ ہے جو PIMA (ڈاکٹر صاحبان) کی تنظیم کے تحت کراچی میں دیا گیا اور بعد میں مختلف اوقات میں ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے یہ سیرت النبی ﷺ کا ایسا معطر اور پاکیزہ تذکرہ ہے جہاں عقیدت بھی ہے اور تحقیق کے ساتھ نوجوان نسل کو سیرت کے عظیم پیغام سے روشناس کرانے کی تڑپ دکھائی دیتی ہے اسی طرح کا ایک خطبہ سرگودھا یونی ورسٹی میں بھی دیا گیا ہے جو شاملِ اشاعت ہے۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ کے صد سالہ جشن ولادت پر پروفیسر صاحب نے ''مولانا مودودی بحیثیت سیرت نگار'' کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھا جس میں سیرت نگاری کی تاریخ کے حوالے سے اچھا خاصا لوازمہ موجود ہے اس کی ایک تلخیص ''ترجمان القرآن'' کے خاص اشاعت میں شایع ہو چکی ہے لیکن یہ مکمل مضمون پہلی دفعہ شاملِ اشاعت ہوا ہے۔

اس کتاب میں ایک خاص مضمون ''رشدی کی ہرزہ سرائی اور اربابِ مغرب کی پذیرائی'' بھی شامل ہے یہ مضمون حرفِ اوّل کے نام سے دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی کے مجلّہ دعوۃ میں شائع ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مضمون اس موضوع پر اپنی طرز کا ایک منفرد مضمون ہے کیوں کہ حرمت رسول ﷺ کے حوالے سے ہماری ہاں سنجیدہ لٹریچر کی بہت کمی ہے لوگوں کو اس حوالے سے مغرب کی فتنہ پردازیوں کا بہت کم علم ہے۔ پروفیسر صاحب نے بڑے ہی محققانہ انداز میں رشدی کی علمی، ادبی، ذہنی اور اخلاقی مرتبے کا بہترین تجزیہ کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اُس کی تحریریں کسی بھی درجہ میں عالمی ادب میں کوئی مقام نہیں رکھتی تھیں لیکن جب اُس نے نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور اسلام کے حوالے سے بے سروپا تحریریں لکھیں تو وہ مغرب کی آنکھ کا تارا اور بڑا ادیب گردانا گیا۔ اس سے مغرب کی ذہنی پستی اور اسلام کے حوالے سے تعصب کا واضح ثبوت ملتا ہے یہ تحریر اس انداز کی ہے کہ اس کے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع ہونا چاہیے تاکہ مغرب کے عام لوگوں کو اپنے اداروں اور حکومتوں کی ذہنی پستی اور تعصبانہ رویے کا اندازہ ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ نے تمام عمر نبی کریم ﷺ کی ذات کو عملی نمونے کے طور پر پیش کیا اور ہماری بھی یہ خواہش ہے کہ اس کتاب کے ذریعے مسلمان اُمت اُسوہ حسنہ کے بھولے ہوئے سبق کو یاد کرے اور اس دورِ پُرفتن کی گمراہیوں میں روشنی اور ہدایت کے اصل سرچشمے کی طرف رجوع کرے۔ اسی اُسوۂ حسنہ کو اپنا کر ہی ترقی کی تمام منازل طے ہوسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کی تحریروں کو پروفیسر صاحب رحمہ اللہ کے لیے وسیلہ نجات اور شفاعت محمدی ﷺ کا حق دار بنائے۔ آمین یارب العالمین

محمد جمال الدین افغانی

١٠ر رمضان المبارک ١٤٣٤ھ

فقیر خانہ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرۃ النبی ﷺ کے امتیازات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ!

اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے جس پہلے انسان کو احسن تقویم کی خصوصیات کے ساتھ پیدا کیا، وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ابلیس کی کارروائیوں اور کارفرمائیوں کے باعث آپ کو عالم بالا سے زمین پر بھیج دیا گیا۔ یہاں آپ کو نبوت کے منصب جلیلہ پر سرفراز کیا گیا۔ یوں اس کائنات میں نبوت اور انسانیت کا آغاز ایک ساتھ اور ایک ہی شخصیت کے حوالے سے ہوا۔ کاروانِ نبوت کا آغاز تو آدم علیہ السلام سے ہوا، پھر یہ قافلہ مختلف منازل اور مراحل سے گزرتا ہوا اپنی حقیقی اور مطلوبہ منزل تک پہنچ گیا اور اس نقطۂ اختتام پر نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے۔

آپ اس کائنات کے مختلف اجزا اور مخلوقات پر ایک نظر دوڑائیں تو یہ حقیقت واضح ہو گی کہ ہر چیز اپنے اپنے مخصوص راستے پر اپنے فرائض ادا کر رہی ہے۔ چاند، سورج ہوں یا ہوائیں، گلیشیر، ندیاں ہوں یا دریا، فصلیں، اجناس ہوں یا پھل، چرند پرند ہوں یا حیوانات، معدنی ذخائر ہوں یا قدرتی وسائل، زمین، فضا ہو یا سیارے، سبھی اپنے فرائض اور وظائف ازل سے ایک ہی طریق پر انجام دیتے چلے آرہے ہیں اور اس میں سرِ مو انحراف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام اجزائے آفرینش اور مخلوقات کو جو جبلی یا فطری ہدایت ودیعت کی ہے، سب اسی کے موافق چلتے اور کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جب یہ تمام کائنات اور اس کی مخلوقات فطرت کے بخشے ہوئے قواعد اور ضوابط کے مطابق کام کر رہی ہیں تو کیا اس کائنات کے شاہکار یعنی خود حضرتِ انسان کے لیے کوئی مقصد متعین نہیں کیا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کیا اس کے لیے ہدایت کا کوئی فطری نظام وضع نہیں کیا گیا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے، جس کا جواب، ہر عہد کے فلاسفہ، حکما، متکلمین اور دانش وروں نے دینے کی بھرپور کوشش کی ہے، مگر کسی سے بات بن نہیں پائی۔ ان حضرات نے انسانی زندگی کی مقصدیت اور معنویت کے بارے میں کوئی یقینی بات نہیں کہی کہ جس سے آدمیت کا اطمینان بھی ہوتا اور اس کے وقار میں اضافہ بھی ہوتا۔

انسان کیا ہے؟ اس کائنات میں اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اپنے مقصدِ تخلیق کو پورا کرنے کے لیے اس کے پاس ذرائع کیا ہیں؟ حیات بعد الممات، امورِ غیب اور مابعد الطبیعیات اور الٰہیات کے بارے اس کا سرچشمۂ علم کیا ہے؟ اس کی ہدایت کے لیے وہ کون سا فطری طریق ہے، جو زمین اور زمانے کی ہر گردش میں پورا اترتا دکھائی دیتا ہے؟ یہ سب وہ سوالات ہیں، جن کا صحیح، درست اور اطمینان بخش جواب صرف اور صرف انبیا و رسل علیہم السلام نے فراہم کیا ہے۔ اور اس کی صاف اور سیدھی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اس کا جواب اپنی سمجھ اور فہم کے بجائے اس وحی والہام کے ذریعے سے دیا ہے جو انھیں مقدس اور معتبر فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے فراہم کیا ہے۔ یہی وہ مقام ہے، جہاں انبیاء و رسل اور فلسفیوں اور دانشوروں کی آرائیں امتیاز پیدا ہو رہا ہے۔ فلسفی اور متکلم ان سوالوں کا جواب دیتے ہوئے مسئلے کو مزید الجھا دیتے ہیں، جس سے انسانی قلب و نظر کا اضطراب اور انتشار مزید بڑھ جاتا ہے، مگر انبیاء و رسل اس کا وحی والہام کے سرچشمے سے ایسا جواب فراہم کرتے ہیں، جس سے شکوک اور شبہات کا خاتمہ ہو جاتا ہے، اور اس کی جگہ کامل طمانیت میسر آجاتی ہے۔ آسمانی ہدایت کے ذریعے قلب و نظر کی طمانیت کا یہ پیغام جن شخصیات کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ، سلیم الفطرت اور پاکیزہ نفس انسان ہوتے ہیں، جنھیں ہم نبی، رسول اور پیغمبر کی پاکیزہ اصطلاحات سے یاد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ، متقی اور مخصوص افراد و رجال کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں ان انبیا کے مقصدِ بعثت کو بہت نمایاں انداز میں پیش کیا گیا۔ اگر ایسی تمام آیات مبارکہ کو جن میں نبوت کے چارٹر کی تشریح کی گئی ہے، جمع کیا جائے تو ان کا خلاصہ تین نکات پر مشتمل دکھائی دیتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) تلاوتِ آیات (۲) تزکیۂ نفس (۳) تعلیمِ کتاب وحکمت

انبیائے کرام علیہم السلام کے اس مشن اور چارٹر کے ذریعے جو ذہنی تغیر اور قلبی انجذاب پیدا ہوتا ہے، اسے ہم کارنامۂ سیرت کہتے ہیں۔ افسوس کہ مغربی دانش ور، سیرت اور سوانح کے درمیان فنی اور علمی نوعیت کا فرق محسوس نہ کر سکے۔ انھوں نے تو خود اپنے رسولوں کے تذکرے صرف داستانوی اسلوب میں لکھے ہیں، لہٰذا کسی یورپی اور مستشرق سے یہ توقع ہی نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی بھی نبی یا رسول کے کارنامۂ سیرت کو اس کے حقیقی فنی تقاضوں کے ساتھ پیش کر سکے۔ مغرب میں سوانح نگاری کے فن نے بہت کمال پیدا کیا ہے۔ ہیرو یا ہیرو ورشپ میں ان کے ہاں بہت جذباتی شدت پائی جاتی ہے مگر جو مذاہب اپنے رسولوں کی سیرت کو فراموش کر چکے ہوں اور جن کی مذہبی کتابیں اپنے الہامی متن اور اس کی زبان تک سے محروم ہو چکی ہوں، وہاں کسی پیغمبر یا نبی کے کارنامۂ سیرت کا تقاضا ایک بے سُود خواہش ہے۔ یہاں ایک اور نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ جن مستشرقین نے حضرت محمد ﷺ کی سیرت لکھنے کی کوشش کی ہے، وہ صرف اسی لیے ناکام رہے کہ ان کے ذہن میں سوانح اور سیرت کا فرق ملحوظ نہیں تھا۔ حضور ﷺ محمد بن عبداللہ بھی ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ بھی۔ محمدؐ بن عبداللہ کی حیثیت سے انھوں نے آپ کی سوانح کو مرتب کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوی حیثیت سے بے خبر ہونے کے باعث وہ کارنامۂ سیرت کی تحسین سے محروم رہے۔ جب تک کوئی قلم کار خود ایمانی اور اخلاقی اقدار کے سرمائے سے مالا مال نہ ہو، وہ کسی سرچشمۂ ایمان اور مرکزِ رشد و ہدایت شخصیت کی سیرت کا فہم کیسے پیدا کر سکتا ہے؟

"سیرت" کا عربی مادہ ومصدر سَارَ، یَسِیْرُ، سَیْرًا اور مَسِیْرًا ہے۔ اس مادے سے بننے والا ہر لفظ کئی معنی رکھتا ہے، جو لغت نویسوں کے ہاں چال چلن، مسافت، ہیئت اور گزرے ہوئے لوگوں کے واقعات بیان کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ عربی زبان میں اسے سِیَر اور السیرہ بھی لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ صاحب تاج العروس نے "السیرۃ" کے معنی "طریقہ" کے بھی لکھے ہیں۔ یوں "حسن السیرۃ" کے معنی "اچھا طریقہ" کے ہیں۔ "هٰذَا فِی سِیْرَةِ الْاَوَّلِیْنَ" یعنی یہ بات پہلے لوگوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے میں موجود ہے۔ اس کے ایک معنی ہیئت اور حالت کے بھی بیان ہوئے ہیں۔ ''المعجم الاعظم'' میں اس لفظِ سیرت کے معنی جانا، روانہ ہونا، چلنا، روش، طریقہ، شکل وصورت، ہیئت، حالت، کردار، سنت، طرزِ زندگی، کام کاج کرنے کا چلن، زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ، عادت، کہانی اور پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کو بیان کرنے کے بھی ہیں۔ ''سیرۃ'' کا لفظ اپنے اصطلاحی مفہوم میں سوانح عمری اور علمِ تاریخ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی زبان میں اس کے لیے Hagiology, Biography, Life اور Hagiography کی اصطلاحیں بھی استعمال ہوتی ہیں۔ پیشِ نظر رہے کہ Hagiology سیرۃ الانبیاء کے بجائے محض سیرۃ اولیاء یا بزرگ لوگوں کی سوانح سے متعلق ہے، یوں لفظ سیرت یا کارنامۂ سیرت کے لیے یورپ یا مغرب کی کسی زبان میں کوئی لفظ یا اصطلاح ممکن ہی نہیں ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آسمان سے نازل ہونے والی ۳۱۵ کتب اور صحائف میں آج انسانیت کے پاس صرف ایک صحیفہ کامل ''قرآن مجید'' کی شکل میں موجود ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا مقصدِ بعثت، فرائضِ نبوت اور ان کی پاکیزہ سیرتوں کا اگر کوئی مستند ریکارڈ کہیں موجود ہے، تو وہ صرف اور صرف قرآن مجید میں دکھائی دیتا ہے۔ جہاں تک عہد نامہ جدید اور قدیم اور زبور یا تالمود وغیرہ کا تعلق ہے، ان کے بیانات میں اس قدر تناقض اور تضاد ملتا ہے کہ کوئی ذی فہم شخص راست باز یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح اس بات کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ عبارتیں حقیقی الہام پر مبنی نہیں ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ان کو ملفوظاتی لٹریچر قرار دے سکتے ہیں۔ البتہ بعض مقامات پر قرآن مجید اور ان تحریف شدہ الہامی نوشتوں میں یکسانیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حقیقی ہدایت کا سرچشمہ اگر کوئی ہوسکتا ہے تو وہ کوئی سچی الہامی کتاب یا صحیفہ ہوسکتا ہے، سو قرآن مجید آج عالم انسانیت کے پاس وحی الٰہی کا واحد نمونہ ہے جس پر استناد سے اعتماد اور اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ اس کی حفاظت کا یہ نظام اور ذمہ داری بھی اللہ تعالیٰ نے خود اپنے سپرد رکھی ہوئی ہے۔

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ (الحجر ۱۵:۹)

جس طرح وحی کا کامل اور جامع نمونہ، قرآن مجید آج ہدایت کے لیے موجود ہے، بعینہٖ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت بھی ہر اعتبار سے محفوظ ہے۔ اسے علمی آثار کے طور پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفوظ کیا گیا۔علوم الحدیث کا ایک ایسا ذخیرہ مرتب ہوا، جس کی مثال دنیا کی کسی تہذیب و مذہب میں دکھائی نہیں دیتی۔علوم کی دنیا میں علمِ حدیث کو اگر تہذیبِ انسانی کا سب سے بڑا علمی سرمایہ قرار دیا جائے تو یہ کسی لحاظ سے کمزور یا غلط بات نہیں ہوگی۔ یہ امر بھی تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان کیا جانا چاہیے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی سیرت عملی تواتر کے لحاظ سے محفوظ ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس محبت، عقیدت اور راست بازی کے ساتھ اسوۂ سیرت کو عملاً محفوظ رکھا، اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی دوسری شخصیت نہیں کرسکتی۔آج دنیا میں چھ ارب انسان پائے جاتے ہیں، جن میں سے ایک چوتھائی کے علاوہ سب غیر مسلم ہیں اور مختلف مذاہب اور ادیان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یہ تمام مذاہب مل کر بھی کوئی ایک ایسا انسان پیش نہیں کرسکتے جو اپنے سچے نبی کی سچی تعلیمات کا نمونہ ہو۔اگرچہ اُمتِ مسلمہ بھی اپنے عقیدہ وعمل کے لحاظ سے چودہ صدیوں کے فاصلے پر کھڑی دکھائی دیتی ہے، مگر اس اُمت کے سینکڑوں، ہزاروں نہیں لاکھوں افراد ایسے ملیں گے جن کی شکل وصورت اور اعمال و عبادات کا ایک بھاری حصہ اسوۂ رسول ﷺ کے ساتھ کامل مماثلت اور مشابہت رکھتا ہے۔ایک دوسرے مفہوم میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیرت طیبہ کا یہ ایک امتیاز ہے کہ یہ ایک سچی، لائقِ اتباع اور محفوظ سیرت ہے جسے دنیا کی کل آبادی کا ایک چوتھائی حصہ کسی نہ کسی شکل میں محفوظ رکھے ہوئے ہے۔اسلام کی دوامی تہذیب اور سیرت کے لافانی نقشے کے پس منظر میں یہ حقیقت مہرِ درخشاں بن کر چمک رہی ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران ۳:۱۶۴)

''درحقیقت اہلِ ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک ایسا پیغمبر ﷺ اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔''

نبوت کو انسانیت کے لیے ایک احسانِ عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس کا باعث وہ فرائض ہیں، جن کا تذکرہ آیت مذکور میں کیا گیا ہے۔ تلاوتِ آیات، تزکیۂ نفس اور تعلیمِ کتاب وحکمت، منشورِ رسالت ہے۔ اسی منشورِ رسالت میں سیرت کی اہمیت، ضرورت اور حکمت، سب کچھ واضح کر دیا گیا ہے۔ آیاتِ بینات ہوں یا احادیثِ مبارکہ، کتاب وسنت کی ان تعلیمات کا مقصود نفسِ انسانی کی اصلاح اور نفوسِ انسانیہ کا تزکیہ ہے۔ قرآن مجید میں نفسِ انسانی کی تین حالتوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نفسِ امارہ کی شرارتوں، خباثتوں اور جہالتوں کے سلسلے تمام منکرات وفواحش میں پھیلے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کی آیاتِ انذار اور خوفِ آخرت اور اسوۂ رسول ﷺ میں تضرع وزاری اور خشوع وخضوع کے اسباق ایک ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں جس سے نفسِ انسانی میں لوامہ کیفیت بیدار ہوتی ہے، جو ترقی کرتے کرتے بالآخر نفسِ مطمئنہ کے درجے پر فائز ہو جاتی ہے اور یہی مقصودِ حیات، غایتِ زندگی اور حکمتِ زیست ہے:

﴿يَـٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفْسُ ٱلْمُطْمَئِنَّةُ ٱرْجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَٱدْخُلِى فِى عِبَـٰدِى وَٱدْخُلِى جَنَّتِى﴾

(الفجر ۸۹: ۲۷ تا ۳۰)

''اے نفسِ مطمئنہ! چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔''

یوں انبیا کی سیرتیں اپنے اپنے زمانے میں خلقِ خدا کے نفوس کی اخلاقی، روحانی اور ایمانی تربیت کے لیے ناگزیر رہی ہیں۔ ہر عہد میں اور ہر نبی کے زمانے میں ہمیشہ دو ہی قسم کے کردار پیدا ہوئے ہیں، ایک اشرار کا ابلیسی کردار، جبکہ دوسرا اخیار اور ابرار کا نبوی کردار۔ قرآن مجید نے ان دونوں طبقات کا عہد بہ عہد جائزہ لیا ہے اور یوں تاریخ دعوت و عزیمت کے باب، زمانۂ قبلِ نبوت اور بعدِ رسالت میں صاف اور واضح دکھائی دیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یوں سیرت نفوسِ انسانی کی اخلاقی تعلیم و تربیت کے لیے ایک ناگزیر دعوتِ عمل ہے۔ مختلف مذاہب، متنوع کردار پیدا کرتے ہیں مگر حقیقی اور مطلوبہ سیرت اب صرف خاتم الانبیاء اور خاتم المرسلین حضرت محمد ﷺ کی کامل اتباع سے میسر آسکتی ہے۔ انسان کی صالح تربیت کے لیے مختلف مذاہب نے جو طریق اور سلوک پیش کیا ہے، اس کا تقابل اگر اسلامی اور محمدی ﷺ سیرت سے کیا جائے تو ایک قاری کو اس میں بہت بنیادی اور واضح فرق معلوم ہوگا۔ محاسنِ اسلام کا سرمایہ، محاسنِ مصطفوی ﷺ یا سیرتِ نبوی ﷺ میں جھلکتا دکھائی دے گا۔ فضائلِ اخلاق کا کوئی عملی نمونہ یا پیکرِ مجسم اگر تاریخ میں کہیں دکھائی دیتا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اعلیٰ وارفع سیرت کے علاوہ کوئی اور سرمایہ نہیں۔ اسوۂ حسنہ کا یہ وہ معدن و منبع ہے، جس سے خوشہ چینی کرنے والوں سے حق تعالیٰ نے ان کی زندگیوں میں راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اگر ایک طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی کوئی دوسری مثال دکھائی نہیں دیتی تو دوسری طرف اصحاب رسول ﷺ سے بہتر کوئی جماعت بھی دکھائی نہیں دیتی۔ دنیا میں اخلاقی نشو ونما اور روحانی بالیدگی کے لیے بہت سی شخصیات اور اداروں نے اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی مگر وہ ادارے یا شخصیات مطلوبہ مثالی اخلاقی نظام کی تشکیل کے تقاضوں اور لوازمات کا یا تو ادراک نہیں رکھتے تھے یا پھر وہ خود کوئی بہتر نمونۂ اخلاق پیش کرنے سے قاصر تھے۔ انسانیت ابھی تک ایک ایسی شخصیت کی تلاش میں تھی جس کی سیرت خود اس آئینۂ عمل میں منعکس ہو، اس کے پیغام کی شرح اس کی اپنی سیرت سے آشکارا ہو، اس کی اخلاقی تعلیمات خود اس کی عملی زندگی کا حصہ ہوں، اس کا ہر اشارہ و حرکت، اعمال وافعال، حرکات وسکنات اور اقوال وفرامین ایک اعلیٰ اور بلند اخلاقی، ایمانی اور روحانی مقام کی نشان دہی کرتے ہوں۔ انسانیت کے دامن میں جزوی اعتبار سے بہت سے اخلاقی نمونے اور نقوش موجود ہیں مگر یہ سب مل کر بھی کسی مکمل اور مطلوبہ سیرت کا نقشہ پیش نہیں کرتے۔ انسانیت کو بہت مدت سے ایک ایسے انسان کامل اور صاحب کمال کی ضرورت تھی جو دن کی روشنی میں امورِ دنیا کی باگ ڈور سنبھالتا دکھائی دے تو اس کی راتیں اپنے خالق و مالک کے ساتھ راز و نیاز میں بسر ہوتی ہوں۔ اس کی جلوت مخلوق کے دکھ درد میں شریک ہو تو اس کی خلوت ذکر و عبادات میں مصروف دکھائی دے۔ وہ بیک وقت دنیا و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقبیٰ کی حقیقتوں کا شناسا ہو۔ اس کی زبان صبر وشکر کے کلمات سے مزین اور اس کی آنکھ عفت وحیا کی تصویر دکھائی دے۔ اس کے پاس اموالِ دنیا کے ڈھیر لگ جائیں تو وہ استغنا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور اگر وسائل کی قلت پیدا ہو جائے تو وہ صبر وقناعت کا پیکر دکھائی دے۔ وہ اپنے اہل وعیال اور ساتھیوں کے لیے خلیق اور شفیق اور اپنے مخالفین کے لیے دامنِ عفو کو پھیلائے نظر آئے۔ اس کا جہاد امن کی نوید بن جائے اور اس کی سلطنت سراسر خدمتِ انسانی کا نمونہ دکھائی دے۔ وہ اپنے دامنِ فقر میں وارداتِ شاہی کا منظر پیش کرے۔ خود بھوکا رہ کر دوسروں کی سیر شکمی کا سامان کرے۔ دوسروں کی تکالیف کا ازالہ اس کے لیے سامانِ راحت بن جائے۔ وہ حقوق وفرائض میں توازن کی مثال اور دنیا کی افراط و تفریط میں جادۂ اعتدال پر گامزن دکھائی دے۔ اس کا جمالِ صورت دلوں کو لبھا جائے اور اس کا کمالِ سیرت دلوں کو اسیر کر لے۔ ان سب صفات حسنہ سے متصف اور ان تمام کمالات سیرت سے آراستہ صرف ایک ہی سیرت دکھائی دیتی ہے اور وہ محمد عربی ﷺ کی سیرت ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب ۳۳:۲۱)

سیرت کے اس مفہوم اور ضرورت اور اہمیت کو جان لینے کے بعد ہمیں یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ سیرت بذات خود ایک امتیازی وصف ہے۔ قرآن مجید انبیاء علیہم السلام کی پاکیزہ سیرتوں کا تذکرہ کرتا ہے مگر قرآن: ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء ۲۱:۱۰۷) کی سیرت کو گذشتہ چودہ صدیوں سے اس کائنات کی صف کے لپٹنے اور قیامت کے قائم ہونے تک کے لیے ایک واجب الاتباع سیرت قرار دیتا ہے۔ انسانیت کو اپنے اخلاقی مقاصد کی تکمیل اور روحانی نشو ونما کی تعمیل، ایمانی جذبات کی تشکیل اور تبلیغ ودعوت کی ترسیل کے لیے جس مثالی سیرت کی ضرورت تھی وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں میسر آ گئی۔ قرآن مجید نے اس سیرتِ خاص کی ضرورت کو بہت سی آیات میں واضح کیا ہے، جن میں سے چند کلیدی آیات درج کی جاتی ہیں:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر ۵۹:۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول ﷺ جو تمھیں دے، اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جس چیز سے وہ تمھیں منع کرے، اس سے رک جاؤ۔''

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَ الْيَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾

(الاحزاب ۳۳:۲۱)

''درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔''

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ﴾ (آل عمران ۳:۳۱-۳۲)

''اے نبی ﷺ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو پھر اگر وہ تمھاری دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے، جو اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرتے ہوں۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء ۴:۵۹)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں،
پھر اگر تمھارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور
اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر
ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے
بہتر بھی ہے۔"

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب ۳۳:۳۶)

"کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور
اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس
معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور
اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ
گیا۔"

قرآن مجید کی ان آیات میں حضور نبی کریم ﷺ کی آئینی، شرعی اور قانونی حیثیت کو متعین کیا گیا ہے۔ ذرا اس حدیثِ مبارکہ کا مطالعہ کیجیے جس میں آپ ﷺ نے خود اپنی حیثیت کے بارے میں مطلع فرمایا:

(لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، حدیث:۱۵)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میری محبت و عقیدت اس کو، اس کے والدین اور اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ نہ ہو۔"

کتاب وسنت کی ان تعلیمات کی روشنی میں یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں مضمر ہے کہ حضور ﷺ کی اتباع اس انداز میں کی جائے کہ آپ ﷺ کا اسوہ کامل ہماری زندگیوں کی اساس اور مرکز ومحور بن جائے۔ جب تک ہمارے اعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد یا اساس مسنون نہیں ہوگی، ہماری زندگی ایمانی تقاضوں کو فراموش کرنے کی خطا کی مرتکب ہوتی رہے گی۔ پیغمبرانہ زندگی کو اسوۂ حسنہ قرار دینے کے بعد کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی ذی روح یا متنفس اتباعِ رسول ﷺ کے بغیر زندگی گزارنے کی جسارت کرے۔ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ انسانیت کی واحد پناہ گاہ ہے، جہاں ہمارے فکر و عمل کے سارے داعیات کو سلامتی اور صراطِ مستقیم میسر آسکتی ہے۔

انسان اگر اپنے مقصدِ تخلیق کے تقاضوں سے باخبر ہونا چاہتا ہے اور وہ ان مطالبات کی تعمیل بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے سیرت نبوی ﷺ کے آخری اور کامل نمونے کا مطالعہ ہوا، پانی اور روشنی کی طرح ناگزیر ہے۔ رُوئے زمین پر آج تک انسان دو طرح سے زندگی بسر کر رہے ہیں، ایک تو خود پسندی، خود پرستی اور نفس پرستی کا راستہ ہے جو ہر انسان کے اندر ایک چھوٹا یا بڑا نمرود، فرعون، ہامان یا شدّاد پیدا کر دیتا ہے، دوسرا خدا پرستی یا عبودیتِ الٰہیہ کا راستہ ہے جسے حق پرست پیغمبروں نے انسانیت کے لیے واضح کیا اور جس کا آخری اور مکمل نمونہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے ہمیں میسر آیا ہے۔ ان دونوں راستوں پر چلنے والوں کے کردار کیا کیا رہے ہیں، اس کا ایک واضح نقشہ ہمیں قرآن مجید میں رحمانی اور شیطانی کرداروں کے ضمن میں نمایاں طور پر ملتا ہے۔ اگر کوئی شخص انصاف پسندی اور غیر جانبداری سے اپنی زندگی کے مقصود کو جاننا چاہتا ہے اور اس مقصودِ حیات کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اسوۂ رسول ﷺ ہی ایک ایسا راستہ اور اتباعِ رسول ﷺ ہی ایک ایسا رجحان، اور رضائے الٰہی ہی ایک ایسی منزل ہے، جو اس اسلوبِ زندگی کو اختیار کرنے کے فطری نتائج ہیں۔

رسول کریم ﷺ کی سیرت پر پہلی صدی ہجری سے لے کر گذشتہ چودہ صدیوں میں ہزاروں کتابیں اور لاکھوں مضامین و مقالات لکھے جا چکے ہیں جن کا احاطہ کرنے کے لیے کتاب داروں نے بہت سی کتابیات تیار کی ہیں۔ اگر اس پورے ادبیاتِ سیرت کا اندازہ لگایا جائے تو شاید تاریخ انسانی میں کوئی دوسری شخصیت ایسی نہیں جس پر اس قدر اور ہمہ پہلو لٹریچر تیار ہوا ہو۔ سیرت تو ایک مستقل میدانِ تحقیق و تصنیف ہے، خود متعلقات سیرت اس قدر متنوع اور وسیع ہیں کہ ان کا احاطہ کرنے کے لیے ایک الگ سے کتابی جائزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے کی ضرورت ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے مراجع، منابع اور مصادر پر توجہ کی جائے تو حسب ذیل علم وفنون اس کا سرچشمہ ہیں:

① قرآن مجید
② کتب احادیث، خطبات، مکاتیب، معاہدات، دستاویزاتِ سیرت۔
③ کتب مغازی وسیر عروہ بن زبیر (۹۴ ہجری)، الزہری (۱۲۴ ہجری)، محمد بن اسحٰق، موسیٰ بن عقبہ (۱۵۱ ہجری)، ابن ہشام وغیرہ۔
④ کتب تاریخ
⑤ کتب تفاسیر
⑥ کتب شمائل نبوی ﷺ
⑦ کتب دلائل النبوۃ
⑧ کتب آثار واخبار
⑨ کتب انساب
⑩ کتب جغرافیۂ عرب
⑪ کتب تاریخ الحرمین الشریفین
⑫ کتب اسماء الرجال
⑬ عربی ادبیات
⑭ اطلس وخرائطِ سیرت
⑮ حرمین کے سفرنامے
⑯ کتب نعت رسول مقبول ﷺ۔

سیرت طیبہ کے ان مراجع اور مصادر پر توجہ کریں تو ایک جہانِ سیرت اپنی تمام تر وسعتوں کے ساتھ ہمارے سامنے ہے مگر حقیقت یہ ہے اور یہ بات ہمیشہ حقیقت رہے گی کہ سیرت نبوی ﷺ کا سب سے کامل اور معتبر ذخیرہ، لوازمہ اور سرمایہ خود قرآن مجید ہے۔ مجھے ان تمام سیرت نگاروں کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ اگر دنیا سے تمام ذخیرۂ سیرت ختم ہو جائے اور صرف قرآن مجید کا متن موجود رہے تو آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ ومطہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ہر پہلو محفوظ رہے گا۔ آپ ﷺ کی نبوی زندگی کا ہر ہر پہلو اور اسلامی ہدایت کا جملہ سامان اسی کتاب سے واضح ہے۔

قرآن مجید کے اسی لوازمۂ سیرت کی کاملیت کے پیش نظر ہی تو قرآن نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾

(الاحزاب ۳۳:۲۱)

''درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار اور اللہ کو کثرت سے یاد کرے۔''

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (القلم ۶۸:۴)

''اور بے شک آپ ﷺ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں۔''

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ، تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا، سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ، وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾

(الفتح ۴۸:۲۸، ۲۹)

''وہ اللہ ہی ہے، جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے سارے ادیان و مذاہب پر غالب کر دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں، تم جب دیکھو گے، انھیں رکوع و سجود، اور اللہ کے فضل اور اس کی رضا کی طلب میں مشغول پاؤ گے، سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں، جن سے وہ نمایاں پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت تورات میں اور انجیل میں۔ ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے، جس نے پہلے کونپل نکالی، پھر اس کو طاقت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کافر اس کی نشوونما پر جلیں۔ اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔''

ماخذاتِ سیرت میں قرآن مجید کی حیثیت اور حقیقت تو واضح ہے۔ احادیث بھی اس سیرت کا سب سے معتبر اور مستند ماخذ ہیں۔ صحاح ستہ اور اس کی شروحات میں، وہ تمام کارنامۂ سیرت موجود ہے۔ اس کارنامۂ سیرت کا اساسی لوازمہ حضور نبی کریم ﷺ کے اقوال و اعمال، فرامین وارشادات اور ہر نوع کی دستاویزات میں موجود ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس ذخیرے کو جس عقیدت، محنت، مسئولیت اور ذمہ داری کے ساتھ آئندہ نسلوں کو منتقل کیا اور محدثین کی جماعت نے جس ترتیب و ترکیب کے ساتھ اس سے استفادے کی شکلیں پیدا کیں اور اس کے فہم کے لیے جس نوعیت کے علوم و فنون کا اختراع کیا، یہ باب خود تاریخِ علم کا ایک معجزاتی کرشمہ ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ قرآن مجید کے بعد احادیث کی مدد کے بغیر وقائع سیرت اور کارنامۂ سیرت کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔

سیرت کے مراجع اور مصادر کے ضمن میں جن سولہ مختلف علوم کی کتب کی اصناف کا تذکرہ کیا گیا، ان میں سے ہر ایک اپنے مقام پر اہم ہے مگر قرآن مجید کے علاوہ تمام اصنافِ علم اور اقسامِ تحقیق کے لوازمے کو اصولِ سیرت کی روشنی میں پرکھنا چاہیے۔ ہر چند اصولِ تفسیر، اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ کی طرح اصولِ سیرت پر الگ سے مستند کتب نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھی گئی ہیں۔ دورِ حاضر میں کچھ حضرات نے ''فقه السیرہ" کے عنوان سے اس ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے مگر وقائع سیرت کے اخذ وترک میں قریب قریب وہی منہج اور اصول اختیار کرنا پڑے گا جو اہلِ علم، حدیث کے اخذ وقبول میں اختیار کرتے ہیں۔ مقامِ مسرت ہے کہ عربی زبان میں اس اصول کے تحت سیرت نگاری کی نئی اور مفید کوششیں منصہ شہود اور منظرِ عام پر آرہی ہیں۔

سیرۃ النبی ﷺ کا مطالعہ کرتے ہوئے، مصنفینِ سیرت کی کثرت ایک قاری کو حیران کرتی ہے اور بلاشبہ اس کی عقیدت میں اضافہ کرتی ہے کہ سیرت وسوانح پر گذشتہ چودہ صدیوں سے مسلسل لکھا جارہا ہے مگر ہنوز روزِ اول کا معاملہ محسوس ہوتا ہے۔ ابتدائی صدیوں میں سیرت مغازی، دلائل، شمائل، مدارج، معارج، سیر اور میلاد کی صورت میں لکھی جاتی رہی مگر گذشتہ ایک صدی سے موضوعاتِ سیرت پر توجہ بڑھ گئی ہے۔ اس ضمن میں راقم الحروف کے ذاتی ذخیرۂ کتب ''بیت الحکمت'' میں ساڑھے تین ہزار سے زائد کتب سیرت میں سے نصف سے زاید وہ کتابیں ہیں جو سیرت کے کسی نہ کسی موضوع پر اختصاصی طور پر لکھی گئی ہیں۔ سیرت کے موضوع پر ابھی تک جو کوائف کتابیاتی تفصیلات کے ذریعے سامنے آئے ہیں ان کے مطابق دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں دس ہزار سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں تحریر ہوچکی ہیں۔ ہر چند ان میں بعض زبانوں میں تخلیقی سطح پر سیرت نگاری کے بجائے تراجم سے کام لیا جارہا ہے۔ بیت الحکمت لاہور میں قائم ''انسٹی ٹیوٹ آف سیرہ اسٹڈیز'' اس امر کا اہتمام کررہا ہے کہ دنیا کی ان تمام زبانوں کا ذخیرۂ سیرت کسی ایک جگہ جمع کیا جائے۔ قرآن مجید، احادیث اور کتبِ سیرت کے تراجم دعوتِ اسلامی کے بنیادی ہتھیار ہیں۔ اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ مختلف علمی اور دینی رسائل وجرائد میں جو لاکھوں مضامین سیرت کے موضوع پر شائع ہوچکے ہیں، ان کی بھی زبان وار فہارس تیار ہونا چاہئیں اور اس ذخیرے کو کسی ترتیب سے الیکٹرانک میڈیا پر بھی لے آنا چاہیے تاکہ اہلِ علم اس سے ایک ایسی قاموس، دائرۃ المعارف یا انسائیکلو پیڈیا مرتب کرسکیں جو دورِ حاضر کی انسانیت کی علمی، دعوتی اور دینی ضرورتوں کو پورا کرسکے۔ بیت الحکمت، لاہور میں بڑی خاموشی سے یہ کام ایک مدت سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرۃ النبی ﷺ کے امتیازات کے لیے جو تفصیلی پس منظر ہم نے بیان کیا ہے، یہ بذات خود امتیازات سیرت کا ایک ناگزیر باب ہے۔ امتیازات سیرت میں یہ امر لائق توجہ ہے کہ انسانیت کو جس سیرت کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن مجید میں محفوظ کر دی گئی ہے۔ آپ ذرا قرآن مجید کا نسخہ ہاتھ میں تھامیے اور عربی متن کے ساتھ ان آیات کا ترجمہ پڑھتے چلے جایئے، تو آپ ﷺ کو امتیازات سیرت کا واضح شعور اور ادراک حاصل ہو جائے گا۔ متن کی طوالت کے پیش نظر ہم صرف بعض قرآنی سورتوں کی متعلقہ آیات کے نمبر شمار درج کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں:

(۲۱۔ الانبیاء، ۱۰۷)، (۳۴۔ سبا، ۲۸)، (۳۳۔ الاحزاب، ۴۰)، (۵۔ المائدہ، ۳) (۲۔ البقرہ، ۱۵۱) (۳۔ آل عمران، ۳۱، ۳۲)، (۱۷۔ بنی اسرائیل، ۱)، (۵۳۔ النجم، ۳۔۴)، (۱۰۸۔ الکوثر، ۱)، (۹۴۔ الم نشرح، ۴)، (۸۔ الانفال، ۶۵)، (۳۳۔ الاحزاب، ۲۱، ۴۵، ۴۶)، (۶۸۔ القلم، ۲)

قرآن مجید کی مذکورہ آیات میں جو مضامین بیان کیے گئے ہیں، اس مختصر انتخاب سے کارنامۂ سیرت کے اس امتیاز کا اندازہ ہو جاتا ہے، جو حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔

ہم اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے۔ آدم علیہ السلام سے حضور ختمی مرتبت ﷺ تک دین ہمیشہ سے ایک رہا ہے۔ قرآن مجید کی آخری وحی میں اس دینِ اسلام کی تکمیل کا اعلان یوں کیا گیا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ۵:۳)

"آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو تمھارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔"

کاروانِ اسلام اور قافلۂ نبوت کے اس سفر کے دوران ہزاروں انبیاء و رسل مبعوث ہوئے، ان کی طرف مستقل کتابوں کے علاوہ سینکڑوں صحائف بھی نازل کیے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان الہامی صحائف اور کتب سماوی میں تحریف کے باوجود جگہ جگہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے بارے میں واضح پیشین گوئیاں موجود ہیں، جن کا مصداق آپ ﷺ کی ذات اور شخصیت کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں۔ ان سب بشارات کا یہاں پر درج کرنا ممکن نہیں ۔جن حضرات کو اس سے دلچسپی ہو وہ صرف مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی کی ''بشریٰ'' کا مطالعہ کر لیں تو یہ حیرت انگیز اور ایمان افروز بشارات آپ میں محبت وعقیدت کا ایک نیا جذبہ پیدا کر دیں گی۔ اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب عالم کو دعوت پیش کرتے ہوئے اس لوازمے سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

آسمانی اور الہامی صحائف کی بشارات کے علاوہ غیر آسمانی کتابوں میں بھی آپ ﷺ کے لیے واضح پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ ہمیں ان کتابوں کے بارے میں یقین ہے کہ یہ انسانی دماغ اور قلم کی پیداوار ہیں، مگر اس کا کیا کیجیے کہ ان میں بھی آپ ﷺ کے لیے واضح پیشین گوئیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اس سلسلے میں وید، پوران، دھمید اور اوستا جیسی کتب میں یہ لوازمہ موجود ہے۔

سیرت نبوی ﷺ کا ایک یہ امتیازی پہلو پیش نظر رہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دنیا کے ہر مذہب کے سکالرز اور مصنفین نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، ان میں سے اکثر کتب تو معاندانہ ہیں، کچھ میں اصلاح طلب مواد اور لوازمہ ہے اور چند ایک واقعتاً ایسی ہیں کہ ان کے ہر صفحے پر وفورِ محبت کا احساس نمایاں ہوتا ہے۔ اس طرح غیر مسلم شعراء نے آپ ﷺ کی نعت میں گلہائے عقیدت پیش کیے ہیں۔ ایسے کلام کے مجموعے ہمارے ہاں شائع شدہ ہیں اور مطالعے کے لیے میسر ہیں۔

اس ضمن میں ہم مشہور مغربی مفکر تھامس کارلائل کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے ایک زمانے میں Hero and Heroworship کے سلسلے میں اپنے خطبات کا سلسلہ شروع کیا۔ جب اس نے اس سلسلے کا دوسرا خطبہ Hero as a Prophet پیش کیا تو خطبے کے دوران لوگوں نے اس لیے احتجاجاً واک آؤٹ کیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی تاریخ میں حضرت محمد عربی ﷺ کو انبیاء و رسل علیہم السلام کا ہیرو قرار دے رہا ہے۔ تھامس کارلائل کے اس مضمون کے دو ترجمے اردو زبان میں ہو چکے ہیں۔ یہ خطبہ کوئی بہت مثبت جذبات کا حامل نہیں مگر اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود اس میں آپ ﷺ کی عظمت و شوکت کے کچھ پہلو آشکارا ہوتے ہیں۔

ابھی ربع صدی قبل مائیکل ایچ ہارٹ کی ایک کتاب "The Hundred" کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں تاریخِ انسانی کے سو ایسے نمایاں افراد کا تذکرہ ہے، جنھوں نے سب سے بڑھ کر تاریخی عمل کو متاثر کیا ہے۔ ساتھ ہی مصنف نے ان سب کی درجہ بندی بھی کردی ہے کہ سب سے نمایاں شخصیات کون سی ہیں۔ وہ اپنے تاریخی شعور اور تجزیے کے باوصف اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے تاریخِ انسانی اور تہذیبِ انسانی کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ مائیکل ایچ ہارٹ کی طرح مختلف مذاہب اور ممالک کے ماضی و حال کے بہت سے تذکرہ نگار ایسے ہیں، جنھوں نے آپ ﷺ کی تعریف و تحسین میں اچھے کلمات لکھے ہیں۔ غیر مسلموں کی ان آرا پر مبنی بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں ذخیرۂ سیرت کا مستقل حصہ ہیں۔ ہم اس موقع پر مشہور مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر کی رائے سے قارئین کو آگاہ کرنا چاہیں گے۔ ڈاکٹر موصوف نے یہ بات کہی کہ ''پانچ لاکھ راویانِ سیرت نے آپ ﷺ کے وقائع کو بیان کیا ہے، یہ ایک ایسا مقدس سلسلہ ہے کہ جو کبھی ختم ہونے کا نام نہ لے گا اور ہر شخص اس میں حصہ لینے کا آرزومند دکھائی دیتا ہے۔''

امتیازاتِ سیرت پر توجہ کرتے ہوئے ہمیں ذخیرۂ حدیث میں سے صحیحین میں حضرت جابرؓ کی یہ روایت بہت اہم دکھائی دیتی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوْراً فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصلوةُ فَلْيُصَلِّ ، وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَا تُحِلُّ لِاَحَدٍ مِنَّآ قَبْلِيْ ، وَاُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً)

''مجھے پانچ ایسے (امتیازات) دیے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملے:

① ابھی ایک ماہ کی مسافت باقی ہو کہ دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

② ساری روئے زمین میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنادی گئی ہے، جو جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) غنیمت کا مال میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے، جو پہلے کسی پر حلال نہیں تھا۔

(۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔

(۵) پہلے کے انبیا اپنی اقوام کے لیے خاص ہوا کرتے تھے، مگر میں ساری دنیا کے لیے نبی ہو کر آیا ہوں۔''

رحمتِ عالم ﷺ کی سیرت سراپا امتیاز ہے۔ آپ ﷺ کو جو کتاب قرآن مجید کی شکل میں عطا کی گئی، وہ اپنی جگہ ایک دائمی اور زندہ معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرتیں اس امر کی غماز ہیں کہ ان سے بہتر کوئی گروہ تاریخ میں نہ اس سے پہلے گزرا اور نہ آیندہ ممکن ہے۔ ان برگزیدہ اور پاک باز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے آپ ﷺ کی سیرت کو علمی اور عملی ہر دو اعتبار سے محفوظ کر دیا۔ پہلی صدی ہجری میں اُمت کا ادلہ شرعیہ کی صورت میں یہ کامل اجماع سامنے آ گیا جس کی برکات سے اُمت مسلمہ اور انسانیت قیامت تک فیض یاب ہوتی رہے گی۔ یہ کیسی بابرکت بات ہے کہ پہلی وحی ہی میں ''علم و قلم'' کی حمایت حاصل ہو گئی اور پھر ''کتابت'' کے حوالے سے ''کاتبوں'' کا ایک عظیم گروہ پیدا ہو گیا جنھوں نے قرآن مجید، احادیث اور سیر و مغازی کے دفتر لکھے، جن پر ائمہ و محدثین نے ایسی جزرسی اور پختگی سے نگاہ رکھی کہ احوال و حقائق میں کسی نوعیت کی تحریف اور حک و اضافہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔ آج اگر کوئی وقائع سیرت میں کوئی تغیر یا تبدیلی کرنا چاہے تو سیکڑوں علما اور محققین اس کی گرفت کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ ائمہ و محدثین کی انھی محنتوں کا یہ صلہ ہے کہ اب روایت اور راوی کی تحقیق کے لیے درایت اور جرح و تعدیل کا فن موجود ہے، جس کی مدد سے تخریج کی تحقیقی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

اس موقع پر سیرت کے امتیاز کو تحریری مسودات اور دستاویزات کے حوالے سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ خود عہد رسالت ﷺ میں آپ ﷺ نے عرب اور اس کے ارد گرد کے بادشاہوں اور قبائل کے اکابرین کو خطوط لکھوائے، آپ ﷺ کے خطبات حفظ کیے جاتے تھے اور لوگوں کی فرمائش پر اس کی نقول بھی فراہم کی جاتی تھیں۔ ایک ایسی ہی نقل خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے بادشاہ ابوشاہ کو فراہم کی گئی۔ سفر ہجرت میں سراقہ رضی اللہ عنہ بن مالک کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ ایک امان نامہ آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حکم پر لکھ کر دیتے ہیں۔ مکہ سے مدینہ میں تشریف آوری پر مدینہ کی شہری ریاست کے لیے آپ ﷺ نے پہلا آئین تحریر کروایا جو دنیا میں اس امر کی مثال تھی کہ کسی فرمانروا نے پہلی مرتبہ اپنی ریاست کے باشندگان کے حقوق و فرائض کے لیے ایک تحریری دستور لکھوایا اور عطا کیا۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ کو ارضِ روم میں ان کے آباء واجداد کے علاقے لوٹانے کے لیے تاریخ اسلامی کا پہلا ہبہ نامہ بھی آپ ﷺ ہی نے تحریر کروایا۔ صلح حدیبیہ اور مختلف وفود کے ساتھ معاہدات آپ ﷺ ہی نے تحریر کرائے۔ اسلامی ریاست کی مردم شماری بھی آپ ﷺ کے حکم سے ریکارڈ کی جاتی تھی۔ حجاز کی وسیع تر اسلامی ریاست میں دوسری ریاستوں کے عمال اور قاضیوں کو ریاستی احکامات لکھوا کر بھجوائے جاتے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ میں قائم ہونے والے بیت المال کی آمد وخرچ کی تمام مدات موجود اور محفوظ ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ نے مختلف نوعیت کے عائلی، دیوانی، فوجداری اور تجارتی فیصلوں کا اعلان کیا، جن کو بالآخر محفوظ کر لیا گیا، آپ ﷺ کے گھر میں آخری سالوں میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کچھ لکھتے تھے، وہ آپ ﷺ کو دکھا لیتے تاکہ ان کی تحریروں کی توثیق ہو سکے۔ الغرض قرآن مجید اور احادیث کے علاوہ بیسیوں قسم کی تحریرات اور دستاویزات ہیں، جو اُمت کی تعلیم اور راہنمائی کے لیے آج تک موجود ہیں۔ کیا ایسی علمی، تحقیقی اور دستاویزی شہادت کسی دوسری نبوت کے ساتھ وابستہ ہے؟ یہ امتیازاتِ سیرت نبوی ﷺ کا ایک غیر معمولی کارنامہ ہے۔

امتیازات سیرت کا ایک انوکھا امتیاز یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی سوانح، آپ ﷺ کے حالات کو کمال حزم واحتیاط سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ اس امتیاز کو سمجھنے کے لیے، ذرا ایک مثال کو ذہن میں لائیے۔ فرض کیجیے کہ ہم موجودہ عہد کے دو بہت بڑے سیاسی سربراہوں کے صرف ایک دن کے چوبیس گھنٹے کے احوال کا مکمل نقشہ جاننا چاہیں کہ روس کے صدر پوٹن اور امریکہ کے صدر بش نے سال رواں کا ایک دن کیسے گزارا ہے تو شاید اس کی مکمل اور جامع تفصیلات ہمارے سامنے نہ آسکیں۔ دراں حالیکہ اس دور میں ایسی شخصیات کے ساتھ ان کے پرائیویٹ سیکرٹری، ان کا وسیع تر عملہ، ہمہ وقت اور ہمہ نوع خدمات کے لیے تیار رہتا ہے، فوٹو گرافرز موجود ہوتے ہیں، آڈیو، وڈیو کی سہولتیں موجود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان کے پریس سیکرٹری موجود ہیں، ان کے ذاتی معالج، ان کے طعام خانے کے ماہر باورچی، ان کی تفریح کے لیے مخصوص افراد، دوست، احباب اور اہل خانہ اور متعدد دوسرے افراد اور ایجنسیز مختلف خدمات کے لیے موجود ہیں۔ مگر ان سب کی موجودگی اور دستیابی بھی کسی ایک دن کی چوبیس گھنٹے کی لحہ بہ لحہ مصروفیات اور مشغولیات کا ریکارڈ پیش نہ کر سکے گی مگر قربان جائیے، محمد عربی ﷺ کے کوائف حیات کے تمام ماہ و سال کے تمام وقائع اور مصروفیات کا جامع نقشہ اور تفصیلات آج ہمیں میسر ہیں۔ آپ ﷺ کے معمولات کیا تھے۔ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک کیسا تھا۔ گھریلو رہائش میں حجرے میں موجود بستر اور برتن کیسے تھے۔ آپ ﷺ کی نشست و برخاست، خورد و نوش، لباس و طعام، اندازِ کلام، مختلف افراد سے باہمی میل جول، پیغمبرانہ ذمہ داریوں کی تفصیل، ملنے والوں کی روداد یں، حتیٰ کہ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن جو اُمت کی مقدس و محترم مائیں ہیں، ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات، سب تفصیلات آپ ﷺ نے خود بیان کیں اور آپ ﷺ کے متعلقین نے ان کا باضابطہ ریکارڈ مرتب کیا، کیا دنیا کی کوئی شخصیت ایسا کہہ سکتی ہے کہ اس کی شبینہ مصروفیات کو دن کی روشنی میں بیان کیا جائے، لیکن آپ ﷺ نے اپنی شبینہ مصروفیات کے اظہار و ابلاغ کی بھی اجازت عطا کر دی کیونکہ پیغمبر ﷺ کی زندگی کا ہر لحہ اور ہر عمل امت کے لیے خیر و فلاح کا باعث ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کا یہ امتیاز ایسا ہے، جو آپ ﷺ کی شخصیت اور کارناموں کو ایک امتیازی رنگ عطا کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ .

نبی اکرم ﷺ ایک جامع ترین انقلاب کی نوید لے کر آئے۔ یہ ایک ایسا انقلاب اور ایک ایسا دعوتی نظام تھا جو اعتقادی، علمی، معاشرتی، معاشی، عدالتی، عسکری، ثقافتی، تجارتی، سفارتی، تہذیبی، آئینی، سیاسی اور بین الاقوامی تعلقات کی سطح پر ایک کامل انقلاب تھا۔ اس انقلاب کی اس جہت پر توجہ کیجیے کہ یہ قلیل ترین مادی وسائل کے ذریعے مکمل ہوا۔ مادی سہولتوں اور مالی فراغتوں کے اعتبار سے مکی زندگی ہو یا مدنی دور، عمومی طور پر عسرت اور تنگدستی کا عالم رہا۔ فقر و فاقہ کی زندگی کا چلن تھا۔ صرف چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے، جنھیں ہر طرح کی مالی آسودگی اور معاشی فراغت میسر تھی اور ان کے پاس اموالِ تجارت، مال مویشی یا کھیتی باڑی کا موزوں انتظام تھا۔ یہی باعث ہے کہ آپ ﷺ کو تمام اہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُمور خصوصاً بعض غزوات کے لیے خصوصی تعاون کے لیے اعلان کرنا پڑتا تھا۔ سیرت نبوی ﷺ کے اس دور میں شعبِ ابی طالب کی صعوبتوں کا منظر ہمارے سامنے ہے۔ بعض حالات میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی دنیا سے رخصت ہوتا تو اس کے لیے موزوں تجہیز و تکفین کا سامان تک فراہم نہ ہوتا۔ اگر کسی مرنے والے کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ پاؤں کو ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات عموماً مختصر، کچے اور سادہ تھے۔ اسلامی ریاست کے اردگرد کی ریاستوں اور تہذیبوں کے نقشے کا کوئی رنگ یا شائبہ یہاں دکھائی نہ دیتا تھا۔ ان معاشی حالات میں اس انقلاب کی تکمیل ایک معجز نما اثر اور نتیجہ رکھتی ہے۔

اس انقلابِ اسلامی کی تکمیل کے لیے، جہاں تک افرادی قوت کا تعلق ہے، ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ مکی زندگی میں تو مسلمانوں کی تعداد بمشکل دو سو سے کچھ زاید تھی۔ سیرت نگاروں نے تو ان کے نام اور قبیلے بھی محفوظ کر دیے ہیں۔ البتہ افرادی قوت کا پہلا مظاہرہ غزوۂ بدر کے موقع پر رمضان ۲ھ میں سامنے آتا ہے کہ مسلمان مردوں میں سے لڑنے کے لائق افراد کی امکانی تعداد ۳۱۳ سے آگے نہیں بڑھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ملتا ہے۔ ۹ھ میں آپ ﷺ نے جو پہلا اور آخری حج ادا کیا، اس میں عرفات کے میدان میں ریکارڈ حاضری ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بتائی جاتی ہے۔ یہ وہ افرادی قوت تھی، جس نے اتنے بڑے عالمی اور آفاقی، اخلاقی اور ایمانی انقلاب کی تکمیل کی۔

ذرا ایک نظر اس نظام الاوقات پر بھی ڈال لیں۔ اس انقلاب کو اپنی تکمیل کے لیے مکہ مکرمہ میں تو تیرہ سال کا عرصہ ملا جس میں اسلامی تعلیمات اور دعوت و انقلاب کے لیے زمین اور زمانہ کی ناہمواریوں کے باعث ہجرت کے حکم الٰہی کے تحت اہلِ ایمان کا قافلہ اپنے امیرِ کارواں ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں منتقل ہو گیا۔ یہاں کے دس سالوں میں آپ ﷺ نے اس پیغام اور دعوت کے مطابق ایک صالح معاشرہ بھی تشکیل دیا اور ایک مثالی فلاحی، اسلامی اور آئینی ریاست کو بھی استحکام دیا۔ یوں اسلامی انقلاب کی عملی تکمیل مدنی زندگی کے آخری آٹھ دس سال میں ہوئی۔ اب ذرا انقلاباتِ عالم کی تاریخ کو اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہوں میں لائیے۔ اول تو کیا انھیں ایک انقلاب کہا بھی جا سکتا ہے یا نہیں، کیونکہ اس ایک مدنی انقلاب کے علاوہ سب عالمی تغیرات ایک فساد اور انتشار سے ابھرے اور اس کے نتیجے میں ایک بڑا فساد اور انتشار انسانیت کے سامنے آیا۔ اس صورت حال کو سمجھنے کے لیے ہمیں چھٹی صدی عیسوی کا آخری زمانہ اور ساتویں صدی عیسوی کے رُبع اول کے حالات و واقعات کو اپنے سامنے رکھنا ہوگا۔

اس زمانے میں حجاز کے شمال میں رومی شہنشاہوں اور بازنطینی تہذیب کا رواج تھا۔ حجاز کے شمال مشرق کی جانب ایران کی وسیع سلطنت میں کسرائے ایران کی حکومت تھی۔ مصری بھی ایک قدیم دیو مالائی تصور کی حامل ثقافت کے خوگر تھے۔ ہندوستان کے علم الاصنام میں ویدانتی تعلیمات، گوتم بدھ کے ملفوظات اور بعض دوسرے ویدوں اور پورانوں کی تعلیمات کی ایک کھچڑی تھی، جس میں ذات پات کے بندھن نمایاں تھے۔ انسان وحدت اور انسانیت اخوت سے محروم تھی۔ کنفیوشس کی تعلیمات کا چراغ سرد ہو چکا تھا۔ زرتشت کی ژند ہو یا پاژند، دونوں معدوم ہو کر نئے دساتیر میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ اس کا یزداں اور اہرمن کا تصور دوئی اور تناقض کا شکار تھا۔ ان احوالِ عالم میں جب کہ رومی بادشاہ ایسے اکھاڑے (Clossium) سجاتے تھے جہاں بھوکے درندوں کے سامنے مجبور و مقہور انسانوں کو پھینک کر ان کی فریاد و فغاں سے محظوظ ہونے کی روایت تھی۔ ٹھنڈی شکارگاہوں سے لوٹنے والے شہزادے فطری حرارت کے لیے دو تازہ دم غلاموں کے پیٹ چاک کر کے اپنے ٹھنڈے پاؤں ان میں ڈال دیتے تھے۔ ایرانی بادشاہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں تک سے ازدواجی تعلقات استوار کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔ ہندی مذاہب میں عورت اور مرد کے آلات تناسل کی پوجا ہو رہی تھی۔ خود حجاز کی سرزمین بعض خصوصیات کے استثناء کے باوجود فتنہ و فساد کی آماجگاہ تھی۔ قرآن مجید نے اس عالمی صورت حال پر کیا جامع تبصرہ کیا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (الروم ۳۰:۴۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے، تاکہ مزہ چکھائے، ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں۔"

عہد رسالت مآب ﷺ میں عالمی سطح پر یہ وہ حالات تھے، جن کے بارے میں انتہائی مختصراً اشارات کیے گئے ہیں۔ اس صورت حالات میں ایک نئے عالمی انقلاب کی صالح بنیادوں کی تعمیر کے لیے آپ ﷺ نے وحی الٰہی کی بنیاد پر جس معاشرے اور ریاست کی تعمیر کی وہ سیرت نبوی ﷺ کا سب سے بڑا امتیاز ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب حکم الٰہی کے تحت مکہ مکرمہ کی سرزمین کو چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لائے، تو اس عظیم ہجرت کے نتیجے میں جس اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی اس کا رقبہ بمشکل چار مربع میل تھا، لیکن دس سالوں کی دعوتی سرگرمیوں اور تنظیمی اصلاحات کے باعث یہ ریاست آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں بارہ سے تیرہ لاکھ مربع میل تک پھیل چکی تھی۔ عہد فاروقی میں اس کا رقبہ ۲۲ لاکھ مربع میل سے زائد اور پہلی صدی ہجری کے اختتام تک یہ اسلامی ریاست ۶۵ لاکھ مربع میل تک پھیل چکی تھی۔ یوں اسلامی ریاست اور اس کا حکمران اپنے زمانے اور عہد کی سب سے بڑی قوت بن کر اُبھرا جو خالق کی کائنات میں مخلوق پر مخلوق کی حکمرانی کے سارے رشتے توڑ کر انسان کو خالقِ کائنات کی پہچان اور عبادت کے سارے مواقع فراہم کرتا ہے۔ انسانیت پر آپ ﷺ کا یہ وہ احسان عظیم ہے جس کے ذریعے آسمانی ہدایت کے مطابق معاشرہ اور ریاست اپنے وجود اور وجوب کو قائم کرتی ہے۔ یہ وہی کارنامۂ سیرت ہے جس کے احیا کے لیے آج ملائشیا سے مراکش تک اسلامی تحریکیں اور اصلاحی تنظیمیں سرگرم عمل ہیں۔

سیرت نبوی ﷺ کے اس آفاقی پیغام کا مرکز، مسجد کا ادارہ تھا۔ اسلامی تاریخ کا وسیع اور گہرا مطالعہ رکھنے والے دانش ور اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ اسلامی ریاست کا سول سیکرٹریٹ مسجدِ نبوی (ﷺ) ہی میں قائم کیا گیا۔ اس کا پارلیمنٹ ہاؤس یا شوریٰ بھی اسی مسجد میں منعقد ہوتی تھی۔ اس کا جنرل ہیڈ کوارٹر اور کنٹونمنٹ بھی اسی مسجد میں قائم کی گئی۔ ۲۸ غزوات اور ۵۴ سرایا کی کمان اسی مسجد میں مرتب کی گئی۔ ان جہادی سرگرمیوں کے نتیجے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دنیا سے خوف کے خاتمے سے امن و سلامتی کا احساس پیدا ہوا۔ یہاں پر مناسب ہوگا کہ ہم اس عسکری جدوجہد کو مختصر اعداد و شمار کے حوالے سے پیش کر دیں۔ تیرہ لاکھ مربع میل کی یہ اسلامی ریاست جن ۸۴ جہادی معرکوں کے نتیجے میں تشکیل پائی اس میں کل ۱۰۱۸ لوگ کام آئے، جن میں مسلمان شہداء کی تعداد ۲۵۹ اور کفار کے ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد ۷۵۹ ہے۔ ان تمام جنگوں میں مسلمانوں کا صرف ایک مجاہد قیدی بنا جب کہ دشمن کے ۶۵۶۴ سپاہی قیدی بنائے گئے، جن میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو موقع پر رہا کر دیا گیا۔ باقی ماندہ ۲۱۷ قیدیوں میں سے صرف دو کو ان کے سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ باقی ۲۱۵ کے بارے میں اگرچہ تحقیقی آرا ہمارے سامنے نہیں ہیں مگر امید واثق ہے کہ ان حضرات کو بھی رسولِ رحمت ﷺ کے دامنِ عاطفت میں پناہ مل گئی ہوگی۔ ان مذکورہ جنگوں کا پالیسی ساز ہیڈ کوارٹر بھی مسجد نبوی ﷺ میں قائم تھا۔

یہی مسجد نبوی (ﷺ) مسلمانوں کی عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ بھی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے پانچ سو سے زائد مقدمات کے فیصلے دیے۔ اور یہیں پر آپ ﷺ دوسرے قضاۃ کے فیصلوں پر نظر ثانی کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ اسی مسجد کا دامن مسلمانوں کے مالیاتی ادارہ ''بیت المال'' کی حیثیت میں کام کر رہا تھا جو شاید تاریخِ انسانی میں اپنی مسئولیت اور احتساب کے لحاظ سے پہلا ''سٹیٹ بنک'' تھا۔ اسی مسجدِ نبوی ﷺ میں ریاض الجنۃ سے کچھ پیچھے جانبِ مشرق وہ چبوترہ ہے، جسے صفہ کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے، یہاں پر مسلمانوں کی سب سے بڑی درس گاہ، جامعہ یا یونیورسٹی تھی، مگر فرق صرف اس قدر تھا کہ یہاں علوم پڑھائے نہیں بلکہ بنائے جاتے تھے۔ اسلام کی حکیمانہ تعلیمات کی درس و تدریس کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا۔ یہاں پر مختلف موضوعات کے متخصصین تھے، اور یہ سارا علمی کارنامہ نبی اُمّی ﷺ کے ہاتھوں انجام پا رہا تھا۔ یہ مسجد نبوی (ﷺ) مسلمانوں کا ''سٹیٹ گیسٹ ہاؤس'' بھی تھی، جہاں پر دوسری اقوام اور ممالک کے مہمان ٹھہرائے جاتے تھے، ان کی خاطر تواضع کی جاتی تھی اور ان کے ساتھ معاہدات تحریر کیے جاتے تھے۔ ذرا اور بھی جان لیجیے کہ یہ مسلمانوں کا سب سے بڑا ثقافتی مرکز بھی تھا، جہاں پر نکاح کی تقریبات منعقد ہوتی تھیں۔ یہیں پر صالح تفریح کے مواقع بھی میسر آتے تھے۔ کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سیرت نبوی ﷺ کا امتیاز نہیں کہ اس کامل دعوتی انقلاب کی تمام سرگرمیوں کا مرکز مسجد کا احاطہ اور چار دیواری تھی۔ کاش ہماری مساجد کو بھی ان کا کھویا ہوا مقام اور وقار واپس مل جائے۔

اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی اسلامی معاشرہ بھی تشکیل پا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ایسے صالح اسلامی معاشرے کی تعمیر و تشکیل کے لیے جن ضوابط، جن حقوق اور جن فرائض کا تعین کیا، اس کے سبب اس معاشرے کے سو فیصد شہری تزکیۂ نفس کی لیبارٹری سے گزر کر نفس مطمئنہ کے حامل شہری بن جاتے تھے۔ یہ وہ مقدس اور پاک باز شہری ہیں جنھیں قرآن مجید نے: فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح ۲۹:۴۸) کی صفات کے ساتھ یاد کیا ہے۔ یہ اس درجہ اللہ کے پسندیدہ بندے تھے کہ قرآن مجید نے ان کی پہچان کراتے ہوئے انھیں رَاشِدُوْنَ، صَادِقُوْنَ، مُفْلِحُوْنَ اور فَائِزُوْنَ جیسی صفات و کمالات سے آراستہ دکھایا ہے۔

امتیازات و کمالاتِ سیرت نبوی ﷺ کا تذکارِ مبارک تو بہت ناگزیر تفصیلات کا تقاضا کرتا ہے۔ اس مختصر مضمون میں اس کا صرف ایک مجمل نقشہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کے امتیازات میں غلامی کے خاتمے، عورتوں کے حقوق کا تعین، دشمنوں کے ساتھ عفو و درگزر، نسلی امتیازات کے خاتمے، جاہلی عصبیتوں کا خاتمہ، ایک دستوری اور شورائی ریاست کا قیام، عدلِ اجتماعی کی اقدار کا فروغ، بچوں، عورتوں، والدین، اولاد، زوجین حتیٰ کہ جانوروں، پرندوں، فصلوں اور راستوں تک کے حقوق کا تعین، قانونِ وراثت کی درستی، فلاحی ریاست کا کامل نقشہ، حدود و تعزیرات کا تعین، قانون بین الممالک کی روایت، سفارتی نظام کی تشکیل، احتساب اور مسئولیت کی روایت، حکومت برائے خدمت کی تعلیم، سادگی اور حیا کا کلچر، مختلف دوائرِ حیات میں اعتدال و توازن کی روش، تزکیۂ نفس اور صالح تربیت کے آداب و ضوابط کی عملی رہنمائی۔ یہ سب امور انسانیت کی مستقل خیر خواہی اور تہذیب و تمدن کی بقاء و استحکام کا محکم راستہ اور روشن منزل ہے۔ اسی باعث اس نبی رحمت ﷺ کے تذکار کو قرآن مجید میں: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح ۴:۹۴) کے خطابِ عظیم سے یاد کیا گیا ہے۔

اس سیرتِ مطہرہ کا آپ جس قدر مطالعہ کرتے چلے جائیں گے، اسی قدر یہ راز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ پر منکشف ہوتا چلا جائے گا کہ یہ بیان کی نہیں عمل کی سیرت ہے۔ ہمیں اپنے انفرادی اور اجتماعی امور میں اسی سیرت سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ یہ بالاتفاق ایک غلبے کی سیرت ہے، مگر مطالعات سیرت سے بے اعتنائی کے باعث ہم مغلوبیت اور مرعوبیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ آج مسلمان عالمی سطح پر اس سیاسی مرعوبیت اور عسکری مغلوبیت کا تدارک صرف سیرت نبوی ﷺ پر عمل کے ذریعے کر سکتے ہیں۔ اس مقصد عظیم کے لیے ہمیں اپنے اعتقاد و عمل کو مسنون دائروں میں لانا ہوگا۔ ہمیں نبوی ﷺ زندگی کے سارے مسنون آداب و رسوم کو اختیار کرنا ہوگا۔ مسلمان ایک ایسے کلچر کا پیغام بر ہے، جس میں توحید کا رنگ اور ذائقہ موجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امتیازات سیرتِ نبوی ﷺ کے اس مطالعے کے ذریعے وہ جادۂ حق نصیب کرے جس پر چل کر دین و دنیا کی سرفرازی عطا ہوتی ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہ حضور سرورِ سروراں ﷺ

انسانیت کی تشکیل میں نبوت کا کردار

آسمانی کتابوں اور مذہبی صحائف کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق سے قبل اس کائنات کو، اور اس کائنات میں بہت سی مخلوقات کو پیدا کیا۔ ان سب مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت اور سرشت میں ایک جبلی ہدایت اور تربیت کا نظام پیدا کر رکھا ہے۔ مچھلیوں کو تیرنے کے لیے کسی تربیتی ادارے میں ٹریننگ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ پرندوں کو فضا میں آسودگی کے ساتھ اڑنے کے لیے کسی فلائنگ کلب میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کیڑے مکوڑوں اور حشرات الارض کو رینگنے کے لیے کسی تربیتی ورکشاپ میں داخلے کی ضرورت نہیں۔ فصلوں اور باغات کو زمین سے اگنے، طرح طرح کے پھل، پھول اور اجناس پیدا کرنے کے لیے کسی مشینی سہارے کی ضرورت نہیں۔ فطرت کے ایک خودکار نظام نے ان تمام مخلوقات کی زندگی اور معاملات کے لیے ایک جبلّی شعور اور وہبی تربیت انھیں دے رکھی ہے جس کے تحت یہ تمام نظام ارض و فرش اور اس کائنات کی تمام تر وسعتیں عمل انگیز قوتوں کے ساتھ کارفرما دکھائی دیتی ہیں...... مگر انسانوں کے طرزِ عمل کی تعلیم و تربیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کا ایک مخصوص نظام وضع فرمایا۔ حیوانی وجود کی سطح پر تو تمام انسان دوسرے جانوروں کے مماثل ہیں مگر اپنے اخلاقی، ایمانی، شعوری اور علمی وجود کے اعتبار سے انھیں ایک خاص ہدایت کی ضرورت ہے۔ اور حق تعالیٰ نے اس ہدایت کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے عطا فرمایا ہے۔

تاریخ کے اوراق پلٹتے چلے جایئے...... ایک مرحلہ وہ ہے کہ جس میں حق تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی خاص مشیت کے تحت آدم و حوا علیہما السلام کو پیدا فرمایا، ایک مخصوص مدت تک انھیں جنت کی پاکیزہ فضاؤں میں رکھا...... پھر ایک آزمائش میں مبتلا کیا اور زمین کی طرف بھیج دیا جسے ہم علمی اصطلاح میں ''ہبوطِ آدم'' کہتے ہیں۔

یوں اس زمین پر جو پہلا انسان آیا...... وہ اپنے منصب اور ذمہ داری کے لحاظ سے پہلا نبی بھی تھا۔ الغرض انسانیت اور نبوت کا سفر زمین پر ایک ساتھ شروع ہوا۔ آدم علیہ السلام کی اولاد اور ذریت میں سے کچھ نے نبوت کے ادارے اور داعی کی تعلیم کو تسلیم کیا اور نظامِ خیر کی قوتوں کے استحکام میں معاون بنے اور حق تعالیٰ کے پسندیدہ بندے کہلائے...... اور بعض نے نبوت کی دعوت کو مسترد کرتے ہوئے ہوا و ہوس کی زندگی کو اپنا لیا، اپنے نفس کی سرکشی کا شکار ہوئے اور نظامِ شر کے کل پرزے بن کر انسانیت اور کائنات کی تباہی اور فساد کا باعث ہوئے۔ ہابیل و قابیل کے یہ دو متوازی کردار ازل سے سامنے آئے اور آج تک گذشتہ صدیوں کے اربوں انسانوں کی انھی دو دائروں میں تقسیم کا حصہ بنے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نظامِ خیر کے داعی بن کر نظامِ شر کی فتنہ سامانیوں کی سرکوبی اور استیصال کے لیے مبعوث ہوئے۔

تاریخ کے آئینے میں مختلف اقوام کے اجتماعی عمل کی تصاویر کو دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ جب تک انسانیت، نبوت کے پیغام سے آشنا اور ہم آہنگ رہی...... یہ دنیا خیر و برکت سے بھر گئی۔ صالح اقدار و روایات کو فروغ ملا، مگر جب کبھی تعلیمِ نبوت اور انسانیت کے درمیان مغایرت اور دوری پیدا ہوگئی تو پھر انسانی قدریں گہنا گئیں، شرافت کو زوال آ گیا، نفس کی سرکشی نے انگڑائیاں لیتے ہوئے ابلیسی قوتوں اور اقدارِ شر کو پھیلنے اور پھیلانے کے مواقع میسر کیے۔ قرآن مجید نے اس صورت حال کو بہت سے پیرایوں میں پیش کیا ہے، جس میں ایک اسلوب یوں ہے:

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ إِلَّا الَّذِيْنَ أُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمْ﴾ (البقرہ ۲:۲۱۳)

''شروع میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے (پھر یہ صورت باقی نہ رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ نے نبی بھیجے جو بشارت دینے والے اور (گمراہی کے نتیجے سے) ڈرانے والے تھے اور ان کے ساتھ ایک برحق کتاب نازل کی تاکہ حق کے سلسلے میں ان کے درمیان جو اختلاف رونما ہوگئے تھے، ان کا فیصلہ کرے۔ اور ان اختلافات کے رونما ہونے کی وجہ یہ نہ تھی کہ ابتدا میں ان لوگوں کو حق بتایا نہیں گیا تھا (بلکہ) اختلاف میں وہ لوگ پڑے، جنھیں حق کا علم دیا جا چکا تھا، انھوں نے واضح ہدایات پا لینے کے بعد محض اس لیے حق کو چھوڑ کر مختلف طریقے نکالے کہ وہ آپس میں زیادتی کرنا چاہتے تھے...... ''

اس دنیا میں انسان کو ہمیشہ سے دو طرح کی ضروریات اور احتیاجات درپیش رہی ہیں۔ ایک طرف تو اس کے حیوانی وجود کی نشو ونما کے لیے ذرائع و وسائل ہیں، جنھیں فطرت نے بکثرت اس زمین میں مختلف شکلوں میں پیدا کر رکھا ہے...... دوسری طرف اس کے ایمانی اور روحانی وجود کی ضرورتیں ہیں جن کی تکمیل کے لیے حق تعالیٰ نے خاص اور مقرب فرشتے کے ذریعے اپنے برگزیدہ بندوں کے توسط سے وحی پر مبنی دعوت کو پیش کیا۔ اس دعوت کو کچھ بندگانِ حق نے قبول کیا اور کچھ اسیرانِ نفس نے مسترد کر دیا۔ ہمیں اس حقیقت پر توجہ کرنا چاہیے کہ حیوانی وجود کی کیمسٹری زمینی اجزا سے ترتیب پاتی ہے۔ لہٰذا اس کے سامان کی فراہمی اس زمین پر پھیلے مختلف اجزا کے ذریعے کی جا رہی ہے مگر اس کا روحانی وجود زمین کی بجائے آسمان سے تعلق رکھتا ہے، لہٰذا اس کی غذا کا اہتمام وانصرام بھی فرش کی بجائے عرش سے کیا گیا۔ یہ عرشی اہتمام وحی والہام پر مشتمل ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام وحی والہام پر مبنی اسی عرشی پیغام کو انسانیت کے سامنے پیش کرتے رہے۔ ان انبیا نے اپنے اپنے زمانے میں ان قوموں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ شرک و بت پرستی سے منہ موڑ کر خدائے واحد کی پرستش کا سبق سکھایا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب کوئی انسان یا گروہ حق تعالیٰ کی خالص پرستش سے منہ موڑ لیتا ہے تو پھر وہ مخلوق پرستی کے بے شمار مظاہر کی جھوٹی پرستش کے مرض میں گرفتار ہو جاتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں کا ایک حیرت انگیز اور ایمان افزاء پہلو یہ ہے کہ ہر چند یہ تمام قدسی صفات پیغمبر نہ تو کسی ایک زمانے میں ہوئے ، نہ ہی کسی ایک علاقے میں رہے اور نہ کسی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوئے بلکہ یہ مختلف زمانوں، مختلف علاقوں اور مختلف اقوام کے درمیان اپنی دعوت پیش کرتے رہے۔ انبیا کے اس عہد میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا ایسا سامان بھی نہیں تھا کہ ایک نبی کی دعوت مادّی اسباب اور ذرائع سے، بعد میں آنے والے نبی اور قوم کے لیے محفوظ رہے۔ اگر ان انبیاء ورسل کی یہ دعوت خود ساختہ اور ان کے اپنے اذہان اور عقول کی پیداوار ہوتی تو ان میں اختلاف کا موجود ہونا ایک فطری امر ہے مگر اس دعوت کا یہ حیرت انگیز پہلو ہے کہ اس میں کامل ہم آہنگی اور یکسانیت ہے۔ جو اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ یہ دعوت حق اور علم الہدایت صرف اور صرف حق تعالیٰ اور مقرب فرشتوں کے ذریعے ان تک پہنچایا جاتا رہا۔ ان سب نے توحید مطلق اور آخرت میں جزاو سزا کے متعلق ایک جیسے خیالات کا اظہار کیا جو ان کی صداقت اور سچائی پر سب سے بڑی دلیل ہے مگر بدقسمتی دیکھیے ہر نبی کی دعوت کو اس کی اپنی ہی زندگی میں ٹھکرایا گیا۔ انبیاء کے لیے مشکلات پیدا کی گئیں اور انھیں طرح طرح سے اذیتیں دی گئیں اور مختلف آزمائش سے دوچار کیا گیا۔ ان سب انبیاء علیہم السلام نے ایک ہی بات کی طرف اپنی اپنی اقوام کو متوجہ کیا:

﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهِ ما لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهُ﴾ (الاعراف ۷:۵۱)

''اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے''۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد ﷺ تک جاری وساری رہا۔ اس دبستانِ نبوت کا ایک سلسلہ آدم علیہ السلام سے ابراہیم تک جاری رہا جب کہ اس کا دوسرا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام سے حضور ختمی مرتبت ﷺ تک جاری رہا۔ دین و شریعت اور ہدایت کی یہ حجت اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے ذریعے امت پر پوری کی۔ سورہ انعام میں اس مضمون کو یوں پیش کیا گیا ہے:

''یہ تھی ہماری وہ حجت جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا کی۔ ہم جسے چاہتے ہیں، بلند مرتبے عطا کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ تمھارا رب نہایت دانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علیم ہے...... پھر ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی جو اس سے پہلے نوح علیہ السلام کو دکھائی تھی...... اور اسی کی نسل سے ہم نے داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو (ہدایت بخشی) اس طرح ہم نیکو کاروں کو، ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں۔ (اسی کی اولاد سے) زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اور الیاس علیہ السلام کو (ہدایت دی) ہر ایک ان میں سے صالح تھا۔ (اس کے خاندان سے) اسماعیل علیہ السلام، الیسع علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو (راستہ دکھایا) ان میں سے ہر ایک کو ہم نے دنیا پر فضیلت دی۔ نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا، انھیں اپنی خدمت کے لیے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے، رہنمائی کرتا ہے، لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا، وہ لوگ (انبیا) تھے، جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی تھی۔ اب اگر یہ لوگ اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو (پروا نہیں) ہم نے کچھ اور لوگوں کو یہ نعمت سونپ دی ہے، جو اس سے منکر نہیں ہیں۔ اے نبی ﷺ، وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے، انھی کے راستے پر تم چلو اور کہہ دو کہ میں (اس تبلیغ و ہدایت کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں، یہ تو ایک عام نصیحت ہے دنیا والوں کے لیے۔ (الانعام ۶: ۸۴تا ۹۰)

نبوت، انسانیت کی سب سے اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔ اس مادّی زندگی کے تمام ذرائع اور وسائل ہمارا مقصد زندگی نہیں ہیں بلکہ یہ تو محض حیات اور تنفس کے تعلق کو برقرار رکھنے کے لیے ہیں۔ مگر صد حیف انسانوں نے مقصد کو ذریعہ اور ذرائع کو مقاصد بنا کر اپنی زندگی کی ہلاکت کو خود ہی دعوت دی ہے۔ وحی و الہام سے یہ یقینی تعلیم ملتی ہے کہ نبوت اس دنیا کے انعامات میں سے سب سے بڑی نعمت کا نام ہے۔ یہ نبوت ہدایت کے راستے کو انسان پر کھولتی ہے اور اُسے رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچا دیتی ہے۔ اس خالص ہدایت کے علاوہ سبھی راستے انسان کو گمراہ کرنے والے اور اس کی اصل منزل سے دور لے جانے والے ہیں۔ اسی باعث یہ انسانیت کی بدنصیبی اور کسی نظام تہذیب و تمدّن کی تیرہ بختی ہے کہ وہ تعلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوت کے بغیر زندہ رہے۔ انسانی زندگی میں ایمانی بہار اور روحانی انقلاب اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان انبیائے صادق کی تعلیم کو تسلیم نہ کیا جائے جس کی تکمیلی شان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے دکھائی گئی۔

دور جدید...... سائنس اور ٹیکنالوجی کی افادیت کا زمانہ ہے۔ انسان پرندوں کی طرح فضاؤں میں طیارے اڑا رہا ہے۔ مچھلیوں کی طرح سطح سمندر پر جہاز رانی کر رہا ہے۔ چاند، سورج اور ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔ زمینی خزانوں اور رازوں کو طشت از بام کر رہا ہے مگر دوسری طرف یہ قساوت، سنگدل، لوٹ مار، قتل و غارت، استحصال، فواحش، منکرات اور عریانی کے سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ رہا ہے۔ انسان کے ہاتھوں، انسانیت کی اقدار پامال ہو رہی ہیں۔ اخلاقیات کی صفیں لپیٹ دی گئی ہیں اور امن و سلامتی ایک خواب بن کر رہ گئی ہے۔ بنی آدم کی بستیوں پر درندوں کا راج ہے۔ خوئے آدم اور احترام آدمیت عنقا بن گئے ہیں۔ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کا استحصال کر رہی ہیں۔ ان سے زندگی کا حق چھینا جا رہا ہے۔ انھیں بدترین غلامی کے شکنجوں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ انسانوں کو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہلاک کرنے اور روئے زمین کو جہنم زار بنانے کے لیے زبردست حربی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ یہ سب کچھ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے بے نیازی کا انجام ہے جسے ہم سب عبرت کی بجائے محض حیرت سے دیکھ رہے ہیں۔ وحی و الہام کی پاکیزگی کو چھوڑ کر محض فکر و تفلسف کی متکلمانہ وادیوں میں گھوم رہے ہیں۔ ان عجمی افکار کے باعث ہم اپنی زندگی کے حقیقی اعتبار کو ضائع کر بیٹھے ہیں۔ اور ایمان و عمل کی وہ بہار اس وقت تک واپس نہیں لوٹ سکتی جب تک ہم حضور نبی کریم ﷺ کے عطا کردہ مابعد الطبیعیاتی اور الٰہیاتی نظامِ فکر و عمل کو قبول نہیں کر لیتے۔ آپ ﷺ کی نبوت، سلسلۂ نبوت کی تکمیل اور آپ ﷺ کی رسالت شریعت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کی آئینہ دار ہے۔ آپ ﷺ کی رسالت کے ذریعے انسانیت کو ایک ابدی قیادت، دائمی شریعت، عالمگیر نبوت اور جامع اسوۂ حسنہ دیا گیا ہے جس کی تفصیلات ایک محفوظ اور زندہ کتاب میں درج ہیں اور جس کی تشریح و تفسیر آپ ﷺ کی سنت مطہرہ میں محفوظ اور امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ حیات میں پاکباز انسانوں کے عمل کی صورت میں موجود ہے۔ احوال عالم میں جو مسلسل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضطراب بڑھ رہا ہے، انسانیت کے مستقبل کو جو اندیشے لاحق ہیں، آدمیت جس ثقافتی اور تمدنی آلودگی میں ناسور بنتی جارہی ہے، استحصالی قوتیں ظلم و جور کے جو سامان پیدا کر رہی ہیں ان سب سے نجات کا راستہ اثباتِ نبوت اور اطاعت رسول ﷺ میں چھپا ہوا ہے۔

اس خطبۂ سیرت کا اختتام ہم اپنے عہد کے معروف سیرت نگار سید سلیمان ندوی کے ''خطبات مدراس'' کے پہلے خطبے کے اس روح پرور اقتباس سے کرتے ہیں:

''نوح علیہ السلام کا جوشِ تبلیغ، ابراہیم علیہ السلام کا ولولۂ توحید، اسحاق علیہ السلام کی وراثتِ پدری، اسمٰعیل علیہ السلام کا ایثار، موسیٰ علیہ السلام کی سعی و کوشش، ہارون علیہ السلام کی رفاقتِ حق، یعقوب علیہ السلام کی تسلیم، داوٗد علیہ السلام کا غربتِ حق پر ماتم، سلیمان علیہ السلام کا سُرودِ حکمت، زکریا علیہ السلام کی عبادت، یحییٰ علیہ السلام کی عفت، عیسیٰ علیہ السلام کا زُہد، یونس علیہ السلام کا اعترافِ قصور، لوط علیہ السلام کی جاں فشانی، ایوب علیہ السلام کا صبر، یہی وہ حقیقی نقش و نگار ہیں جن سے ہماری روحانی اور اخلاقی دنیا کا ایوان آراستہ ہے اور جہاں کہیں ان صفات عالیہ کا وجود ہے، وہ ان ہی بزرگوں کی مثالوں اور نمونوں کا عکس ہے۔

به حضور سرورِ سروراں ، به جنابِ مُرسَلِ مُرسَلاں
مری فکر عاجز و ناتواں، مرا نطق عاری و بے زباں
نہ طریق و رسمِ سکندری، نہ شعارِ دارا و قیصری
مگر ایک فقرِ پیمبری کہ نثارِ سطوتِ سروراں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ کسوف

انبیاء علیہم السلام اپنے زمانے کے عوام الناس کے سامنے دعوت توحید پیش کرنے کے لیے مبعوث ہوئے۔ یہ سب وحی الٰہی کی تشریح وتوضیح کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ مختلف مواقع پر ان کے خطابات بھی تاریخ وسیر کی کتابوں میں درج کیے گئے ہیں۔ سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ خاتم المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ دین و شریعت کی تمام تر ضرورتوں کی تکمیل آپ ﷺ کے ذریعے کر دی گئی۔ آپ ﷺ نے دین اسلام کی دعوت اور تشریح وتوضیح میں تیئس برس صرف کیے۔ اس دوران آپ ﷺ نے بہت سے خطبات بھی پیش کیے جنھیں محدثین اور مؤرخین نے بڑی احتیاط اور تحقیق سے جمع کیا ہے۔ یہ خطبات ہمیں حدیث کے مختلف مجموعوں کے علاوہ سیرت کی متعدد کتابوں میں بھی ملتے ہیں۔ اسلامی تاریخ اور ادب کی کتابوں میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ عربی زبان میں بھی کئی حضرات نے انھیں مرتب کیا ہے جن میں سے ایک مشہور مجموعۂ خطب احمد زکی صفوت نے "جمهره خطب العرب فی عصور العربيه الزاهره" کے نام سے مرتب کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ خطبات رسول ابن قتیبہ کی "عيون الاخبار" اور "ادب الكاتب" ابن عبد ربہ کی "العقد الفريد" حافظ کی "البيان والتبيين"، ابو القاسم زمخشری کی "اطواق الذهب فی المواعظ والخطب" محمد عبد الغنی حسن کی "الخطب والمواعظ، ابن ہشام کی "السيرة النبويه ﷺ" اور دوسری متعدد سیرت و مغازی کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ اردو زبان میں ان خطبات کا سب سے بڑا مجموعہ "خطبات محمدی ﷺ" کے عنوان سے مولانا محمد بن ابراہیم جونا گڑھی نے پانچ جلدوں میں مرتب کیا ہے جن میں عربی متن کے ساتھ سلیس اردو زبان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ اور اوّل و آخر تشریح و فوائد بھی درج کیے گئے ہیں۔ اس مجموعے میں ہر خطبے کے ماخذ اور مراجع کو بھی درج کیا گیا ہے۔ "خطبات محمدی ﷺ" کی ان جلدوں میں پہلی جلد میں ۱۸۴، دوسری جلد میں ۲۴۵، تیسری جلد میں ۲۲۳، چوتھی جلد میں ۲۰۰ اور پانچویں جلد میں ۲۴۵ خطبات پیش کیے گئے ہیں۔ یوں آپ ﷺ کے مختصر اور طویل خطبات کی تعداد ۱۰۹۷ بنتی ہے۔ ان خطبات کے بہت سے انتخابات مختلف زبانوں میں شائع کیے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک انتخاب رسالہ "نقوش" کے رسول نمبر کی جلد ۸ میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے کیا ہے جنھوں نے ۵۱ خطبات کے عربی متن اور ازاں بعد ان کا شگفتہ ترجمہ پیش کیا ہے، ان خطبات کے صرف تراجم کو ایک الگ کتابچے میں "خطبات رسول ﷺ" کے نام سے مکتبہ منشورات لاہور نے شائع کیا ہے۔ خطبات کے ان تمام مجموعوں میں جن مشہور اور اہم خطبوں کو جمع کیا گیا ہے، ان میں ایک خطبہ کسوف یا سورج اور چاند گرہن کے عنوان سے شامل ہے۔ اس سے پیشتر کہ ہم اس خطبے کے متن، ترجمہ اور تشریح و فوائد کو درج کریں، ضروری ہے کہ ان خطبات کی تاریخی اہمیت، ان کی زبان و بیان، مضامین الموضوعات، فصاحت و بلاغت اور اعجاز و تاثیر کے حوالے سے چند اہم امور پر روشنی ڈالیں۔

انبیاء علیہم السلام کو اپنے اپنے عہد کے حوالے سے کچھ معجزات عطا ہوئے ہیں۔ فراعین مصر کے دور میں جادو اور طلسمات کا دور دورہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قوم کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے، تو آپ کو ایک عصا عطا فرمایا گیا جس کے اعجازات سے ان طلسمات کی حقیقت کو واضح کر دیا اور ایک نمایاں سبقت عطا کر دی۔ ان کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو ان کے لیے "قم باذن اللہ" کا معجزہ موجود رہا، ایسے ہی معجزات کے ذریعے وہ بیمار اور کوڑھی لوگوں کو صحت مند بنا دیتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں منصب نبوت پر سرفراز کیے گئے تو اس عہد میں حجاز کی سرزمین میں خطابت اور شعر و شاعری کا چرچا زوروں پر تھا۔ زبان و بیان کی لطافتیں اور اعجاز آفرینیاں عروج پر تھیں۔ قصائد و ہجویات اور نسب ناموں اور رجز ناموں سے حجاز کی فضا گونج رہی تھی۔ عکاظ جیسے میلوں اور ثقافتی مراکز میں ان کے تذکرے زبان زد عام تھے۔ لہٰذا اس دور میں حضور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کو زبان و بیان کے وہ اعجاز عطا فرمائے گئے کہ جن کے سامنے جاہلیت کا سارا ادب اپنی تمام ترفنی اور موضوعاتی لطافتوں کے باوجود رک نہ سکا۔ ایک طرف تو قرآن مجید جو وحی کے ذریعے نازل ہو رہا تھا اس کی آیات اور سورتوں کے مضامین اور اسلوب بیان نے ان کو متحیر کر رکھا تھا دوسری طرف فیضان الٰہی سے آپ کو ایسی جامع، شیریں، لطیف، بلیغ اور فصیح زبان عطا کی گئی کہ جس کا مقابلہ حجاز کی سرزمین میں کسی کے لیے ممکن نہ تھا۔ دعوت و تبلیغ کے میدان میں آپ ﷺ نے متعدد خطبات دیے جنھیں صحابہ رضی اللہ عنہم اور محدثین نے کمال ضبط و احتیاط سے محفوظ رکھا ہے۔

نبوت و رسالت کے لیے جن امور کی ضرورت ہے ان میں سے سب سے اہم تقاضا خطابت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو نبوت و رسالت کا جو چارٹر قرآن مجید میں دیا گیا ہے اس کے تین اجزا بہت اہم ہیں جن میں تلاوت آیات، تزکیۂ نفس اور تعلیم کتاب و حکمت شامل ہیں۔ ان فرائض کی بجا آوری کے لیے زبان و بیان پر ماہرانہ قدرت ناگزیر ہے تاکہ وہ وحی الٰہی کی توضیح و تشریح کا فریضہ بہتر طور پر سرانجام دے سکیں۔

محدثین کے تحقیقی کارناموں اور سیرت نگاروں کے وقائع کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ زبان و بیان کے لحاظ سے افصح العرب تھے۔ آپ ﷺ قبیلۂ قریش میں پیدا ہوئے جن کی زبان عرب میں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ممتاز تھی۔ آپ ﷺ اس بات کو اپنے لیے وجۂ امتیاز و افتخار جانتے تھے کہ آپ ﷺ اپنے جد امجد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان کے وارث ہیں۔ حسنِ اتفاق سے آپ ﷺ کی ابتدائی پرورش حلیمہ سعدیہ کی آغوش میں ہوئی جو عرب کے قبیلہ سعد کی خاتون تھیں، اور اس قبیلے کی زبان بھی عربوں میں بہت ممتاز تھی۔ آپ ﷺ کے ننھیال بنو زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنو اسد سے تھیں۔ یوں ان چاروں خاندانوں کی زبان و بیان کی خوبیوں اور محاسن کا امتزاج آپ ﷺ کی زبان میں شامل تھا مگر قرآن مجید کی زبان نے تو آپ ﷺ کی گفتار پاک کو وحی الٰہی کے قریب تر کر کے اس کی معجز نمائیوں میں مزید کمالات پیدا کر دیے تھے۔ آپ ﷺ کو وہ جوامع الکلم عطا فرمائے گئے کہ جن کی مثال اور نظیر آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد ادبیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم میں دکھائی نہیں دیتی۔

خطبات رسول ﷺ کا مطالعہ کریں تو ان میں سے بعض مختصر اور کچھ طویل ہیں۔ایک مرتبہ تو آپ نے عصر اور مغرب کے درمیان ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔کوہ صفا، تبوک اور حجۃ الوداع کے خطبات بہت شہرت رکھتے ہیں۔فکر آخرت کے موضوع پر آپ ﷺ کے خطبے نسبتاً زیادہ طویل ہیں۔خطبۂ کسوف، ان خطبات میں ایک مختصر مگر جامع خطبہ ہے جس کا ہم تفصیلاً ذکر کریں گے۔

خطبۂ کسوف کا پس منظر یہ ہے کہ شاہ مصر مقوقس نے ایک باندی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجی۔ جن کے بطن سے آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ابن حجر عسقلانی کی تحقیق کے مطابق ذوالحجہ ۸ھ میں پیدا ہوائے اور سترہ ماہ تک زندہ رہنے کے بعد ۱۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوگیا۔اسی روز سورج گرہن لگا ۔آپ ﷺ نے اس موقع پر مدینہ میں منادی کرادی کہ سب لوگ نماز کے لیے جمع ہوجائیں۔آپ ﷺ نے ان سب کو دو رکعت نماز پڑھائی۔اس موقع پر نماز میں عورتیں اور مرد سب شامل تھے۔اس نماز کا قیام، رکوع اور سجدہ بھی بہت طویل تھے۔یہ نماز اس قدر لمبی ہوگئی کہ حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کو غشی آ گئی۔نماز سے آپ اس وقت فارغ ہوئے جب سورج کا گرہن ختم ہوگیا اور اس کی تابناکی اور درخشندگی اپنی اصلی حالت پر آ گئی۔اس نماز میں آپ ﷺ نے بلند آواز میں قرأت کی مگر پہلی رکعت دوسری رکعت سے طویل تھی۔پہلی رکعت کے پہلے قیام میں آپ ﷺ نے سورہ بقرہ کے بقدر قرأت کی۔نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے معمول کا خطبہ مسنونہ پڑھا اور اس کے بعد ذیل کا خطبہ دیا جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

''سورج اور چاند کو نہ کسی کے پیدا ہونے سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی موت سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ڈراتا ہے۔اے امّتِ محمد ﷺ! تم جب اُنھیں دیکھو، تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔اس سے دعائیں کرو، تکبیریں کہو، صدقہ دو، اللہ کا ذکر کرو، اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، یہاں تک کہ گرہن کھل جائے۔اے امتِ محمد ﷺ! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ سے زیادہ اس معاملے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرت مند کوئی نہیں کہ اس کا کوئی بندہ یا اس کی کوئی لونڈی زنا کرے۔ اے امتِ محمد! اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو بخدا تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے، ہر وہ چیز جس کو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا، وہ میں نے اب اسی جگہ دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی۔ مجھے بذریعہ وحی خبر دی گئی ہے کہ تمھیں قبروں میں آزمایا جائے گا۔ دجّال کے فتنے کے قریب (قریب یا اس کی طرح) تم میں سے کسی کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا: اس شخص کے بارے میں تمھیں کیا معلوم ہے؟ صاحب ایمان (یا فرمایا صاحب یقین) کہے گا: یہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں، ہمارے پاس واضح دلائل اور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے۔ چنانچہ ہم نے تسلیم کرلیا، آپ ﷺ پر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کی اتباع کی۔ پس اس سے کہا جائے گا: آرام سے سو جاؤ، ہم نے جان لیا ہے کہ تم صاحب یقین تھے مگر منافق یا شک کا مارا انسان کہے گا: مجھے کچھ معلوم نہیں، لوگوں کو کچھ کہتے سنا تو میں نے بھی وہی کہہ دیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ عذاب قبر سے خدا کی پناہ مانگیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی جگہ سے کوئی چیز پکڑنے لگے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت دیکھی تو ایک خوشے کو پکڑنا چاہا۔ اور اگر میں اسے پکڑ لیتا تو تم اس میں سے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے۔ پھر مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ اتنا بھیانک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا، میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! کس بنا پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے کفر و ناشکری کی وجہ سے۔ پوچھا گیا: کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم کسی عورت سے عمر بھر احسان کرو، پھر وہ کوئی ذرا سی کمی دیکھ لے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی''۔

اس خطبے کو اگر توجہ سے پڑھا اور سنا جائے تو اس سے میں درج ذیل حکیمانہ نکات سامنے آتے ہیں:

اولاً: اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سورج اور چاند گرہن سے کسی قسم کے توہمات وابستہ نہ کیے جائیں۔ کسی ذی روح کا پیدا ہونا یا مرجانا امرِ الٰہی میں سے ہے۔ اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات کے مظاہر میں تغیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بس ایسے واقعات سے وہ اپنے بندوں کو خبردار کرتا ہے۔

ثانیاً: سورج اور چاند گرہن جیسے مواقع پر ایک بندۂ مسلم کو نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ذکر و تکبیرات میں مصروف رہنا چاہیے۔ توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور صدقات دینا چاہئیں۔

ثالثاً: اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان کا مقام کیا ہے: نیز یہ بھی بتایا گیا کہ عذاب قبر سے چھٹکارا کن امور پر منحصر ہے۔

رابعاً: اس خطبے میں حضور ﷺ کی عظمت اور امتیاز کے اس پہلو کو واضح کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کو حیاتِ دنیوی میں جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا۔

خامساً: اس خطبے میں عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی ہے۔

سادساً: اس میں عورتوں کو ناشکری سے بچنے کی تلقین ہے نیز اپنے خاوند کی فرمانبرداری کا درس بھی دیا گیا ہے۔

اس خطبے کے موضوع کو دیکھا جائے تو اس میں بہت سی حکیمانہ باتیں کہی گئی ہیں۔ اس کی زبان و بیان کے مطالعے سے آپ ﷺ کے افصح العرب ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ جملوں اور فقروں کی دروبست اور بندش میں جو فصاحت و بلاغت ہے، وہ شروع سے آخر تک برقرار ہے۔ آپ ﷺ کے بیان میں اجمال کو تفصیل پر ترجیح دی گئی ہے بلکہ بعض حصوں پر تو جوامع الکلم ہونے کا گمان گزرتا ہے۔ اس خطبے کے اسلوب سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایک متکلم یا داعی یا مبلغ کو اپنی دعوت کو پیش کرنے کے لیے کیسا اسلوبِ گفتگو اختیار کرنا چاہیے۔ اگرچہ یہ خطبہ ایک وعظ اور تذکیر کی حیثیت رکھتا ہے مگر اس کو خالص تحریر کے پیرائے میں دیکھا جائے تو کسی قسم کا جھول دکھائی نہیں دیتا۔

یہ خطبۂ کسوف آپ ﷺ کے مواعظ اور خطبات میں بہت بنیادی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو یہ آپ ﷺ کی حیات کے آخری خطبات میں شمار ہوتا ہے جس میں ہر سطر، ہر جملہ اور ہر لفظ ایک گہری حکمت اور بھرپور بصیرت کا آئینہ دار ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنتِ رسول ﷺ - مشعل راہ

نظم وضبط میں پیرویٔ رسول ﷺ کے ثمرات

دین وشریعت کی تعلیمات پر غور وخوض کیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ یہ ان چند واضح احکام اور غیر مبہم ہدایات کا نام ہے جن پر عمل کرنے سے ایک بندۂ مومن میں وہ سیرت پیدا ہوتی ہے جسے ہم شرعی اصطلاح میں تقویٰ و طہارت کہتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ پوری کائنات ایک ہمہ گیر ضابطے میں موجود ہے جن میں بہت کم انحراف یا تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ زمین میں قدرت نے اگانے اور پیدا کرنے کی جو صلاحیت رکھی ہے وہ ایک ضابطے کی پابند ہے۔ سمندروں، دریاؤں، ندیوں اور آبشاروں کا اپنا ضابطہ ہے۔ صحرا ہو یا گلستان، چاند ہو یا سورج، ہوائیں ہوں یا بادل، معدنیات ہوں یا نباتات سب ایک ضابطے کی پابند ہیں۔ اور یہ ضابطہ انھیں ازل سے قدرت نے تفویض کیا ہے۔ یہ کائنات جس قدر فوائد اور ثمرات انسانوں کے لیے پیش کر رہی ہے، اس کی پشت پر ضابطے کی ایک ایسی قوت ہے جس کے بغیر کوئی انسان اس کائنات کے عناصر اور لوازم سے کسی نوعیت کی منفعت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ عقل سلیم اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ ضابطہ دینے والی کوئی ایک ذات ہونا چاہیے۔ اگر اس سیرِ آفاقی سے اس قدرت کی پہچان اور اس ذات کا عرفان حاصل ہو جائے جو اس کائنات کی حقیقی خالق اور فاعل ہے تو یہ توحید کا راستہ ہے جسے دکھانے کے لیے حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے۔ ان میں سے چند ایک کو کتابیں اور صحائف دیے گئے جب کہ باقی انبیا اسی تعلیمِ اخلاق و حکمت کو انسانیت کے سامنے پیش کرتے رہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے اسی مقدس سلسلے کے آخری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہادی اور رہنما ہمارے تاجدارِ نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ذرا تاریخ کے جھروکے سے انسانی معاشروں کی تصویریں دیکھنے کی کوشش کیجیے کہ جن معاشروں یا گروہوں نے آسمانی ہدایت اور ضابطوں کو تسلیم کرنے یا اختیار کرنے سے انکار کیا، ان ضابطوں نے ان کا نام ہی صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ قرآن مجید نے ان ضابطہ شکن قوموں کا نام لے کر ان کی ہلاکت اور تباہی کی عبرت ناک داستان کو بیان کیا ہے۔ عاد و ثمود کے قصے ایسے ہی لوگوں کے ہیں جنھوں نے آسمانی ضابطوں کو توڑ کر یا فراموش کر کے زندگی گزارنے کی کوشش کی تھی۔

جس طرح کائنات کے مختلف عناصر ضابطۂ الٰہی کی پابندی سے ہمارے لیے فوائد و ثمرات فراہم کرتے ہیں بعینہٖ انسان بھی اگر اپنی زندگی کو ضوابطِ شریعت کے تابع کر لیں تو انھیں دین و دنیا کے تمام ثمرات حاصل ہو سکتے ہیں۔ علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے اپنے مجموعۂ کلام ''ضربِ کلیم'' میں ایک مختصر نظم ''احکامِ الٰہی'' کے عنوان سے لکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

پابندیٔ تقدیر کہ پابندیِ احکام؟
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خرد مند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

احکامِ الٰہیہ کی پابندی کا دوسرا نام نظم و ضبط ہے مگر اس نظم و ضبط کا جو معیار یا منہج ہمیں دیا گیا ہے وہ پیروی رسول ﷺ یا اتباعِ سنت کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ قرآن مجید کے متعدد مقامات پر دینی نظم و ضبط کو اختیار کرنے کے لیے پیرویٔ رسول ﷺ کی طرف توجہ دلائی اور تاکید کی گئی ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ﴾ (آل عمران ۳:۳۲)

''لوگوں سے کہہ دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ان کی فرمانبرداری سے پھر جاؤ گے تو کافر ہو جاؤ گے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔''

سورۃ الحشر میں پیروی رسول ﷺ کے بارے میں یوں توجہ دلائی گئی ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر ۵۹:۷)

''ہمارے رسول ﷺ جو حکم تمھیں دیں اس کو مضبوطی سے پکڑ لو، اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔''

سورۂ نور میں پیروی رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو یہ وعید سنائی گئی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖٓ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (النور ۲۴:۶۳)

''جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ کوئی دردناک مصیبت یا عذاب ان کو نہ پہنچ جائے۔''

مومنانہ زندگی ایک شرعی نظم وضبط کا تقاضا کرتی ہے۔ ایمانی زندگی کی تکمیل کے لیے حضور ﷺ کے لائے ہوئے ضابطوں کی پابندی بہت ضروری ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ))

''تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔''

کتاب وسنت میں اتباع رسول ﷺ کی ضرورت واہمیت پر بہت واضح اور حتمی تعلیم دی گئی ہے۔ دین ودنیا کے تمام معاملات میں اسوۂ حسنہ کے دیے ہوئے نظم وضبط کے مطابق عمل کرنا ایک مسلم اور مومن کی بنیادی ضرورت ہے۔ باہمی تنازعات اور اختلافات میں اسوۂ رسول ﷺ کو پیش نظر رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی علم ہوتا ہے کہ ان سب حضرات نے اتباع رسول ﷺ کی پیروی میں ہر نوعیت کے نظم وضبط کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا شعار بنالیا جس کے باعث قرآن مجید میں انھیں کہیں: اولئك هم الراشدون کہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں، کہیں اولئك هم الصدقون کہ یہ لوگ سچ بولنے والے ہیں اور کہیں اولئك هم المفلحون کہ یہ لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں'' کہا گیا ہے۔ نظم وضبط کی پیروی کے یہ وہ ثمرات وانعامات ہیں جن کا قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے۔ سورہ فتح میں ان ثمرات کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح ۲۹:۴۸)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ ہیں وہ ایسے ہیں کہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحیم ہیں۔ (اے رسول ﷺ) آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ وہ (اللہ کے سامنے) کبھی رکوع میں ہوتے ہیں اور کبھی سجدے میں۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔''

اتباع رسول ﷺ سراسر نظم وضبط کا تقاضا کرتی ہے۔ ایمانیات کے درجے میں اتباع رسول ﷺ کے تقاضے یہ ہیں کہ توحید خالص کو اپنایا جائے، رسالت کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اور آخرت کی مسئولیت پر یقین پیدا کیا جائے۔ عبادات میں اتباع رسول ﷺ کے بغیر کسی عبادت کی قبولیت ممکن ہی نہیں۔ معاملات میں بھی ہمیں پیروی رسول ﷺ کا درس دیا گیا ہے۔ اخلاقیات میں اور روحانیات میں بھی پیروی رسول ﷺ ہی ایک ایسا ضابطہ ہے جس کے بغیر یہ منزل اور اس کی طرف جانے والا راستہ میسر نہیں آ سکتا۔

قرونِ اولیٰ میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیروی رسول ﷺ میں نظم وضبط کی روشن اور درخشاں مثالیں قائم کی ہیں۔ چودہ سو سال بعد جس عہد میں ہم سانس لے رہے ہیں اس میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے معاشرے کی ہیئت اور عادات کو متاثر کیا ہے مگر ان علمی اور سائنسی ترقیات کے باوجود ہمیں کلام الٰہی اور اتباع سنت ہی کی ضرورت ہے۔ بقول اقبال:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ قوم کہ فیضانِ سماوی سے ہو محروم
حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہمارے عہد میں جس قدر بے اطمینانی اور بے سکونی پیدا ہوچکی ہے، انسان اقدار و روایات عالمی سطح پر جس قدر پامال ہورہی ہیں، عالمی استعماری قوتیں استحصال کی جس روِش کو اپنائے ہوئے ہیں ان سے نجات کا راستہ صرف اور صرف پیروی رسول ﷺ میں شریعت کے نظم وضبط کو اختیار کرنے میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی رحمت ﷺ ...... صاحب خلق عظیم

اسلام ایک ایسا فطری دین ہے جس کی بنیادیں اعلیٰ اخلاقی قدروں اور اوصاف حمیدہ پر رکھی گئی ہیں۔ قرآن وسنت کے مطالعہ سے فرد کی تربیت اور معاشرے کی فلاح کا ایک مکمل نظام سامنے آتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک ایسی مثالی تربیت کی جس سے یہ جماعت ان اعلیٰ اخلاق معیارات کی حامل بن کر تاریخ عالم میں سب سے مثالی سیرت وکردار کی حامل جماعت بن گئی۔ ان میں سے ہر ایک اسلامی ہدایت کا نمونہ بن کر چمکا۔ آفتابِ رسالت کی اخلاقی ضوفشانیوں نے عرب وعجم کو وہ بلند پایہ اخلاق سکھائے کہ جس سے انسانیت کو ایک بامقصد زندگی کا اعلیٰ ترین شعور نصیب ہوا۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کا بنیادی مشن انسانیت کو جادۂ توحید پر گامزن کرنا ہوتا ہے۔ یہ ایمان پرور سفر اس وقت تک اختیار نہیں کیا جاسکتا جب تک نفس انسانی تزکیہ و احسان کی دولت سے مستفید نہ ہو۔ حضور ﷺ نے ایک موقع پر اپنی بعثت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق" کہ مجھے تو اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔ تاریخ اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ آپ ﷺ نے انسانی اخلاقیات کی تعمیر میں جو کردار انجام دیا اور اس کے نتیجے میں جو سوسائٹی اور تمدن وجود میں آئے وہ نہ صرف اپنے عہد کے لیے بے مثال اور بے نظیر تھے بلکہ نسل انسانی کے مستقبل کے لیے اس میں ایک ابدی اور آفاقی پیغام موجود تھا۔ اسلام کے عقائد ہوں یا عبادات، معاملات ہوں یا تعلقات ان کی بنیاد ایک اعلیٰ اخلاقی تعلیم پر رکھی گئی ہے۔ یوں اسلام ایک اخلاقی دین اور حضور سرور کائنات ﷺ ایک معلم اخلاق ہیں۔ قرآن مجید اس اخلاقی زندگی کے اصول وضوابط پیش کرتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخصیت ان اخلاقی تعلیمات کا اعلیٰ نمونہ اور آئیڈیل ہے۔ آپ ﷺ نے کسی ایسی اخلاقی تعلیم کو پیش نہیں فرمایا جس پر خود عامل ہو کر نہیں دکھایا۔ یہی باعث ہے کہ جب محسنہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے اخلاق کی بابت سوال کیا گیا تو انھوں نے جواباً ارشاد فرمایا: کان خلقه القرآن کہ قرآن ہی آپ ﷺ کے اخلاق کو پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید...... انسانیت کے لیے اعلیٰ اخلاقی مقاصد کا تعین کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان اخلاقی تعلیمات کا ایک ماڈل اور اُسوہ پیش فرمایا۔ قرآنی ضابطہ اخلاق کی مکمل تصویر آئینہ سیرت میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اسوۂ رسول کی صورت میں یہی وہ اخلاقی سرمایہ ہے جس کی بنیاد پر آئندہ صدیوں میں مسلم فلاسفہ اور متکلمین نے ایک فلسفہء اخلاق کی تفصیلات پیش کیں۔ کندی، باقلانی، فارابی، اخوان الصفا، مسکویہ اور غزالی نے فلسفہء اخلاق کی سبقت اور عظمت کو واضح کیا۔ اسلام سے پہلے اخلاقی تربیت کے لیے رہبانیت پر زور دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے رہبانیت کے اس پہلو کو روکا کیونکہ اس سے منفی اخلاقیات کی تربیت ہوتی ہے۔

قرآن مجید جو ضابطہء اخلاق پیش کرتا ہے اس میں شرک سے اجتناب اور اثبات توحید کو اساسی طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر آخرت اور رسالت کے عقاید کے ذریعے اس اخلاقی ضابطے کا شعور پیدا کیا۔ قرآن مجید کی اخلاقی تعلیمات کو دیکھا جائے تو اس میں تزکیۂ نفس، اکل حلال، صدق مقال، والدین سے حسن سلوک، بچوں سے شفقت، عفو و درگزر، عدل و احسان، معروف و منکر، حلال و حرام، بیواؤں اور یتامیٰ کا خیال، معذوروں اور محتاجوں کی مدد، ملازموں اور غلاموں سے حسن سلوک، اخراجات میں میانہ روی، اسراف اور بخل سے پرہیز، فحش اور منکرات سے اجتناب، غض بصر اور عفت و آبرو کی تعلیم، چوری، ڈاکے، زنا، شراب، قمار، کم ملاوٹ، تولنے اور دھوکے اور فریب سے بچنے کی تلقین، انفاق و صدقات، عدل و انصاف، ایثار و ہمدردی، اخوت و محبت، زہد و قناعت اور خدمت شعاری پر توجہ دلائی گئی۔ خوف آخرت، احتساب و مسئولیت، معاشرتی آداب، حقوق الزوجین، حقوق وراثت، بوڑھوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت، ذکر و عبادت کو لازمۂ زندگی ٹھہرایا گیا۔ یہ وہ قرآنی ضابطۂ اخلاق ہے جس پر آپ ﷺ نے وہ مثالی کردار پیش کیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ایک طرف تو یہ فرمایا گیا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:۳۳:۲۱) کہ حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی تمھارے لیے بہترین نمونہ عمل ہے۔ تو دوسری طرف یہ بھی فرمایا کہ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۶۸:۴) کہ بے شک آپ ﷺ عظیم اخلاق کے منصب پر فائز ہیں۔

قرآن مجید نے اس صاحب خلق عظیم کی سیرت و اخلاق کی کامل شہادت پیش کی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت و کردار کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو عجیب دلنواز مناظر سامنے آتے ہیں۔ آپ ﷺ ہر کسی سے یکساں محبت فرماتے۔ دشمنوں کے ساتھ بھی رحمت و رافت کا معاملہ رکھتے۔ قیدیوں سے حسن سلوک اور اسیران جنگ سے شفقت اختیار کرتے۔ انسان تو انسان جانوروں اور پرندوں سے بھی حسن سلوک کا درس دیتے۔ امیر ہو یا غریب سب کے ساتھ یکساں سلوک اختیار فرماتے۔ ان میں سے کوئی دعوت پیش کرتا تو اس میں شریک ہوتے۔ ہر کسی کو سلام کرتے اور کثرت سے تحائف پیش کرتے۔ ہر کسی کا خندہ پیشانی سے استقبال فرماتے۔ زندگی بھر کسی سے ذاتی انتقام نہ لیا بلکہ فتح مکہ پر عفو و درگزر کی تاریخی مثال قائم کی۔ صلح و آشتی سے کام لیتے اور اس سلسلے میں صلح حدیبیہ میں آپ ﷺ کے رویے کو دیکھا جاسکتا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم آبادی کے حقوق کی نگہبانی فرماتے اور اس ضمن میں میثاق مدینہ کی آئینی دستاویز کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ عورتوں کے احترام اور انسانی احترام کی مساوات کو خطبہ حجۃ الوداع کے آئینے میں دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ کی شخصی زندگی میں صدق و امانت، ایفائے عہد، سادگی، قناعت، خدمت اور ہمدردی کے عناصر کمال درجے پر موجود ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کو عار نہ سمجھنا، خدا ترسی، انصاف پسندی، مہمان کی ضیافت اور بیمار کی عیادت کو شعار بنانا آپ ﷺ کے اوصاف میں شامل ہے۔ بچوں کے ساتھ شفقت اور عورتوں کا احترام فرماتے، بیویوں سے حسن سلوک کی تلقین فرماتے، مجبوروں کی مدد اور ضرورت مندوں کی ضروریات کو پورا کرتے۔ عطر اور خوشبو کا استعمال فرماتے۔ ہر کام میں عمدگی اور نفاست کا مظاہرہ فرماتے۔ گفتگو میں نرمی اور محبت کا اظہار کرتے۔ ہر تعمیری کام میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر شریک ہوتے۔ ہر کام میں مشاورت اختیار کرتے۔ قانون کی عملداری میں برابری کا خیال رکھتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر سے آنے والے وفود کا خود استقبال کرتے۔ یہ سب صاحب ﷺ خلق عظیم کی سیرت کی کلیاں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ یہ تعلیم اسلامی اخلاق کی عظیم اساس ہے۔آپ ﷺ نے تقویٰ کو روح عبادت اور تکریم انسانیت کی شناخت قرار دیا۔ یہ سب آپ کے اخلاق حسنہ کی وہ تفصیلات ہیں جن پر آپ ﷺ نے خود عمل فرمایا اور جس کے نقوش مشاہیر امت کی سیرتوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ رسول ﷺ

غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرو

عدل صفات الٰہیہ میں ایک نمایاں صفت ہے۔ اس کائنات کے مختلف اجزا میں جو توازن اور انتفاع موجود ہے وہ سب اس عدل کے باعث ہے جو ان عناصر کائنات میں دکھائی دیتا ہے۔ اگر ان اجزائے آفرینش میں سے کوئی ایک حصہ بھی اعتدال و توازن کی خوبی کو کھو دے تو اسی مقام پر فتنے اور ظلم کی شکلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہوا، پانی اور روشنی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہیں مگر ان میں سے اگر کوئی اپنی صفت اعتدال کو ختم کر دے تو یہ نعمتیں سراسر عذاب بن جاتی ہیں۔ ہوا میں معمولی سی شدت پیدا ہو جائے تو یہ طوفان کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور آن واحد میں بڑے بڑے درختوں کو جڑوں سمیت اکھاڑ دیتی ہے۔ باغات کو تباہ اور فصلوں کو اجاڑ کے رکھ دیتی ہے۔ پانی اگر دریاؤں اور سمندروں میں اپنے اپنے کناروں کے اندر بہتا رہے اور مدّ و جزر اختیار کرے تو انسانوں کی ضرورت اور جہاز رانی کے لیے معاون مگر ذرا اپنے کناروں سے بغاوت کرے تو مخلوق خدا کے لیے تباہی اور پریشانی کا موجب بن جاتا ہے۔ اسی طور پر روشنی کا عظیم منبع سورج اگر اپنے کام کو چھوڑ کر نیچے آنا شروع کر دے تو کائنات ارضی کی ہر چیز جل کر راکھ بن جائے اور انسانی زندگی کا قیام یہاں پر ناممکن ہو جائے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عدل و توازن میں اس کائنات کا حقیقی حسن ہے اور اسی سے عناصر کائنات میں نفع مندی کا تصور قائم رہتا ہے۔

قرآن مجید جو وحی الٰہی کا آخری نمونہ ہے اس کی مختلف سورتوں میں عدل کا لفظ سترہ آیات میں ملتا ہے۔ اگر اس کے مشتقات بھی شامل کر لیے جائیں تو پھر یہ لفظ چھبیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ استعمال ہوا ہے۔عدل کے علاوہ اس مفہوم کا ایک لفظ (قسط) بھی قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے جس کا تیئس (۲۳) مرتبہ آیات میں ذکر ہوا ہے۔ ''ظلم'' کا لفظ ''عدل'' کی ضد ہے اور ظلم کا لفظ قرآن مجید میں دوسوستاسی (۲۸۷) مقامات پر بیان ہوا ہے۔ان سب آیات میں عدل کو قائم کرنے اور ظلم کو مٹانے پر زور دیا گیا ہے۔

عدل کا قیام اسلام کے بنیادی تقاضوں میں سے ہے۔قرآن مجید میں قیام عدل کے اس تصور کو فرائض نبوی ﷺ میں بھی شمار کیا گیا ہے۔سورۃ صٓ میں حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے اس فریضے کے قیام کی توجہ یوں دلائی گئی ہے:

﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ (ص ۳۸:۲۶)

''اے داؤد علیہ السلام! ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ (نائب اور حاکم) بنایا ہے۔بس لوگوں میں حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا۔(اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دے گی جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹکے ہیں،ان کے لیے سخت عذاب ہوگا۔اس وجہ سے کہ روز حساب کو بھولے رہے''۔

اس آیت کے حوالے سے مفسرین نے بجا طور پر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عدل کا قیام ایک اسلامی سربراہ کے لیے فرض عین کا درجہ رکھتا ہے۔

حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔آپ ﷺ نے عدل کے تمام مطالبات اور مقتضیات کو نہ صرف واضح فرمایا بلکہ عملاً اسلامی ریاست میں اسے نافذ کیا اور عدلیہ کے ادارے کو اپنی حیات طیبہ میں پوری قوت اور شان کے ساتھ قائم کیا جس کے نتیجے میں خلافت راشدہ میں عدل وانصاف اسلامی معاشرے کا سب سے اہم امتیازی وصف بن گیا۔قرآن مجید میں عدل قائم نہ کرنے کے رویے کو شرک،فسق اور کفر قرار دیا گیا ہے۔اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کو خطاب کرتے ہوئے قرآن مجید واضح کرتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (المائدہ ۵:۸)

''اے ایمان والو! خدا کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ خدا تمھارے سب اعمال سے خبردار ہے۔''

قرآنی احکامات کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مثالی اور عادلانہ نظام اپنی ریاست میں قائم فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس سلسلے میں بہت سی ہدایات جاری کیں اور قاضیوں کی تربیت کے لیے بہت سے اصول وضع فرمائے جن کی بنیاد پر اسلام کے عدالتی نظام کے موضوع پر مستقل کتابیں تحریر اور تصنیف کی گئیں۔ منصب قضاء کی نزاکت اور اس کی اہمیت کے پیش نظر جہاں آپ ﷺ نے اس منصب کے حصول کے لیے خواہش اور سفارش کو برا گردانا وہاں فریقین کے درمیان مکمل انصاف اور مساوات کی غرض سے قاضیوں کے لیے بہت سی ہدایات بھی دی ہیں جن میں سے ایک نمایاں ذمہ داری یہ ہے کہ قاضی کو غصے کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے مقدمہ کے فریقین کے موقف کو سکون اور اطمینان کے ساتھ سننا چاہیے تاکہ اس کا فیصلہ مبنی بر انصاف ہو سکے۔ صحیح بخاری میں ''کتاب الاحکام'' کی ایک روایت میں حضور ﷺ نے فرمایا:

((عن عبدالرحمن بن ابی بکرة قال: قال كتب ابوبكرة الى ابنه: وكان بسجستان ان لا تقض بين اثنين وانت غضبان فاني سمعت النبی صلى الله عليه وسلم يقول: لا يقضين حكم بين اثنين وهو غضبان)) (بخاری کتاب الاحکام)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکرہ نے اپنے صاحبزادے کو جو بجستان (موجودہ پاکستان کا شمال مغربی بلوچستان اور اس کے اطراف کا علاقہ) میں (قاضی) تھے لکھا: تم دو آدمیوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''کوئی حاکم دو آدمیوں کے درمیان غصے کی حالت میں ہرگز ہرگز فیصلہ نہ کرے''۔

غصہ انسانی جبلتوں میں سے ایک جبلت کا نام ہے۔ غصے کی حالت میں انسان کی ذہنی اور اعصابی حالت اعتدال پر نہیں ہوتی۔ نفسیاتی اعتبار سے غصے کی حالت میں کیے جانے والے تمام امور منفی جذبات اور مضر اثرات کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی باعث رسول اکرم ﷺ نے قضا کے منصب پر فائز ججوں اور قاضیوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ غصے کی حالت میں فیصلے نہ کریں بلکہ ذہنی اور قلبی سکون اور طمانیت کی حالت میں مقدمہ میں فریقین کے موقف کو سننے کے بعد اپنا فیصلہ سنائیں۔ حدیث کی ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو مقابلے میں دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے قاضی یا جج غصے کے عالم میں ایسا فیصلہ نہ کرے کہ جس کے باعث بعد میں اسے پچھتاوے اور ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔ المنتقٰی (جلد۲، ص ۹۳۶) میں اس موضوع پر یہ حدیث بھی ملتی ہے:

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: کوئی حاکم عدالت دو آدمیوں کے درمیان ہرگز ہرگز اس حالت میں فیصلہ نہ دے کہ وہ غصے میں ہو'' ان احادیث کی روشنی میں محدثین اور فقہا نے یہ حکم قائم کیا ہے کہ غصے کی حالت میں کسی مقدمے کا فیصلہ کرنا یا لکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ غصہ ایک ایسی ذہنی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان کی سوچنے، سمجھنے اور تجزیہ کرنے کی صلاحیت ماؤف ہو جاتی ہے اور اس امر کا امکان رہتا ہے کہ اس غیر متوازن ذہنی کیفیت میں کوئی غلط فیصلہ نہ سنا دیا جائے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ قاضی اس وقت قضاء کے فرائض انجام دے جب وہ خوب کھایا پیا اور سیر ہو یعنی بھوکا پیاسا نہ ہو۔بعض اوقات بھوک پیاس بھی انسان میں غصے اور نفرت کو پیدا کرسکتی ہے۔نفسیاتی اعتبار سے غصے کی حالت میں پانی کا استعمال اس حالت کے علاج میں شمار کیا جاتا ہے۔رسول اکرم ﷺ کی قضاء قاضیوں کے بارے میں اس ایک ہدایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام اور دین و شریعت عدل وانصاف کے کس بلند معیار کو پیش کرتے ہیں۔''ادب القاضی'' کے عنوان سے ہمارے ہاں جو لٹریچر پایا جاتا ہے اس کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام نے عدلیہ کا کس قدر شاندار تصور پیش کیا ہے اور قاضیوں کے انتخاب میں کن صفات کو ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے۔آج ہمارے معاشروں میں جو غیر منصفانہ طرز عمل جاری ہے اسے صرف ایسی عدلیہ ہی ختم کرسکتی ہے جسے نبوی ﷺ منہاج کے مطابق تشکیل دیا گیا ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ
بحیثیت رہبر امور خارجہ

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دین ہے اور پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ ایک ابدی پیغام اور دائمی نبوت کے حامل رحمتہ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ نے دین وشریعت کے جس نظام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے اطراف واکناف عالم میں پیش کیا اور مختلف اقوام کو اس کی قبولیت کی دعوت دی، اسلام کا یہ نظریہ حیات اور نظام زندگی ہر اعتبار سے مکمل و اکمل اور جامع ہے۔ اس نظام نے جلد ہی حجاز کو مفتوح کر کے حیات رسالت مآب ﷺ کے دوران ہی بارہ لاکھ مربع میل پر اپنی سیادت اور قیادت کو تسلیم کرالیا تھا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ خلفائے راشدین نے اسلامی ریاست کو اس قدر وسیع کر دیا کہ براعظم ایشیا، افریقہ اور یورپ کے پینتالیس لاکھ مربع میل کے علاقے اس میں شامل ہوگئے۔ اسلام کی انقلابی تعلیمات اور فطری دعوت پر مبنی اسلامی ریاست جہاں داخلی سطح پر بہت سے فیوض وبرکات کا باعث ہوئی وہاں امور خارجہ کے حوالے سے اس نے اپنی ہمسایہ ریاستوں، قبائل، اقوام اور معاشروں کے ساتھ مثالی دعوتی، تجارتی، معاشی اور معاشرتی تعلقات استوار کیے۔ اس بین البراعظمی اسلامی ریاست نے اپنے قیام وارتقاء کے دوران وہ کون سی حکمت عملی اور خارجہ پالیسی اختیار کی جس کے باعث ایک نظریاتی ریاست نے اس عہد کی عالمی قوتوں کے وجود کو نیست ونابود کر دیا۔ حضور ﷺ نے امور خارجہ کے بارے میں وہ کون سی اور کیسی رہنمائی فراہم کی جس کے باعث چودہ سو سال پہلے دنیا کے نقشے پر ایک نظریاتی عالمی ریاست کے قیام میں مدد ملی۔ یہ وہ اہم اور فکر انگیز موضوع ہے جس کا تفصیلی مطالعہ مطلوب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور نبی کریم ﷺ جب اسلام کی عالمگیر دعوت کا ۶۱۰ء میں آغاز فرمایا تو مکہ المکرمہ کو ایک شہری ریاست یا City State کا درجہ حاصل تھا جس میں مختلف قسم کے انتظامی اختیارات مختلف قبائل کے سپرد تھے اور باہمی مشاورت اور فیصلوں کا ایک ادارہ ''دارالندوہ'' کے نام سے موجود تھا۔ اس دور میں ہمیں دو قسم کے حکمرانوں کا وجود دکھائی دیتا ہے۔ ان میں ایک تو تاجپوش اور خود مختار بادشاہ اور سلاطین تھے جیسے شاہان روم، ایران، مصر اور شام جب کہ دوسرے قبائلی سردار تھے جو محدود علاقوں اور مخصوص قبائل کی حد تک اپنا حق حکمرانی استعمال کرتے تھے مگر ان میں سے بعض کے بڑی طاقتوں کے ساتھ معاملات موجود تھے جن کے تحت انھیں مختلف قسم کے تحفظات بھی حاصل تھے۔ حجاز کے قریب میں یمن، حیرہ اور شام کی بادشاہتیں موجود تھیں۔ ان میں حجاز کی شہری ریاست کو ایک مخصوص حیثیت حاصل تھی۔ دوسری اقوام اور بادشاہتوں کے حملوں سے نسبتاً حجاز محفوظ تھا۔ حجاز کی امارت میں مختلف مناصب مختلف قبائل کے سرداروں کے پاس موجود تھے لیکن ان ذمہ داریوں میں سے سفارت کا شعبہ بنو عدی کے پاس تھا اور ظہور اسلام کے وقت اس منصب پر عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب فائز تھے۔ یوں عرب کے محل وقوع پر ایک طائرانہ نظر دوڑائیں تو اس کے مغرب میں بحر احمر اور جزیرہ نمائے سینا ہیں۔ مشرق میں خلیج عرب اور جنوبی عراق ہیں، اس کے جنوب میں بحر عرب ہے جو ظاہری طور پر بحر ہند کے ساتھ ملا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے شمال میں ملک شام اور عراق کے شمالی حصے شامل ہیں۔ یوں سرزمین عرب بارہ تیرہ لاکھ مربع میل میں پھیلی ہوئی ہے جو اپنے طبعی وسائل اور جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے ایک محفوظ اور خود مختار ریاست کا درجہ رکھتی ہے۔

بعثت نبوی ﷺ کے وقت ایران اور روم کی سلطنتیں آپس میں برسر پیکار تھیں اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ عرب و حجاز کا علاقہ اپنی جغرافیائی حیثیت کے باعث اس پیکار سے نسبتاً محفوظ تھا۔ تین براعظموں کے درمیان گھرا ہوا حجاز کا علاقہ اور اس میں مکہ کی شہری ریاست ایک مخصوص اہمیت کی حامل ہے۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں پر کعبہ نے عالمی مرکزیت کا سامان فراہم کر رکھا ہے اور اسی شہر کے باشندوں سے حضور اکرم ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز ۶۱۰ء میں کیا تو مسلمانوں کی اطاعت قبائلی نظام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مشرکانہ ماحول سے کٹ گئی اور اس مسلم اقلیت کی حیثیت مملکت کے اندر ایک مملکت یعنی State within a state کی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اپنی دعوت کو دوسرے قبائل کے سامنے بھی پیش کیا۔ اس دعوت حق کے مقابلے میں مشرکین مکہ کی مخالفت آہستہ آہستہ مخاصمت کا درجہ اختیار کرتی چلی گئی یہاں تک کہ نبوت کے پانچویں سال میں مسلمانوں کا مکہ میں رہنا بہت ہی دشوار ہوگیا تو آپ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی کے ملک میں ہجرت کی اجازت دے دی۔ یوں مکہ کی شہری ریاست سے بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل ایک قافلہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک دوسری پُر امن ریاست کی طرف روانہ ہوگیا۔ نجاشی نے اس قافلے کو پناہ دی۔ اس خبر سے مشرکین مکہ پیچ وتاب کھانے لگے اور ان کی انتقامی کارروائیوں میں مزید شدت پیدا ہوگئی۔ حضور ﷺ نے پھر ۸۳ مردوں اور اٹھارہ عورتوں کو ہجرت کی اجازت دی۔ یہی وہ موقع ہے جب مہاجرین کے خلاف قریش نے اپنی سفارت کے لیے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو حبش میں بھجوایا جنھوں نے نجاشی کے دربار میں تحائف پیش کیے اور مہاجرین کے خلاف اپنا کیس پیش کیا۔ اس پر مسلمانوں کے ترجمان جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے اپنی صفائی پیش کی جسے نجاشی نے قبول کیا اور سفارت قریش کے ہدیے اور تحائف واپس کر دیے۔ مکی زندگی میں ایک غیر ملک میں خارجہ تعلقات کا اسے اہم ترین واقعہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

اسلام اپنی فطرت کے لحاظ سے غلبے کا دین ہے۔ مسلمانوں کی جماعت کو جو چارٹر سپرد کر دیا گیا ہے وہ دعوت کے ذریعے امنِ عالم کی ضمانت کے ساتھ تمام جاہلی اور مشرکانہ تہذیبوں پر اسلامی تہذیب کے غلبے کا حصول ہے، یہی باعث ہے کہ مکہ کی سرزمین میں جب اسلامی ریاست کے قیام میں مشکلات حائل ہوتی چلی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے شمال میں وادیٔ یثرب میں اس کے امکانات کو پیدا کر دیا۔ نبوت کے گیارھویں سال حج کے موقع پر یثرب کے چھ خوش نصیبوں نے اسلام قبول کیا، اس سے اگلے سال بارہ لوگ حاضر خدمت ہوئے جن میں سے دو قبیلۂ اوس سے جب کہ باقی ماندہ قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ اس موقع پر بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی۔ اس اسلامی وفد کے ہمراہ حضور ﷺ نے مدینہ کی طرف اپنا پہلا سفیر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بنا کر بھیجا جنھوں نے دعوت وتبلیغ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں اور ان کی خدمات ہجرت کے عظیم الشان فیصلے کی بنیاد بن گئیں۔

حضور ﷺ نے ٦٢٢ء میں ہجرت کا عظیم سفر اختیار کیا اور مکہ کو چھوڑ کر عازم یثرب ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ کو جلد ہی ایک شہری مملکت کے حصول میں کامیابی نصیب ہوئی۔ چار مربع کلومیٹر کی اس اسلامی ریاست میں مسلمانوں کی تعداد ابتدا میں چند صد نفوس پر مشتمل رہی۔ مسلمانوں کی یہ محدود آبادی یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلم قبائل میں گھری ہوئی تھی۔ اس اسلامی ریاست کے استحکام اور بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے بہت سی تدابیر اختیار کی گئیں۔ مختلف قبائل کے سربراہوں سے تعلقات استوار کیے گئے۔ اور صدیوں سے جنگ وجدل میں مصروف اور برسر پیکار قبائل کو اپنی سربراہی قبول کرنے پر قائل کیا گیا۔ آپس میں مدتوں کے برسر پیکار قبائل بھی کسی مشترکہ قیادت کے طلبگار تھے۔ حق تعالیٰ نے انھیں رسول اللہ ﷺ کی عادلانہ سربراہی پر مطمئن کر دیا مگر آپ ﷺ نے ان قبائل اور مذاہب پر مشتمل آبادیوں کو ایک تحریری دستور پر متفق کر لیا جسے ہم میثاق مدینہ کے عنوان سے جانتے ہیں۔ ٥٢ دفعات پر مشتمل یہ دستاویز اقوام عالم کی سیاسی تاریخ میں ایک منفرد اور اوّلین تحریری دستور کا درجہ رکھتی ہے جس کا مطالعہ ایک ایسی ریاست کے داخلی اور خارجی امور کو سمجھنے میں معاون ہوسکتا ہے۔ جس میں مختلف مذاہب اور قبائل کے بیشتر افراد شامل ہوں۔ عہد اسلامی کی اوّلین سیاسی دستاویزات میں اس آئینی اور دستوری دستاویز کی بہت اہمیت ہے۔ اس میثاق مدینہ کی دستوری دفعات کے بہت جلد نتائج وثمرات سامنے آنے لگے۔ مدینہ سے ینبع تک کے تمام قبائل اس نئی ریاست کے شہری بن گئے اور ایک جدید ریاستی نظام سے مربوط ہو گئے اور امورِ خارجہ کے لحاظ سے اس دستاویز نے مستقبل کی اسلامی ریاست کے روشن خدوخال کو واضح کر دیا۔ اس معاہدے میں خصوصیت سے یہ شق لائق توجہ ہے کہ اگر کوئی مدینہ پر چڑھائی کرے تو سب مل کر دفاع کریں گے۔ البتہ جارحانہ پیش قدمی میں غیر جانبداری برتی جائے گی۔ اہل مکہ کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ ان کے تجارتی قافلوں کو جو مدینہ کے قریب سے گزر کر عراق، شام، مصر کو جاتے ہیں انھیں حفاظت کی یقین دہانی کرائی جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام اور استحکام کے ساتھ ساتھ اس کو بہت سے خطرات اور مشکلات سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ مشرکین مکہ اپنے ارادوں اور کوششوں میں ہزیمت کے باعث اس نوخیز اسلامی ریاست کو مٹانے کے درپے تھے۔ نواح مدینہ میں بھی ایسے افراد اور قبائل موجود تھے جو اس اسلامی ریاست کے استحکام کو ٹھنڈے پیٹ برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ امور خارجہ کی سطح پر حضور ﷺ نے فیصلہ کیا کہ مکہ کے مشرکین اور خیبر کے یہود کی سازشوں کا بیک وقت استیصال کر دیا جائے۔ صورت حالات یوں تھی کہ اگر مسلمان مکہ کی طرف رخ کرتے ہیں تو خیبر و غطفان کے حملوں کا خدشہ ہے اور خیبر کی سازشوں کو نمٹانے نکلیں تو اہل مکہ کی چڑھائی کا اندیشہ ہے۔ یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ خیبر مدینہ سے آٹھ منزل اور مکہ مدینہ سے بارہ منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ بدر، احد، احزاب، بنو قریظہ اور بنی المصطلق کے غزوات اور متعدد سرایا اور جنگی مہمات کے بعد ٦ ھ میں آپ ﷺ نے خارجی سیاست کے لحاظ سے ایک عظیم اور دُور رَس حکمت پر مبنی فیصلہ کیا۔

اس دور میں اہل مکہ شدید ذہنی اور اعصابی دباؤ میں تھے۔ ان کی زندگی کی تمام تر معاشی ضرورتیں اس سامان تجارت کے ساتھ متعلق تھیں جو بیرونی ممالک سے قافلوں کی صورت میں درآمد کیا جاتا تھا اور ان تجارتی قافلوں کی تمام تر شاہراہیں مدینہ کے قریب سے گزرتی تھیں۔ اہل مکہ اپنے معاشی مفادات کے لیے صلح پر آمادہ تھے اور کسی بہتر موقع اور اچھی شرائط کے منتظر تھے۔ اہل مکہ کی اس رسد کا ایک مرکز یمامہ بھی تھا جس پر مسلمانوں کے دعوتی اور سیاسی اثرات بڑھتے چلے جارہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس زمانے میں اہل مکہ کے غربا اور مساکین کے لیے پانچ سو اشرفیاں بھجوائیں، ادھر اہل مکہ کے سردار ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے جو ان دنوں حبشہ میں مقیم تھیں غائبانہ عقد اختیار کیا۔ ایک موقع پر ابوسفیان کو مختلف ہدایا اور تحائف بھجوا کر تبادلے میں جانوروں کی کھالیں طلب کیں۔ حالت جنگ کے تمام تر امکانات کے باوجود ان اقدامات کی اہمیت کا احساس کیا جاسکتا ہے۔

٦ ھ میں عالمی سطح پر بہت سی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں جو خارجہ امور میں ایک موزوں حکمت عملی اختیار کرنے میں معاون اور سازگار ثابت ہوسکتی تھیں۔ نینوا کے مقام پر رومیوں نے ایرانیوں کو ایک فیصلہ کن شکست سے دوچار کیا جس سے ایرانی مقبوضات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن، بحرین اور عمان نسبتاً محفوظ ہو گئے۔ یمامہ پر پہلے سے مسلمانوں کا قبضہ تھا جو اس تبدیلی سے اور بھی محفوظ تر ہو گیا۔

ان حالات میں ذی قعدہ میں آپ ﷺ نے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حج وعمرہ کا ارادہ کیا اور دشمن کی اطلاع سے پہلے مکہ سے بارہ میل دور حدیبیہ میں خیمے لگا دیے۔ مکہ والوں کو اطلاع مل چکی تھی۔ سفارتی سرگرمیاں زور پکڑ گئیں۔ حضور ﷺ نے اپنے داماد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نظر بند ہو گئے اور خدشہ پیدا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہیں شہید نہ کر دیے جائیں۔ قریش نے سہیل بن عمر کو سفارت کے لیے بھجوایا، جہاں تھوڑی سی ردّ وقدح کے بعد وہ صلح نامہ تیار ہوا جس نے امور خارجہ کی سطح پر حضور ﷺ کی مہارت اور دور اندیشی کی دھاک بٹھادی۔ اس صلح نامے میں بظاہر مسلمانوں نے وہ شرائط تسلیم کیں جن پر عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کو بھی اضطراب محسوس ہوا۔ اس معاہدے کے کاتب علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب تھے۔ مشرکین مکہ نے اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ باسمك اللّٰھم اور محمد رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ کی تبدیلیاں کرائیں۔ اس پر دونوں طرف سے گواہوں کے دستخط ہوئے۔ قرآن مجید نے اس معاہدے کو ''فتح مبین'' اور ''نصر عزیز'' کے القاب سے نوازا۔ یوں اس دس سالہ معاہدے کی دفعات کے ذریعے مدینہ کی اسلامی ریاست کو اہل مکہ کی ریشہ دوانیوں سے نجات مل گئی اور اسلامی ریاست یہود اور علاقائی طاقتوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لائق ہو گئی۔

امور خارجہ کے سلسلے میں آپ ﷺ نے جو تدابیر اختیار کیں ان میں دشمن کی سازشوں سے باخبر رہنے کے لیے جاسوسی کے نظام کو بھی مرتب کیا۔ دشمن کی تدابیر کا تدارک کرنے اور انھیں مصالحت پر مجبور کرنے کی حکمت عملی کو اختیار کیا۔ اور اگر ناگزیر ہو جائے تو دفاعی سطح پر اپنی جنگی تدابیر کو مرکوز کرنے کی کوشش کی۔ تاریخ عالم جنگ وجدل کے واقعات سے بھری ہوئی ہے مگر غزوۂ بدر سے فتح مکہ تک ہر جگہ ہمیں صلح وامن اور اسلام کی سلامتی بخش عالمگیر اقدار دکھائی دیتی ہیں۔ اٹھاون (۵۸) کے قریب غزوات ودرسرایا میں ہر جگہ لشکر کشی اور جوع الارض اور محض مال غنیمت کو سمیٹنے کی بجائے دعوت اسلام، امن عالم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اخوت کی جہانگیری قائم کرنے کی تعلیم ملتی ہے۔

خارجہ سیاست کے امور میں ہمیں ان سفیروں کی سرگرمیوں کا بھی علم ہوتا ہے جنھیں آپ ﷺ نے وقتاً فوقتاً مختلف بادشاہوں، سلاطین، امراء اور سرداروں کی طرف بھجوایا۔ عہد نبوی ﷺ میں ان بیالیس سفیروں کی خدمات کا پتہ چلتا ہے۔ یہ سب سفیر اُن ممالک اور علاقوں کی زبانیں جانتے تھے اور فن سفارت کے یہ آداب ورسوم سے بخوبی آگاہ تھے۔ جنگ ہو یا صلح وامن ہر موقع پر آپ ﷺ نے سفیروں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سلسلے میں تحائف اور ہدایا بھی بھجوائے۔ یوں حضور ﷺ کی سیاست خارجہ بین الاقوامی آداب ورسوم کی تہذیب میں نمایاں دکھائی دیتی ہے۔

امور خارجہ کی رہبری میں حضور ﷺ نے ایک اور مفید اور مثبت قدم یہ اٹھایا کہ مختلف بادشاہوں اور امراء کے نام اسلامی دعوت کے خطوط لکھے۔ نجاشی شاہِ حبشہ سے تو خطوط کا تبادلہ بھی ہوا۔ تاریخ وحدیث کی کتابوں میں ان مکاتیب اور رسالات کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سلاطین اور امراء کو خطوط لکھنے پر مامور تھے۔ حضور ﷺ انھیں خط کا مضمون اور موضوع بتا دیتے۔ یہ متن تیار کرنے کے بعد آپ ﷺ کو سناتے تو آپ ﷺ تصدیق اور توثیق کے لیے اس پر اپنی مہر ثبت کر دیتے جو چاندی کی بنی ہوئی ایک انگشتری تھی جس پر سب سے اوپر اللہ اس کے نیچے رسول اور سب کے نیچے محمد کے الفاظ کندہ تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کاتب وحی ہیں وہ بھی خطوط لکھتے تھے۔ ان کی زباندانی کا یہ عالم تھا کہ سترہ دنوں میں عبرانی جیسی مشکل اور متروک زبان کو سیکھ لیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے جس قدر سفارتیں روانہ کی ہیں، آپ ﷺ کے یہ سب سفیر اُن ممالک اور خطوں کی زبانوں پر عبور اور دسترس رکھتے تھے۔ وہ سفیر جو اس عہد کے بڑے بڑے حکمرانوں کے نام خط لے کر پہنچے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہرقل روم کے نام، عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کسریٰ کے نام، عمرو رضی اللہ عنہ بن امیہ حبشہ کے نجاشی کے نام، حاطب بن ابی بلتعہ مصر کے مقوقس کے نام علاء رضی اللہ عنہ بن حضرمی بحرین کے منذر بن ساوی کے نام مہاجر رضی اللہ عنہ بن ابی امیہ والی یمن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حارث کے نام، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماں روائے عمان کے نام، سلیط رضی اللہ عنہ بن عمر عامری یمامہ کے حکمران کے نام، شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب والی غسان کے نام۔

حضور ﷺ کے سفیروں نے غیر مسلم درباروں میں جا کران تمام آداب کا لحاظ رکھا جو آپ ﷺ نے انھیں سکھائے تھے۔ مدینہ منورہ میں جو غیر ملکی وفود یا سفیر حاضر ہوتے آپ ﷺ ان سے بہت عزت واحترام کے ساتھ پیش آتے۔ آپ ﷺ اس درجہ رواداری کو اختیار کرتے کہ ان کی نازیبا حرکات کو بھی برداشت فرما لیتے۔ آپ ﷺ نے تو مسیلمہ جیسے کذاب کے سفیروں سے بھی برا سلوک نہیں کیا حالانکہ اس کے سفیروں نے بدتمیزی بھی کی مگر آپ ﷺ نے صرف اس قدر کہا ''خدا کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سفیروں کا قتل جائز نہیں تو میں ضرور تمھاری گردنیں اڑوا دیتا۔

نجران کے وفد کو مسجد نبوی (ﷺ) میں اپنے طریقے پر عبادت کی اجازت دی، قبیلۂ بنو ثقیف کے وفد کے اعزاز میں مسجد نبوی (ﷺ) کے صحن میں خیمے لگوائے۔ اگر واپسی پر کسی سفیر کے پاس زادِ سفر نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی خدمت میں اسے پیش کیا جاتا۔ ان سفیروں کو واپسی پر تحائف اور ہدایا بھی پیش کیے جاتے۔

رسول اکرم ﷺ کی اس کامیاب خارجہ سیاست کے نتیجے میں اسلام کا طرز حکومت عدل گستری اور امن جوئی کا پیغام بن گیا۔ غیر مسلموں کے حقوق کو بھی متعین کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کی کوششوں سے آپ ﷺ کے عہد میں اسلام تمام عالم میں متعارف ہوا اور آپ ﷺ کے خلفا کے ہاتھوں اس کا سیع تر رقبہ اسلامی ریاست کا حصہ بن گیا۔ یوں قانون بین الممالک یا خارجہ حکمت عملی بھی حضور ﷺ کی سیرت کا ایک پرتو ہے اور یہ ایک ایسا علم ہے جسے بعد میں مسلم مفکرین اور محدثین نے باقاعدہ مرتب کیا ہے۔ اس پر بہت سی کتابیں اور رسائل تالیف کیے گئے ہیں۔ آج بھی عالمی تہذیبیں اور حکومتیں اس خارجہ پالیسی پر جسے حضور ﷺ نے پیش کیا ہے عمل درآمد کر کے امن عالم کو یقینی اور اخوت کو مستحکم بنا سکتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت رسول ﷺ مشعلِ راہ

نظم وضبط میں پیروی رسول ﷺ کے ثمرات

دین وشریعت کی تعلیمات پر غور وخوض کیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ یہ ان چند واضح احکام غیر مبہم ہدایات کا نام ہے جن پر عمل کرنے سے ایک بندۂ مومن میں وہ سیرت پیدا ہوتی ہے جسے ہم شرعی اصطلاح میں تقویٰ وطہارت کہتے ہیں۔ ایک طرف تو یہ پوری کائنات ایک ہمہ گیر ضابطے میں منسلک ہے جس میں بہت کم انحراف یا تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ زمین میں قدرت نے اگانے اور پیدا کرنے کی صلاحیت رکھی ہے وہ ایک ضابطے کی پابند ہے سمندروں، دریاؤں، ندیوں اور آبشاروں کا اپنا ضابطہ ہے۔

صحرا ہو یا گلستان، چاند ہو یا سورج، ہوا ہو یا بادل، معدنیات ہوں یا نباتات سب ایک ضابطے کے پابند ہیں اور یہ ضابطہ انھیں ازل سے قدرت نے تفویض کیا ہے۔ یہ کائنات جس قدر فوائد اور ثمرات انسانوں کے لیے پیش کر رہی ہے اس کی پشت پر وہ ایک ضابطے کی قوت ہے جس کے بغیر کوئی انسان اس کائنات کے عناصر اور لوازم سے کسی نوعیت کی منفعت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ ضابطہ دینے والی کوئی ایک ذات ہونی چاہیے۔ اگر اس سیر آفاقی سے اس قدرت کی پہچان اور اس ذات کا عرفان حاصل ہو جائے جو اس کائنات کی حقیقی خالق اور فاعل ہے تو یہ توحید کا راستہ ہے جسے دکھانے کے لیے حق تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے۔ ان میں سے چند ایک کو کتابیں اور صحائف دیے گئے جب کہ باقی انبیا اسی تعلیم اخلاق وحکمت انسانیت کے سامنے پیش کرتے رہے۔ انبیائے کرام کے اسی مقدس سلسلے کے آخری ہادی اور رہنما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے تاجدار نبوت حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ذرا تاریخ کے جھروکے سے انسانی معاشروں کی تصویریں دیکھنے کی کوشش کیجیے کہ جن معاشروں یا گروہوں نے آسمانی ہدایت اور ضابطوں کو تسلیم کرنے یا اختیار کرنے سے انکار کیا ان ضابطوں کے خالق نے ان کا نام ہی صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ قرآن مجید نے ان ضابطہ شکن قوموں کا نام لے لے کر ان کی ہلاکت اور تباہی کی عبرت ناک داستان کو بیان کیا ہے۔ عاد و ثمود کے قصے ایسے ہی لوگوں کے ہیں جنھوں نے آسمانی ضابطوں کو توڑ کر یا فراموش کر کے زندگی گزارنے کی کوشش کی ہے۔

جس طرح کائنات کے مختلف عناصر ضابطۂ الٰہی کی پابندی سے ہمارے لیے فوائد و ثمرات فراہم کرتے ہیں۔ انسان بھی اگر اپنی زندگی کو ضوابطِ شریعت کے تابع کر لیں تو انھیں دین و دنیا کے تمام ثمرات حاصل ہو سکتے ہیں۔ علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے اپنے مجموعۂ "کلام ضرب کلیم" میں ایک مختصر نظم "احکام الٰہی" کے عنوان سے لکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

احکام الٰہی کی پابندی کا دوسرا نام نظم و ضبط ہے مگر اس نظم و ضبط کا جو معیار دیا گیا ہے وہ پیروئ رسول ﷺ یا اتباع سنت کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ قرآن مجید کے متعدد مقامات پر دینی نظم و ضبط کو اختیار کرنے کے لیے پیروی رسول ﷺ کی طرف توجہ اور تاکید دلائی گئی ہے۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴾

"لوگوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اس کے رسول کی پیروی کریں، اگر ان کی فرمانبرداری سے پھر جاؤ گے تو کافر ہو جاؤ گے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔"

سورۃ الحشر میں پیروئ رسول ﷺ کے بارے میں یوں توجہ دلائی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا﴾

(الحشر:۵۹:۷)

’’ہمارے رسول ﷺ جو حکم تمھیں دیں اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز۔رہو سورۃ نور میں پیروی رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو یہ وعید سنائی گئی ہے:‘‘

﴿فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (النور:۶۴)

’’جو لوگ اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ کوئی دردناک مصیبت یا عذاب ان کو نہ پہنچ جائے‘‘

مومنانہ زندگی ایک شرعی نظم وضبط کا تقاضا کرتی ہے، ایمانی زندگی کی تکمیل کے لیے حضور ﷺ کے لائے ہوئے اور فرمائے ہوئے ضابطوں کی پابندی بہت ضروری ہے۔ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئتُ بہ))

’’تم میں کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائیں۔‘‘

کتاب وسنت میں اتباع رسول ﷺ کی ضرورت واہمیت پر بہت واضح اور حتمی تعلیم دی گئی ہے۔دین ودنیا کے تمام معاملات میں اسوۂ حسنہ کے دیے ہوئے نظم وضبط کے مطابق عمل کرنا ایک مسلم اور مومن کی بنیادی ضرورت ہے۔باہمی تنازعات اور اختلافات میں اسوۂ رسول ﷺ کو پیش نظر رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی علم ہوتا ہے کہ ان سب حضرات نے اتباع رسول ﷺ کی پیروی میں ہر نوعیت کے نظم وضبط کو اپنا شعار بنالیا۔جس کے باعث قرآن مجید میں انھیں کہیں اولئك ھم الرشدون۔ کہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں کہیں اولئك ھم المفلحون کہ یہ لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔نظم وضبط کی پیروی میں یہ وہ ثمرات وانعامات ہیں جن کا قرآن مجید میں ذکر ہوا ہے۔سورۃ فتح میں ان ثمرات کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾

''محمد اللہ کے رسول ہیں اوران کے ساتھ جولوگ ہیں وہ اس ہیں کہ کافروں پرسخت ہیں اورکس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحیم ہیں۔(اے رسول ﷺ) آپ دیکھتے ہیں کہ وہ اس کے سامنے کبھی رکوع میں ہوتے ہیں اور کبھی سجدہ میں۔وہ اللہ کے فضل اوراس کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں۔''

اتباع رسول سراسر نظم وضبط کا تقاضا کرنا ہے۔ایمانیات کے درجے میں اتباع رسول کے تقاضے یہ ہیں کہ توحید خالق کواپنایا جائے رسالت کے تقاضوں کو پورا کیا جائے اورآخرت کی شریعت پریقین پیدا کیا جائے۔عبادات میں اتباع رسول کے بغیر کسی عبادت کی قبولیت ہی ممکن نہیں۔معاملات میں بھی ہمیں پیروی رسول کا درس دیا گیا ہے۔ اخلاقیات مین اورروحانیات میں بھی پیروی رسول ہی ایک ایسا ضابطہ جس کے بغیر یہ منزل اوراس کی طرف جانے والا راستہ سرنہیں آسکتا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیروی رسول میں نظم وضبط کی روشن اوردرخشاں مثالیں قائم کی ہیں۔چودہ سوسال اورجس عہد میں ہم سانس لے رہے ہیں اس میں سائنس اورٹیکنالوجی نے معاشرے کی ہشت اورعادات کو متاثر کیا ہے مگران علمی اور سائنسی ترقیات کے باوجودہمیں کلام الٰہی اوراتباع سنت ہی کی ضرورت ہے۔ بقول اقبال

وہ قوم جو فیضان سماوی سے ہو محروم
حداس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ہمارے عہد میں جس قدر بے اطمینانی اوربے سکون پیدا ہوچکی ہے انسانی اقداروروایات عالمی سطح پرجس قدر پامال ہورہی ہیں۔عالمی استعماری قوتیں استحصال کی جس روش کواپنائے ہوئے ہیں۔ان سے نجات کاراستہ صرف اورصرف پیروی رسول میں شریعت کے نظم وضبط کواختیار کرنے میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی رحمت ﷺ
داعی الی اللہ

یہ کائنات عرش وفرش اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور صنعت کا سب سے بڑا نمونہ ہے۔ یہ ازل سے حق تعالیٰ کی ہدایت کے دوران سرگرم عمل ہے اور انسانیت کے لیے ان کی ضروریات اور منافع جات کو پیدا کر رہی ہے۔ اس کائنات میں ہر چیز اور مخلوق اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے پیدا ہوئی مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک ہاتھوں کی قدرت سے پیدا کیا اور اسے مسجود ملائک ٹھہرایا۔ اس کائنات میں اس کا وجود نیابتِ الٰہیہ کے تقاضوں اور مطالبات کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ انسان کی ہدایت کے لیے حق تعالیٰ نے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے جنھوں نے اپنے اپنے زمانے میں انسانوں کو رب ذوالجلال کی پرستش کی دعوت دی اور انھیں مخلوق پرستی کی ہر شکل سے کاٹ کر خالق اکبر کی عبادت و پرستش کی دعوت دی۔ مظاہر دنیا اور مخلوق کی اطاعت سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے ساتھ اپنی عقیدت واطاعت قائم کرنے کو دعوت الی اللہ کہا جاتا ہے اور اس کارِ خیر کی انجام دہی کرنے والوں کو داعی الی اللہ یا داعی الی الحق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت محمد ﷺ کی تمام تر زندگی داعی الی اللہ کے بطور اپنے نبوی فرائض کی انجام دہی میں گزری ہے اور آپ ﷺ کی انھی مساعی کو قرآن مجید میں اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے دعوت دین کے اس کام میں جس انہماک اور استغراق کا اظہار کیا اس کی تفصیلات سے سیرت نبوی کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ نبوت ورسالت کے منصب جلیلہ پر فائز ہونے سے قبل بھی آپ ﷺ غار حرا میں خلوت گزیں ہو کر اپنے معبود حقیقی کی عبادت اور ذکر فرماتے رہے مگر اسی غار حرا میں جب آپ ﷺ کو وحی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے نبوت ورسالت کے منصب پر متعین کیا گیا تو پھر آپ ﷺ نے توحید کی دعوت کو پھیلانے اور عام کرنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو وقف کر دیا۔ بعثت نبوی ﷺ کے ابتدائی تین سال میں دعوت کا یہ عمل علانیہ کی بجائے خفیہ تھا تاکہ دین کی اس ابتدائی حرکت میں مشرکین مکہ کا تعصب رکاوٹ نہ بن سکے۔ یہی باعث ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے دعوت الی اللہ کا یہ کام ابتدا میں صرف اپنے قریبی اعزا اور معتمد افراد کے سامنے پیش کیا۔ اس دعوت کے پہلے دن جن سعید روحوں کو قبولیت کی سعادت نصیب ہوئی ان میں آپ ﷺ کی رفیقۂ حیات خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد، آپ ﷺ کے دیرینہ دوست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ کے نوعمر چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام جو حضور ﷺ کو سپرد کر دیے گئے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ یوں دعوت حق کے اس کارواں میں ان چار شخصیات کو قبولیت حق کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے بعد اس دعوت کی خوشبو پھیلتی چلی گئی۔ دعوت کے ان ابتدائی ایام میں اگرچہ رجوع الی اللہ کی تحریک بہت حد تک خفیہ تھی مگر آپ ﷺ کے طریق دعوت کے اسالیب سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بھی اسے احتیاط کے ساتھ پھیلانا شروع کر دیا تھا۔ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت سے متاثر ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ مسلمان ہوئے اور ان سب کا شمار بھی کاروانِ اسلام کے اوّلین حضرات میں ہوا۔

اس خفیہ دعوت کے بعد سورۂ شعراء میں آپ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا:

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء۲۶:۲۱۴)

آپ ﷺ اپنے قریب ترین قرابت داروں کو (اللہ کے عذاب) سے ڈرایے۔

اور پھر اسی سورہ کی آیات میں سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو دعوت کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس میں ان آزمائشوں کا تذکرہ بھی کیا گیا جو اس دعوت حق کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوںؑ کو اٹھانا پڑیں۔ اس کے ساتھ ہی اس دعوت کو جھٹلانے والی قوموں کا تذکرہ ہے جن میں آلِ فرعون کے علاوہ قوم نوح، عاد، ثمود، قوم ابراہیم، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے انجام کا تذکرہ ہے۔ سورۂ شعراء کی ان آیات کے بعد حضور اکرم ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے قرابت داروں کو جمع کیا جس میں بنی ہاشم کے پینتالیس افراد نے شرکت کی۔ آپ ﷺ نے ان سب کے سامنے اللہ کی وحدانیت اور دعوت اسلام کو پیش کیا۔ اس پر ابولہب نے کہا کہ ہم سارے قریش کی مخالفت کا سامنا نہیں کر سکتے، آپ ﷺ اس پر خاموش رہے مگر دوبارہ ایک مجلس میں ان کو جمع کیا اور یوں خطاب فرمایا: ''ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں اور اس کی مدد چاہتا ہوں، اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اس پر بھروسا کرتا ہوں اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ رہنما اپنے قبیلے کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمھاری طرف اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ اللہ کی قسم تم لوگ اسی طرح موت کا سامنا کرو گے جیسے سو جاتے ہو اور اسی طرح اٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جاگتے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لیے جنت ہے یا ہمیشہ کے لیے جہنم ہے۔'' اس پر آپ ﷺ کے حقیقی چچا ابوطالب نے آپ ﷺ کو حمایت کا یقین دلایا۔

اس کے بعد آپ ﷺ اس دعوت کو ایک روز کوہ صفا پر پیش کیا جہاں آپ ﷺ کی پکار پر قریش کے قبائل آپ ﷺ کے گرد جمع ہوئے جہاں آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر اسلام کی بنیادی دعوت کو پیش کیا۔ اب آپ ﷺ کو ربانی وحی سے یہ حکم دیا گیا:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (الحجر۱۵:۹۴)

''آپ ﷺ کو جو حکم ملا ہے اسے کھول کر بیان کیجیے اور مشرکین سے اپنا رخ پھیر لیجیے۔''

اب اسلام کی دعوت عام کا آغاز ہوتا ہے جس پر مخالفت کے پہاڑ کھڑے کر دیے گئے۔ آزمائشوں اور سزاؤں کا ایک سیلاب امڈ آیا۔ آپ ﷺ کو دکھ پہنچانے اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو تنگ کرنے کا کوئی ایک حربہ ایسا نہیں تھا جو آپ ﷺ پر آزمایا نہ گیا ہو مگر دعوت مرحلہ وار آگے سے آگے بڑھتی رہی۔ مکی زندگی میں دعوت کے تیرہ سالوں میں اولین تین سال خاموش دعوت کے تھے مگر چوتھے سال سے دسویں سال تک آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عام دعوت پیش کی اور پھر بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد اللہ کے حکم سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے جہاں اس دعوت کو غلبے کا ماحول میسر آیا اور چار مربع کلومیٹر کی اسلامی ریاست دس سال بعد تیرہ لاکھ مربع میل تک پھیل گئی۔ یہ اس داعی الی اللہ کی دعوت کا اعجاز تھا کہ عرب کے بادیہ نشیں قیصر و کسریٰ کے تخت گرا کر حاکیت الٰہیہ کے قیام کے سفیر بن گئے۔ یہ سارا کرشمہ اس دعوت توحید کا تھا جس سے بہتر انسانیت کے پاس کوئی دوسرا سرمایہ نہیں ہے۔

آج بھی انسانیت کے پاس اپنے ہر نوع کے دکھوں اور تکالیف کا مداوا کرنے کی ضمانت صرف یہی ایک دعوت ہے۔ اسی دعوت کے باعث یہ اُمت قیامت تک عزت و توقیر کے منصب پر سرفراز رہے گی اور اگر اس کارِ خیر سے تغافل اختیار کیا جائے تو اس سے ملت اسلامیہ کی توقیر میں کمی ہوگی۔ حق بات تو یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کے پاس یہ دعوت سرمایۂ عزت و افتخار ہے ہمیں اس دعوت کا ساتھ دینے، اس کو عام کرنے اور اس کو دنیا میں غالب کرنے کا فریضہ سونپا گیا ہے۔

اس خطبے یعنی ''نبی رحمت ﷺ ...... داعی الی اللہ'' کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

بعثت نبوی ﷺ کے ابتدائی تین سال خفیہ دعوت، اس میں اہل مکہ کے کوئی ہیجان خیز بات سامنے نہ آئی، انتہائی قریبی عزیزوں میں دعوت، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، علی ابن ابی طالب، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے تبلیغی مشن میں شامل ہوئے، حضرت عثمان، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن رضی اللہ عنہم، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔ خفیہ طریقہ پر دعوت کا کام جاری تھا۔

صبح شام نماز کی فرضیت، تین سال بعد آپ ﷺ کو کھلم کھلا دعوت دینے کا حکم دیا گیا،

﴿وانذر عشیرتک الاقربین﴾ (الشعراء:۲۶:۲۱۴)

''آپ ﷺ اپنے قرابت داروں کو (اللہ کے عذاب) سے ڈرایئے۔''

اس سورہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو دعوت کا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے تا کہ کھلی دعوت کا ایک نمونہ آپ ﷺ کے سامنے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمتِ عالم ﷺ کی حیات طیبہ
یوم میثاق

سلسلۂ نبوت ورسالت کے آخری چراغ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ جہاں انسانیت کے لیے جادۂ حق کے داعی عظیم بن کر مبعوث ہوئے وہاں آپ ﷺ اسلامی ریاست کے فرماں روا، اس کی عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کے آئینی سربراہ بھی تھے۔ تاریخ وسیاسیات کے تناظر میں دیکھا جائے تو آپ ﷺ جہاں ایک صالح اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں کامیاب ہوئے اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے ایک منضبط دستوری ریاست بھی قائم کی جس کی تفصیلات وقائع سیرت کی مستند کتابوں میں عمومی اور خصوصی اعتبار سے پیش کی گئی ہیں۔

اسلام کی دعوت وتبلیغ کو مکہ کی سنگلاخ سرزمین میں تیرہ سال گزر چکے تھے لیکن مٹھی بھر جانثاروں کے علاوہ زیادہ تر شہری ابھی تک دولت ایمان سے محروم تھے۔ تیرہ سال کی شبانہ روز محنتوں، ریاضتوں اور دعاؤں کے نتیجے میں اہل ایمان کا جو قافلۂ سخت جاں تیار ہوا وہ ہر قسم کی مخالفت برداشت کرنے اور قربانیاں پیش کرنے کے لیے تیار تھا۔ قریش مکہ نے اس قافلۂ حق کو ابتدا میں حیرت کے ساتھ دیکھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی حیرت نفرت میں بدل گئی اور یہی نفرت بعد ازاں ایک مستقل خصومت اور دشمنی کا روپ دھار گئی۔ اب تو اہل حق کو مکہ کی سرزمین میں اپنی جان کی حفاظت کے لیے بھی بہت سے خدشات لاحق تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی اجازت سے اہل حق کا گروہ وقفے وقفے سے ہجرت اختیار کر رہا تھا۔ بالآخر حکم الٰہی کے تحت اس قافلۂ سخت جاں کے سالار کارواں ﷺ کو بھی مکہ کی سرزمین چھوڑ کر یثرب کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔ بیعتِ عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبۂ ثانیہ نے اہل یثرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک موثر گروہ کی حمایت آپ ﷺ کو فراہم کردی۔ یہ حضرات دولت ایمان سے فیض یاب ہوئے اور آپ ﷺ کے انصار بھی کہلائے۔

یثرب کی بستی مدینۃ النبی ﷺ قرار دے دی گئی۔ یہاں پر آپ ﷺ نے انصار ومہاجرین کے درمیان ایک مثالی اور تاریخی مواخات قائم کی۔ یہ امر پیش نظر رہے کہ مدینہ میں اس وقت اوس وخزرج کے بہت سے قبائل آباد تھے جن کے درمیان باہمی آویزش اور خانہ جنگی سالہاسال سے جاری وساری تھی۔ اسی طرح سے یہود کے قبائل بنونضیر، بنوقریظہ اور بنوقینقاع اور چند دوسرے قبیلے مدینہ کے اردگرد آباد تھے جنھیں یہاں کی آبادی میں اپنی مالی حالت، مذہبی تفاخر اور سماجی حیثیت سے ایک ممتاز طبقہ شمار کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ کی آمد سے قبل یہ یہود اپنی سرداری کے خواب دیکھ رہے تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی تاجپوشی کی تیاریاں پورے زوروشور کے ساتھ جاری تھیں کہ آپ ﷺ کی آمد آمد سے ان کے یہ سارے سیاسی خواب اور سماجی وقار پیوند زمین ہوگئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں جو اسلامی ریاست قائم کی اہل تحقیق کے مطابق اس کا ابتدائی رقبہ چار مربع میل سے زائد نہ تھا۔ مدینہ اور اس کے آس پاس کے قبائل کی آبادی دس ہزار افراد سے زیادہ نہ تھی جن میں سے نصف آبادی صرف یہود کے مختلف قبائل پر مشتمل تھی۔ یہود کے علاوہ نصاریٰ اور غیر مسلم بھی ایک خاص تعداد میں وہاں موجود تھے۔ اس زمانے میں اس اولین اسلامی ریاست کے فرماں روا حضور نبی کریم ﷺ نے انتظامی امور کے لیے اس کی مردم شماری بھی کرائی۔ سترہ رمضان ۲ھ کو حق وباطل کا پہلا معرکہ غزوۂ بدر کی صورت میں وقوع پذیر ہوا، اس میں بالغ مردوں کی تعداد تین سو تیرہ کے قریب تھی جس سے اس اسلامی ریاست میں رقبے کے ساتھ ساتھ ان کی آبادی کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے لیکن غزوۂ بدر کے آٹھ سال بعد اسلامی ریاست ۱۲ لاکھ مربع میل سے زائد رقبے پر موجود تھی اور اس کی آبادی لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔ حجۃ الوداع کے خطبۂ عظیم میں شامل ہونے والوں کی تعداد سوا اور ڈیڑھ لاکھ کے درمیان تھی۔

پہلی ہجری کے اوائل ہی میں یہ بات محسوس کرلی گئی کہ اب اس نوزائیدہ ریاست میں حکمران اور رعایا کے حقوق وفرائض کو متعین ہوجانا چاہیے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ مقصد کے لیے ان کے والد کے مکان پر سارے مسلم اور غیر مسلم قبائل کے نمائندوں کا ایک اجتماع منعقد ہوا جس میں اس ریاست کے داخلی مسائل اور خارجی امور بالخصوص دفاع کے نقطۂ نظر سے ایک دستاویز تیار کی گئی جو اپنی نوعیت ہیئت کے اعتبار سے کسی بھی ریاست یا مملکت کے لیے ایک مدون تحریری دستور کی دنیا میں اولین مثال ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ یہ دستاویز آج بھی مکمل طور پر ابن اسحاق اور ابوعبیدہ وغیرہ نے اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ محفوظ کی ہے۔ دنیا کے اس سب سے پہلے تحریری دستور کو ہم ''میثاق مدینہ'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ اسی میثاق کا اثر تھا کہ حضور ﷺ جو مسلمانوں کے لیے اس کائنات کی سب سے عظیم شخصیت اور ان کے آقا اور سردار تو تھے ہی اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں نے بھی ان کی سیاسی آقائیت اور سرداری کو تسلیم کر لیا۔ یوں اسلامی ریاست میں اس کے حکمران کی یہ پہلی سیاسی فتح تھی جس کی تفصیلات اس دستور مدینہ کی مختلف دفعات میں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ میثاق تاریخ انسانیت میں ایک ایسے معاہدۂ عمرانی پر استوار ہوا جس کی دفعات رواداری، باہمی احترام، مذہبی آزادی اور غیر مسلم آبادی کے ساتھ حسن سلوک جیسی سیاسی، مذہبی اور معاشرتی اقدار پر مشتمل ہیں۔

تاریخ وسیاسیات کے طالب علم جانتے ہیں کہ دنیا کے مختلف حصوں میں اور مختلف زمانوں میں صرف متمدن قومیں ہی نہیں وحشی قبائل بھی حکمرانی اور عدل وانصاف کے لیے کوئی نہ کوئی قواعد وضوابط کا نقشہ ضرور تیار کرتے ہیں۔ ایسے قواعد جب کبھی بھی تیار کیے گئے تو انھیں ''کتاب'' کا نام دیا گیا۔ دنیا کی مختلف مذہبی دستاویزات اور صحیفے بھی ''کتاب'' کے عنوان سے موسوم کیے گئے۔ یہ کوئی Scripture ہو یا مقدس بائبل کنفیوشس کی کتاب ''شوکنگ''، چنگیز خان کے قواعد ''یاسہ'' یا مسلمانوں کی کتاب ''قرآن مجید'' ہو سب اصطلاحاً کتابیں ہی کہلاتی ہیں، گویا ایسی تحریریں اور دستاویزات جن میں حقوق وفرائض اور قواعد وضوابط کا ذکر ہو شریعت میں اسے کتاب ہی کہتے ہیں۔ میثاق مدینہ سے پہلے مختلف قانونی ضوابط کے مجموعے ملتے ہیں جن میں ''منوسمرتی''، ''کوتلیہ'' اور ارسطو وغیرہ کی تحریریں معروف ہیں مگر ان میں سے کسی ایک تحریر میں بھی دستور مملکت سے بحث نہیں کی گئی۔ میثاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ کی فوقیت اور فضیلت اسی بات میں ہے کہ اس میں پہلی بار مملکت کی دستوری سفارشات کو اس کے خاص اسلوب کے ساتھ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ اس سیاسی دستاویز کے اس اسلوب نے اس میثاق کو دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہونے کا شرف بخشا ہے۔

میثاق مدینہ کی اس قانونی دستاویز میں کل باون دفعات ہیں۔ بعض حضرات نے ۴۷ دفعات کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس میثاق کی سب سے اچھی ترتیب ''وینسنک'' (Wensinck) نے پیش کی ہے جسے ''منٹگمری واٹ'' جیسے مستشرق نے تھوڑے سے ردوبدل کے ساتھ قبول کرلیا ہے۔ اس کی ابتدا میں ایک دیباچہ بھی ہے جسے ابن اسحٰق نے اپنے قلم سے اضافہ کیا ہے جو اس دستاویز کا حصہ نہیں۔ ابن اسحٰق کے متن میں مہاجرین اور انصار کے درمیان لکھی جانے والی اس دستاویز میں یہود بھی ایک فریق کی مانند شامل ہیں جب کہ نبوی ﷺ دستور کے دیباچے میں صرف مہاجرین اور انصار سے تعلق رکھنے والے دو فریقوں کا تذکرہ ہے اور اس میں ابتداً یہود کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس دستوری دستاویز پر جو دادِ تحقیق دی ہے اس کے مطابق اس میثاق کا ایک حصہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے اس لیے اس میں مہاجرین وانصار کے درمیان حقوق وفرائض کے تعین اور شہری تنظیم میں ان کے معاشرتی کردار کا تعین کیا گیا ہے لیکن اس میثاق کا دوسرا حصہ غزوۂ بدر کے بعد کا ہے جس میں یہود کے ساتھ بالخصوص اور دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ بالعموم ایک دستور العمل کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ غزوۂ بدر کے بعد اسلامی ریاست کی دھاک حجاز کے چاروں جانب موجود اقوام وقبائل میں بیٹھ چکی تھی۔ یہودیوں کے ساتھ سابقہ معاہدے منسوخ ہوچکے تھے اور بنی ضمرہ اور جُہینہ جیسے نئے حلیف معاہدات میں شامل ہوچکے تھے۔ یہودیوں کے قبائل میں باہمی حریفانہ کشمکش نے انھیں مجبور کردیا تھا کہ وہ اپنی مذہبی آزادی اور اندرونی خودمختاری کے لیے مدینہ کی نئی اسلامی ریاست کو قبول کرتے ہوئے اس میثاق کی مابعد کی دفعات کو قبول کرکے اسلامی ریاست میں اپنے لیے وہ آزادیاں حاصل کرلیں جن کی تفصیل میثاق مدینہ کے دوسرے حصے میں پیش کی گئی ہے۔

میثاق مدینہ دو مستقل حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ انصار ومہاجرین اور عربی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبائل سے متعلق ہے جب کہ دوسرا حصہ یہود کے مختلف قبائل کے ساتھ خصوصی دفعات پر مبنی ہے۔اس دستور کی ابتدا میں اسلامی ریاست کی سیاسی وحدت کا اعلان کیا گیا ہے اور انصار و مہاجرین کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ دفاعی معاملات میں مشترکہ کوششیں جاری رکھیں گے۔ان دفعات کی روح وہ سیاسی وحدت ہے جس کی روشنی میں اس مسلم جماعت سے محمد الرسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔اس اسلامی حصے کے آخر میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اقتدار کا سر چشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے لیکن مسلمانوں کی جماعت حضور ﷺ کی اطاعت کرے گی اور اپنے تنازعات میں ان کو آخری فیصل مانے گی۔ایک دفعہ کے مطابق مختلف قبائل کے مسلمان امت واحدہ سمجھے جائیں گے جسے دنیا کی دوسری غیر مسلم اقوام کے مقابلے میں ایک مستقل اور ممتاز حیثیت حاصل ہوگی۔جنگی خدمات کو اس میں ایک لازمی امر ٹھہرایا گیا جس میں سب لوگ برابر کے شریک ہوں گے۔ان جنگی دفعات میں ایک عام شخص کو بھی حق دیا گیا اگر وہ کسی کو اپنی پناہ کا وعدہ دے تو پوری امت اس کا احترام کرے گی۔ان دفعات میں اخوت، مساوات اور آزادیٔ عمل کی فضا پیدا کی گئی۔انسانی جان و مال کے تحفظ اور مذہبی آزادی میں مسلم اور غیر مسلم کے درمیان کوئی تفریق نہیں رکھی گئی۔اسلامی ریاست کے دفاعی معاملات میں تمام فریق یکساں طور پر شریک ہوں گے۔انصاف اور عدل گستری کے معاملات میں آخری عدالت مرافعہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہوگی۔قتل کی صورت حال میں ضمان اور دیت کی ادائیگی کے لیے قدیم نظام کی توثیق کی گئی جس میں کسی ایک شخص کی دیت میں اس کے سارے خاندان اور رشتہ داروں کو شامل رکھا گیا، اسی طرح کسی شخص کے دشمن کے ہاتھوں قید ہو جانے کی شکل میں اس کے فدیہ کی ادائیگی بھی اس کے پورے خاندان اور قبیلے پر عاید ہوگی۔

سماجی اور معاشرتی مسائل میں بھی آپ ﷺ نے یہودیوں اور غیر مسلموں کے معاملات میں براہ راست کوئی مداخلت نہ کی اور قبیلوں کے رواج کو برقرار رکھا۔معاملات کی درستی کے لیے عدالتی اور سماجی سطح پر سارے مہاجرین کو بھی ایک قبیلے کا درجہ دیا گیا۔قاتل یا مجرم کو پناہ یا مدد دینے کی ممانعت کردی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصار کے بعض قبائل کے لوگ یہودیت کو اختیار کر چکے تھے۔ بعض حالات میں والدین اپنے بچوں کو منت مان کر یہودی بنا دیتے تھے۔ اس صورت حال کے بارے میں ایک خاص دفعہ کا اضافہ کیا گیا کہ ان کی حفاظت اور مدد کی جائے اور ان پر کوئی ظلم نہ ہونے دیا جائے۔ یہودیوں کے بارے میں یہ دفعہ رکھی گئی کہ جنگ کی صورت میں ہر حلیف اپنے جنگی اخراجات خود برداشت کرے گا۔ یہود کے دس قبائل کے لیے فرداً فرداً اس دستور میں حقوق کی مساوات قائم کی گئی تاکہ مملکتِ مدینہ کے مختلف امور میں اگر چند یہودی قبائل کوئی بغاوت بھی کریں یا انھیں کسی جرم کی بنا پر مملکت سے نکل جانے کا حکم دیا جائے تو باقی قبیلے متاثر نہ ہوں۔ یہ پیش نظر رہے کہ یہودیوں کو سیاسی اور تمدنی حقوق میں دستوری لحاظ سے برابر کا درجہ دیا گیا ہے۔ البتہ کوئی پناہ گزیں اپنے پناہ دہندہ کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو اپنی پناہ میں نہیں رکھے گا۔ یہودی آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے گروہ یا قبیلے سے ازخود جنگ نہیں کر سکتے تھے۔ اس سے اس دستور میں آپ ﷺ کے سیاسی اقتدار کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

یوں دستور مدینہ کے مطالعہ اور تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ میثاق سیاسیات عالم میں رہنمائی کا ایک ابدی ذریعہ ہے۔ اس میں اسلامی مملکتوں کی وسعت اور ان کے مستقبل کے روشن امکانات کی بھی نوید ملتی ہے۔ اس میں امت مسلمہ کے منصب اور ذمہ داریوں کو واضح کیا گیا ہے اور ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلم باشندوں کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے، ملت اسلامیہ اس دستاویز کی روشنی میں اپنے علاقائی اور بین الاقوامی معاملات اور مسائل کو حل کر سکتی ہے۔ دستور مدینہ کی دفعات حضور ﷺ کے اصول حکمرانی اور آئینی امور پر آپ ﷺ کی ماہرانہ دسترس کی ایک مستند دستاویز ہیں۔ یہ دستور یا میثاق آپ ﷺ کی سیاسی زندگی کی سب سے عظیم اور معتبر دستاویز ہے جو آج بھی کسی ریاست کے مختلف الخیال اور مختلف المذاہب قبائل اور افراد کو ایک تمدنی وحدت اور معاشرتی مساوات میں پرو سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہ حضور رحمتہ للعلمین ﷺ

انبیاء و رسل کی تاریخ میں جو خصائص اور امتیازات حضرت محمد ﷺ سے وابستہ ہیں ان کے تذکرہ سے متعلق سیرت طیبہ پر لکھی جانے والی کتابوں، مضامین میں بہت قیمتی لوازمہ ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے اوصاف و فضائل میں ایک نمایاں ترین صفت اور وصف وہ ہے جسے قرآن مجید میں ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء۲۱: ۱۰۷) سے تعبیر کیا گیا ہے جس میں صاف طور پر آپ ﷺ کی عظیم رسالت کی حدود کو بیان کیا جا رہا ہے۔ ہمیں تاریخ الانبیاء کے مطالعہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے قبل انبیا کسی خاص وقت، کسی خاص قوم یا کسی خاص علاقے کے لیے مبعوث ہوتے تھے مگر آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے حوالے سے جو اپنے خصائص بیان کیے ہیں ان میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے انبیا کسی خاص قوم یا محدود علاقے کے لیے پیدا ہوا کرتے تھے مگر مجھے قیامت تک کے لیے پوری انسانیت کے لیے رسول کے بطور مبعوث کیا گیا ہے۔ اور آپ ﷺ کی اسی صفت کو اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے:

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا ست
رحمتہ للعلمینی انتہا ست

قرآن مجید کے مطالعہ سے جو حقائق منکشف ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ...... ''رب العلمین'' ہیں، جو آخری کتاب آخری رسول پر وحی کی گئی وہ ''ذکر للعلمین'' ہے، اس لیے آپ ﷺ کو بھی رحمتہ للعلمین کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔
رحمت اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک خاص صفت ہے جس کا صدور اور ظہور ازل سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری اور ابد تک ساری رہے گا۔اس کائنات کے مختلف اور متنوع اجزا میں تخالف وتضاد کے ظاہری پہلوؤں کے باوجود باطنی وحدت اور افادیت کے جو پہلو دکھائی دیتے ہیں یہ سب رحمت خداوندی کے مظاہر ہیں۔یہی باعث ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت نے تمام کائنات کو اپنی وسعت میں لے رکھا ہے۔یوں تو اس کائنات میں انعامات الٰہیہ کا کوئی شمار وقطار ممکن نہیں۔زمین وآسمان کی تمام تر وسعتیں اس کے ہمہ گیر انعامات سے بھری ہوئی ہیں مگر اس کے انعامات میں سے ہدایت ایک خاص انعام ہے اور اس ہدایت کی تبلیغ وتلقین کے لیے انبیاء ورسل کی بعثت کو اپنا سب سے بڑا احسان قرار دیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران ۳:۱۶۴)

”بے شک حق تعالیٰ نے اپنے مومنین پر یہ احسان عظیم فرمایا کہ خود ان میں سے ایک رسول ﷺ کو مبعوث کیا جو ان کے سامنے ہماری آیات تلاوت کرتا ہے ان کا تزکیۂ نفوس کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے قبل وہ کھلی گمراہی میں تھے۔“

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی انتہا بعثت نبوی ﷺ کے ساتھ مکمل ہوئی۔آپ ﷺ پوری انسانیت اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔آپ ﷺ کے عظیم کارنامۂ رسالت کی تفصیلات اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں کہ آپ ﷺ کی درخشاں سنت کا عظیم ذخیرہ انسانیت کے لیے نعمت ہے۔یہ آپ ﷺ کے رحمت عالم ہونے کا اعجاز ہے کہ خالق ومخلوق میں حائل پردے ہٹا دیے گئے۔آپ ﷺ نے بندگانِ خدا کو حق تعالیٰ سے ملانے کا اسلوب سکھایا۔آپ ﷺ نے دلوں کو پاک کیا اور نفوس کا تزکیہ فرمایا۔انسان کی ناپاک روحوں کو ہدایت سے روشن اور منور کر دیا۔دماغوں کا فساد درست ہوا،طبائع بغاوت کی بجائے راستی اور صداقت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبولیت پر آمادہ ہوئیں۔ آپ ﷺ کی تعلیم سے امن عامہ مستحکم ہوا۔ غریبوں اور امیروں کے درمیان خلیج ختم ہونے لگی۔ امن و جنگ کے آفاقی اور ابدی اصول مرتب ہوئے۔ رنج وراحت کے آداب سکھائے گئے۔ الغرض ہر ہر مقام پر وہ آداب زندگی سکھائے گئے جس سے نفس امارہ سنورتا گیا اور نفس مطمئنہ کے درجے پر فائز ہوتا ہو گیا۔

یہ آپ ﷺ کی رحمت کا کرشمہ تھا کہ حجاز کے کفر و شرک کی معصیت میں لتھڑے ہوئے لوگ جو آپس کی مخالفت اور دشمنی کی آگ میں جل جل کر بھسم ہو رہے تھے آپ ﷺ نے ان کی تعلیم و تربیت کا سامان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ کہا کہ یہی ہدایت یافتہ لوگ ہیں، اولٰٓئك هم الصّٰدقون کہا کہ یہی سچ بولنے والے اور راست باز لوگ ہیں اور أولٰٓئِكَ هم الْمُفْلِحُوْنَ کہ یہی حقیقی کامیابی کے معیار تک پہنچنے والے لوگ ہیں۔ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کہاں کہ یہ کفار پر سخت گیر اور آپس میں نرم دل لوگ ہیں۔ جاہلیت میں لتھڑی ہوئی قوم کے افراد کو مذکورہ حالات میں تبدیل کر کے ان میں روح تقویٰ کو بیدار کر دینا رحمت عالم ﷺ کا عظیم کارنامہ ہے

آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا یہ پہلو بھی پیش نظر رہے کہ آپ ﷺ انسان تو انسان جانوروں اور پرندوں کے حقوق کا بھی خیال رکھنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے جنگ کی حالت میں بھی سایہ دار درختوں، پھل دار باغات اور پکی ہوئی فصلوں کی تباہی سے منع کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کا مثالی مظاہرہ کیا۔ کبھی ذاتی انتقام نہ لیا۔ آپ ﷺ غریبوں اور ناداروں سے محبت کرتے، یتیموں اور بیواؤں کے حقوق کا خیال رکھتے، مسکینوں اور لاچاروں کی مدد فرماتے۔ مہاجرین اور انصار میں اخوت پیدا کرتے اور بچوں اور عورتوں کے ساتھ خصوصی حسن سلوک فرماتے تھے۔ غلاموں سے آپ ﷺ کے حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ جب زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے والد اور چچا ان کی تلاش میں مکہ تک آ پہنچے تو آپ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی کہ وہ چاہے تو اپنے اعزا کے ساتھ واپس جا سکتا ہے۔ مگر اس نے والد کی محبت پر رحمت عالم ﷺ کی شفقت کو زیادہ ترجیح دی جس پر آپ ﷺ نے اسے نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ اپنا متبنّیٰ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنالیا۔غزوات وسرایا میں آپ ﷺ کا حسن سلوک تاریخ ساز ہے۔ غیر مسلموں سے آپ ﷺ کے معاملات آپ ﷺ کی انسان دوستی کا عمدہ معیار ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر عفو عام کا اعلان تاریخ انسانیت میں آپ ﷺ کو سب سے بڑے ہیرو کے بطور پیش کرتا ہے۔خطبہ حجتہ الوداع میں آپ ﷺ انسانی آزادیوں کے احترام میں عالم انسانیت کی دائمی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔آپ ﷺ نے رنگ، نسل، زبان اور علاقائی اختلافات کوختم کر کے عرب وعجم کوایک رشتہ توحید میں پرو دیا۔یہ آپ ﷺ کی مسند رحمت تھی جس پر بیک وقت عداس نینوائی۔ بلال حبشی، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، ضماد ازدی، صہیب رومی، طفیل دوسی، ذوالکلاح حمیری، عدی طائی، ابوسفیان اموی، ابو عامر اشعری، کرز فہری، ابوحارث مصطلقی، سراقہ مدلجی، اسامہ نجدی رضی اللہ عنہم فیض تربیت حاصل کرتے نظر آتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے سرور کونین کو رحمتہ للعالمین قرار دے کر آپ ﷺ کی تعریف کا معیار عظیم قائم فرمایا تو آپ ﷺ نے اس لقب کے تقاضے پورے کر کے انسانیت کے لیے اسوۂ کامل کے معیار مطلوب کی الہٰی سند حاصل کی۔

اللّٰھم صلّی علی محمد و علی آل محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصائص نبوی ﷺ
امتیازات سیرت، جوامع الکلم

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے وحی جیسے عظیم اور معتبر ذریعہ علم کا انتظام فرمایا اور اس وحی کی تفسیر، تشریح اور توضیح کے لیے مختلف زبانوں اور خطوں میں انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا۔ یہ تاریخی حقیقت بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس کائنات کا پہلا انسان ہی پہلا نبی بھی تھا۔ یہ سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے چلا اور اس کا عالمگیر اور دائمی اختتام حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ہوا۔ ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل مبعوث فرمائے، ان سب کی شان اور قدر و منزلت سے آسمانی صحیفے معمور ہیں مگر حق تعالیٰ نے جو کمالات، امتیازات، خصائص اور انفرادیت نبی کامل حضرت محمد ﷺ کی شخصیت میں ودیعت فرمائی وہ تاریخ سیرت کا ایک مستقل سرمایۂ امتیاز ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی رسالت و نبوت کے ذریعے جو عظیم الشان اور تاریخی کارنامہ سرانجام دیا اس کی تفصیلات سے تاریخ و سیرت کے تذکرے بھرے ہوئے ہیں۔

اگر اس جامع اور ہمہ گیر انقلاب کا تجزیہ کیا جائے جو آپ ﷺ نے ایمانی، اخلاقی اور روحانی سطح پر برپا کیا تو یہ حقیقت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ نے قلیل ترین افرادی اور مادی وسائل کے ساتھ ایک مختصر مدت میں جو مکی زندگی کے تیرہ سالوں اور مدنی زندگی کے دس سالوں پر محیط ہے ایک حیرت انگیز اور تاریخ ساز انقلاب برپا کیا۔

نجد و حجاز کی سرزمین جو کفر و شرک کی معصیت میں لتھڑی ہوئی تھی اس میں یہ آوازہ توحید اس شان سے بلند ہوا کہ قیصر روم اور کسرائے ایران کی سلطنتیں بھی اقلیم رسالت میں شامل ہو گئیں۔ ترپین سال کی عمر مبارک میں مکہ کی سنگلاخ زمین سے نکلنے والا پیغمبر ﷺ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیعت عقبہ ثانیہ میں پچھتر سعید روحوں سے اقرار کرتے ہوئے یثرب میں پہنچتا ہے تو اس کی دعوت جس ماحول میں اثر انگیزی پیدا کرتی ہے وہ چار مربع کلومیٹر کا ایک مختصر رقبہ تھا۔آپ ﷺ نے اس مختصر اسلامی ریاست کے لیے میثاق مدینہ کا دستور تیار کیا جو تاریخ انسانیت میں اسلوب حکمرانی کے لیے پہلا تحریری آئین تھا۔مدینہ کی کاسموپولیٹن (Cosmopolitian) سوسائٹی میں جہاں انصار، مہاجر، یہودی، عیسائی، صابی اور مختلف ثقافتوں اور عقاید کے حامل قبائل تھے ان سب کو میثاق مدینہ کی باون دفعات والے آئین میں پرو دیا اور پھر دس سال کے مختصر وقفے میں یہ ریاست تیرہ لاکھ مربع میل تک عہد رسالت میں پھیلتی دکھائی دیتی ہے۔اس حکمرانی کی شان یہ تھی کہ تجارتی شاہراہوں پر امن قائم ہو چکا تھا۔صنعاء سے حضر موت تک ایک عورت اکیلی سفر کرے تو کوئی اسے میلی آنکھ سے دیکھنے والا نہ تھا۔مختلف طبقات کے حقوق متعین تھے۔امن وعافیت کا نظام ایک مثالی شکل اختیار کر چکا تھا۔صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت اللہ تعالیٰ سے اُولٰٓئِكَ هم الراشدون اُولٰٓئِكَ هم الصّٰدقون اُولٰٓئِكَ هم المفلحون کا خطاب حاصل کر چکی تھی۔یہ جماعت تاریخ انسانی کی عظیم الشان قوت تھی۔

آپ ﷺ کی رسالت کا اوّلین کمال اور اعجاز تو اس امر میں مضمر ہے کہ آپ ﷺ نے جس عقیدۂ توحید کے حصار میں داخل ہونے کی دعوت دی وہ عقیدہ محض گفتگو تک محدود نہ رہا بلکہ کردار میں ڈھل گیا۔اس عقیدے کی مظہر ایک ایسی اسلامی ثقافت ابھری جس نے دیکھتے ہی دیکھتے مادی اور طاغوتی ثقافتوں کو سرنگوں کر دیا۔پھر یہ اسلامی ثقافت ایک صالح معاشرے میں متشکل ہوئی۔اس صالح معاشرے کی بنا پر ایک صالح تمدن ظہور پذیر ہوا جس کی پشت پر ایک منظّم ریاست ،اس کے استحکام کے لیے موجود تھی۔اس اسلامی ریاست نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی شکل میں خلافت راشدہ کو جنم دیا جس کی خدمات کا ایک طویل سلسلہ پہلی صدی ہجری کے اوراق میں ہمیں پینتالیس لاکھ مربع میل تک پھیلا نظر آتا ہے۔آج کی اسلامی حکومتیں اور معاشرے اسی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے آرزومند ہیں۔انسانیت کی فلاح اس نوعیت کے عقیدے، ثقافت ، معاشرت، تمدن اور ریاست کے بغیر ممکن نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے اپنی اس اسلامی ریاست کو شورائیت کی اساس پر قائم کیا۔ اس کا ایک باضابطہ بیت المال تھا جس میں آمد و خرچ کی شرعی مسئولیت قائم تھی۔ مسجد نبوی ﷺ میں اس کا دارالخلافہ قائم تھا، یہیں پر اس کا بیت المال، اس کی عدالت عالیہ، اس کی تدریس علوم کی جامعہ، اس کے غزوات و سرایا کا جنرل ہیڈ کوارٹر اور اس کا مرکزی سیکرٹریٹ قائم تھا۔ یہ آپ ﷺ کی سیرت و نبوت کا دائمی اعجاز ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایسا اسوۂ کامل انسانیت کے سامنے پیش کیا جس پر اس دین کے عدل اجتماعی کی اقدار نے ایک مثالی آئین و ریاست کو تشکیل دیا۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اس عظیم کارنامۂ رسالت کی بنا پر آپ ﷺ کی بعثت کو انسانیت کے لیے ایک احسان عظیم قرار دیا گیا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران ۳:۱۶۴)

درحقیقت اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہیوں میں گرے ہوئے تھے۔

صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں:

① ابھی ایک مہینے کی مسافت ہو تو دشمن پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

② ساری زمین کو میرے لیے مسجد اور پاکیزہ بنایا گیا ہے جو جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔

③ غنیمت کا مال میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی پر حلال نہیں تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔

(۵) پہلے انبیا صرف اپنی قوم کے لیے خاص ہوا کرتے تھے مگر میں ساری دنیا کے لیے رسول کے بطور مبعوث ہوا ہوں۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے زبان رسالت مآب ﷺ سے اپنے پانچ امتیازات گنوائے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید نے آپ ﷺ کی صفات اور خصائص کو جس شان سے بیان کیا ہے وہ انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس سلسلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان: کان خلقه القرآن یعنی قرآن مجید ہی آپ ﷺ کے خلق عظیم کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ اسی صحیفہ کائنات میں آپ کے ذکر مبارک کو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ (الم نشرح ۹۴:۴) سے یاد کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے ذکر جمیل کی وسعتوں کا عالم حیرت انگیز ہے۔ عقیدہ، اذان، تکبیر، تشہد، منبر، خطبہ اور جنازہ ہر مقام پر آپ ﷺ کا ذکر جمیل شامل ہے۔ دنیا کی بیسیوں زبانوں میں لاکھوں اشعار آپ ﷺ کی مدحت ونعت میں لکھے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کی نعتیہ شاعری بھی اس ضمن میں لائق توجہ ہے۔ جہاں تک سیرت کا تعلق ہے ہزاروں کتابیں سیرت کے مختلف موضوعات پر ہر زندہ زبان میں لکھی جا چکی ہیں اور یہ سدا بہار سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ صرف سیرت کی کتابوں کی کتابیات پر نگاہ دوڑائیں تو عربی، فارسی، اردو، انگریزی، پنجابی اور بعض دیگر زبانوں میں کتب سیرت پر مشتمل کتابیات تیار کی گئی ہیں۔ ان کتب سیرت میں ایک گوشہ ان کتابوں پر مشتمل ہے جو مستشرقین یا غیر مسلموں نے تحریر کی ہیں اور ان کی تعداد بھی سیکڑوں میں پہنچتی ہے۔ تھامس کارلائل کے نام سے کون واقف نہیں، اس نے اپنی معروف کتاب Hero and Heroworship میں جہاں سلسلۂ انبیا میں کسی ہیرو کے انتخاب کی کوشش کی تو اس کی نگاہ انصاف بین نے محمد الرسول اللہ ﷺ کو تاریخ نبوت میں ایک عظیم رہنما اور ہیرو کے بطور پیش کیا حالانکہ وہ خود ایک راسخ العقیدہ عیسائی مورخ اور مصنف ہے۔ ابھی حال میں مائیکل ایچ ہارٹ کی کتاب The Hundred کے عنوان سے شائع ہوئی جس میں تاریخ انسانی کی سو عظیم شخصیتوں کا انتخاب کیا گیا ہے جنھوں نے انسانی تاریخ کو اپنی فکر وعمل سے سب سے زیادہ متاثر کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس فکر و عمل کی تاثیر کی درجہ بندی بھی کر دی ہے۔ مائیکل ایچ ہارٹ علمی اور تحقیقی سطح پر مجبور ہے کہ وہ محمد الرسول اللہ ﷺ کو تاریخ انسانی کی سب سے عظیم شخصیت قرار دے۔

خصائص نبوی اور امتیازات سیرت پر الگ سے کتب بھی تحریر کی گئی ہیں اور سیرت نگاری میں اردو زبان کی ایک معجز نما تصنیف ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' میں قاضی سلیمان سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب سیرت کی تیسری جلد میں آپ ﷺ کی چھتیس خصوصیات کا ذکر کیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا نام مبارک بھی انبیاء کے ناموں میں ممتاز ترین ہے۔ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی تعریف سب سے زیادہ محمد الرسول اللہ ﷺ نے اور انبیا میں سے سب سے زیادہ تعریف اللہ تعالیٰ نے محمد الرسول اللہ ﷺ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انبیا کو آسمانی صحیفوں میں ان کے نام لے کر یاد کیا ہے مگر آپ ﷺ کو مدثر، مزمل، یسین، طٰہٰ جیسے پاکیزہ القاب سے پکارا ہے۔ آپ ﷺ کی نبوت کا یہ اعجاز و امتیاز بھی لائق توجہ ہے کہ قرآن مجید سے قبل تمام صحف سماوی میں آپ ﷺ کی آمد کی واضح پیشین گوئیاں کی گئی ہیں۔ حیرت ہے کہ غیر آسمانی مذاہب کی مذہبی کتابوں میں بھی آپ ﷺ کی آمد اور بعثت کے تذکرے ملتے ہیں۔ نبی امی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" (العلق:۹۶:۱) آیات کے ذریعے پہلی وحی میں خطاب فرمایا۔ اس پہلی وحی کی پانچویں آیت میں عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ (العلق:۹۶:۵) کی بات ہے۔ سلسلۂ وحی کی آخری کتاب کی ابتدا جس لفظ اقراء سے ہوئی اس میں حرف الف استعمال ہوا تو اس کی پانچویں آیت کا اختتام حرف میم پر ہوا۔ نبی اُمّی ﷺ کو علمك مالم تكن تعلم (تجھے علم سکھایا ان چیزوں کا جن کا تجھے علم نہ تھا) سے خطاب کیا گیا۔ الم نشرح لك صدرك (الم نشرح:۹۴:۱) کہہ کر آپ ﷺ کے امتیاز کو واضح کیا گیا۔ ورفعنا لك ذكرك (الم نشرح:۹۴:۴) کی نوید سنائی گئی۔ قیامت میں آپ ﷺ کو کوثر کی تقسیم کا اعزاز دیا جائے گا اور عاصیوں اور گنہگاروں کے لیے شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ غزوۂ بدر میں فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ﴾ (الانفال ۸:۱۷)

''جب تو نے پھینکا تھا تب تو نے نہ پھینکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا۔'' یوں غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مٹھی بھر کنکریوں کے پھینکنے کی عزت وامتیاز کی بات کی ہے۔

سورہ بقرہ میں یہ کہہ کر آپ ﷺ کی خصوصیت کو نمایاں کیا گیا ﴿ ويعلمكم ما لم تكونوا تعلمون ﴾ (البقرۃ ۲:۱۵۱) کہ نبی تم کو وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔قرآن مجید نے یہ کہہ کر آپ ﷺ کی سیرت کے ایک امتیازی پہلو کو کس شان سے واضح کیا ہے۔اس آیت کی تفصیل سے انسانیت پر آپ ﷺ کے احسانات کا ایک جامع تذکرہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔

بنی نوع انسان پر آپ ﷺ کے احسانات کا ذکر کیا جائے تو اس سے کئی جلدوں کی تصنیف کا سامان فراہم ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے غلامی جیسے شکنجوں سے انسانیت کو چھٹکارا دلایا۔حرم کعبہ میں سب سے پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو آزاد کر کے اس مشن کا آغاز کیا اور پھر انھیں اپنا متبنیٰ قرار دے کر انسانیت کی تکریم میں اضافہ کیا۔عورتوں کے حقوق کی ایسی ضمانت فراہم کی جس سے تاریخ کے اوراق خالی دکھائی دیتے ہیں۔صلح وجنگ کے ایسے قوانین وضع کیے جس سے جنگ کی ہلاکت خیزیاں دم توڑ کر رہ گئیں۔آپ ﷺ انسانیت کی گمراہی کا غم کھاتے تھے،ان کی تکالیف آپ ﷺ پر شاق گزرتی ہیں۔اسی طرح اس آیت میں آپ ﷺ کی بلند پایہ شخصیت اور انسانیت سے محبت واحترام کے پیش نظر آپ ﷺ کو حريص عليكم اور بالمومنين رؤف رحيم بھی قرار دیا گیا۔آپ ﷺ کی اس خصوصیت کا نقطہ کمال سورۃ الانبیاء میں یوں بیان فرمایا گیا:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴾ (انبیاء ۱۰۷)

''اور آپ ﷺ کو ہم نے سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

صلح حدیبیہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کے مترادف قرار دیا۔اسی طرح متعدد مقامات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر آپ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت کے ہموزن تصور کیا گیا۔قرآن مجید نے سورۃ الحشر میں:

﴿ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر ۵۹:۷)

کہہ کر آپ ﷺ کو معیارِ صدق وہدایت قرار دیا۔سورۃ الاحزاب میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین کا لقب دے کر نبوت ورسالت محمدی کی ابدّیت، عالمگیریت اور آفاقیت کی خصوصیات کو واضح کیا۔ احادیث نبوی ﷺ میں بھی آپ ﷺ کے خصائص کا ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ اور مذکور ہے۔یوں تو آپ ﷺ کی نبوت اور شخصیت سراپا معجزہ ہے مگر سیرت نگاروں نے الگ سے آپ ﷺ کے جن معجزات کو پیش کیا ہے ان کے مطالعہ سے آپ ﷺ کے شخصی خصائص کا ایک نیا جہاں سامنے آتا ہے۔اس ذخیرہ میں جوامع الکلم کا جو خزانہ موجود ہے اس پر توجہ دی جائے۔ یہ وہ کلمات ہیں جن کے متعلق جاحظ جیسے ادیب کی یہ رائے موجود ہے کہ یہ کلمات آپ ﷺ سے پہلے کسی عرب کی زبان پر وارد نہیں ہوئے۔آج یہ کلمات ضرب المثل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان کی وضاحت، بلاغت اور دلکشی ورعنائی اپنا ایک خاص اسلوب رکھتی ہے۔ان کلمات میں حکمت کا ایک جہان بس رہا ہے اور دانش وبصیرت کا ایک سمندر موجزن ہے، خصائص نبوی ﷺ امتیازات سیرت اور جوامع الکلم کا بیان تو بہت سی تفصیلات کا تقاضا کرتا ہے مگر ہم اس گفتگو کو حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ کے ان اشعار پر ختم کرتے ہیں:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا ، فروغ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں ، وہی فرقاں ، وہی یٰسیں ، وہی طٰہٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورفعنا لک ذکرک

خیر البریہ ﷺ

تاریخ انسانی میں ان گنت افراد اور لاکھوں بے مثال انسان گزرے ہیں جن میں ہزاروں باکمال شخصیات کے تذکرے سیرت وسوانح کی مختلف کتب میں ملتے ہیں مگر ان میں سے صرف چند لوگ ہی ایسے ہیں جن کا تذکرہ اور جن کی سیرت اپنی پوری جامعیت اور کمال کے ساتھ موجود ہو۔ تاریخ کے دامن میں صرف حضرت محمد ﷺ کی منفرد شخصیت ایسی ہے جس کے تذکارِ جمیل سے کتابیں اور کتاب خانے بھرے ہوئے ہیں۔

خود قرآن مجید نے کہیں انھیں اسے انسانیت کے لیے احسانِ عظیم قرار دیا تو کہیں اس بات کی گواہی دی گئی کہ ہم نے ان کے نام کو سب سے زیادہ بلند کر دیا: "ورفعنا لك ذكرك" (الم شرح:۹۴:۴) یہ آپ ﷺ کے اسم گرامی اور پیغام کی وہ سربلندی ہے جو تا قیامت اس کائنات میں برقرار رہے گی۔ دنیا کے کروڑوں اور اربوں انسان اپنے لبوں پر اس نام کی لذت محسوس کرتے ہیں۔ گذشتہ چودہ سال سے کوئی صدی، سال، مہینہ، ہفتہ یا لیل ونہار کی کوئی ساعت ایسی نہیں کہ جس میں یہ تذکارِ سیرت سربلند نہ ہوتا ہو۔ کلمہ، اذان، نماز اور اذکار مسنونہ ہر جگہ آپ ﷺ کا نام نامی ہونٹوں پہ رقصاں رہتا ہے اور اس کی محبت آمیز نواؤں سے فضائیں متبسم اور عطر بیز رہتی ہیں۔ اس نام کی سربلندی کا ایک عالم یہ ہے کہ دنیا کی کوئی زندہ زبان ایسی نہیں جس میں آپ ﷺ کی سیرت کے تذکرے نہ ملتے ہوں۔ سیرت وسوانح کا یہ سلسلہ تا ابد جاری و ساری رہے گا۔ نعت ومنقبت سیرت وسوانح، مغازی، شمائل، دلائل، مدارج اور معارج نہ جانے کتنی شکلوں میں سیرت لکھی جا رہی ہے۔ کروڑوں انسانوں کے لیے یہ نام راحت جاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سرمایۂ ایماں ہے۔ تاریخ انسانی میں آپ ﷺ نے قلیل ترین وسائل کے ساتھ مختصر ترین افرادی قوت کے ذریعے محدود ترین وقت میں عظیم ترین مقاصد کے لیے ایک مکمل، ہمہ گیر اور جامع انقلاب برپا کیا۔

قرآن مجید نے سیرت کے اعتبار سے دو نوع کے انسانوں کو پیش کیا ہے جن میں سے ایک ''شر البریہ'' ہیں تو دوسرے ''خیر البریہ'' ہیں۔ ان میں سے ایک بدترین خلائق سے تعلق رکھتے ہیں تو دوسرے بہترین خلائق میں شمار ہوتے ہیں۔ بہترین خلائق میں شمار ہونے والے ''یا خیر البریہ حضرات'' میں حضور نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ عظیم، باکمال، جامع اور اعلیٰ ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت وسوانح کا ایک ایک ورق آپ ﷺ کے خلائق میں بہترین ہونے پر شہادت فراہم کرتا ہے۔

آپ ﷺ کے بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی تمام تر تفصیلات سیرت نگاروں نے بیان کی ہیں۔ آپ ﷺ کی تجارت، معیشت، معاشرت، دعوت، تعلیم وتبلیغ، اعمال وافعال اور اقوال وارشادات سب کو محفوظ رکھا گیا ہے اور ان میں ہر ایک پہلو سے آپ ﷺ خیر البریہ یا بہترین خلائق میں شمار ہوتے ہیں۔ وقائع سیرت میں آپ ﷺ کی پیدائش، نشوونما، تعلیم وتربیت، تزکیہ وطہارت، علم وحلم، ایثار وقربانی، جود وسخا، ایمان وایقان، عفو ودرگزر، عصمت وعفت، صلح وآشتی، رشد وہدایت بلکہ تمام صفات میں آپ ﷺ ''خیر البریہ'' یا بہترین خلائق میں سے ہیں۔

مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں جن کے ساتھ زمانہ قبل از نبوت کے چالیس سال شامل کیے جائیں تو اس ترپین سالہ سوانحی ریکارڈ سے آپ ﷺ کی عظمت وکمال کی جو تصویر بنتی ہے اس کے تمام تر نقوش ہمارے عمل کے لیے ایک روشن شاہراہ متعین کرتے ہیں۔ اعلان نبوت کے موقع پر جب آپ ﷺ سے نبوت کی صداقت کے لیے کوئی شہادت طلب کی گئی تو آپ ﷺ نے جواباً یہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی زندگی کے چالیس برس تمھارے درمیان بسر کیے ہیں، کیا میری زندگی کے ان سالوں میں تمھارے لیے کوئی درس یا رہنمائی نہیں ہے۔ اپنی زندگی کے احوال کو، اپنی شخصی میرت کو نبوت کی صداقت کے طور پر پیش کرنا خلائق میں سے سب سے بہترین ہونے کا ثبوت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکی زندگی میں آپ ﷺ کو مشرکین و کفار کے درمیان جو مقام حاصل تھا وہ ایک صادق وامین انسان کی صفات کاملہ کا اظہار ہے۔ کسی شخص کو جرأت نہیں کہ وہ آپ کے کردار یا سیرت پر انگلی اٹھا سکے۔ ہرقل روم کے دربار میں ابوسفیان کا طویل مکالمہ بھی آپ ﷺ کی شخصیت کی عظمت اور سیرت کی پختگی کی دلیل ہے۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کی شخصیت اور نبوت پر جس اسلوب سے تبصرہ کیا ہے اس میں ایک عجیب دلکشی اور دلآویزی ہے۔ کہیں آپ ﷺ کے لیے فرمایا گیا ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (القلم:۶۸:۴) اور بے شک آپ ﷺ کو خلق عظیم پر پیدا کیا گیا۔ اور کہیں آپ ﷺ کو آیات قرآنی میں شاہد، مبشر، نذیر اور سراج منیر کہا گیا اور کہیں بتایا گیا کہ آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو ''مقام محمود'' پر ضرور کھڑا کرے گا۔ کہیں آپ ﷺ کو رؤف ورحیم کے لقب سے پکارا گیا۔ کہیں اطاعت رسول ﷺ کو اطاعت الٰہی کا ذریعہ بتایا گیا اور کہیں یہ بتایا گیا کہ بے شک تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہترین نمونہ ہے۔ کہیں پر حکم دیا گیا کہ پیغمبر ﷺ تمہیں جو کچھ عطا کرے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔ یوں آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے ایک رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ جس ہستی اور شخصیت کے لیے قرآن مجید میں یہ اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہو کیا امت میں اس سے بہتر کسی ہستی کا وجود ممکن ہے؟ اس لیے جہاں کہیں ''خیر البریہ'' کا تذکرہ ہوگا اس کا نمونۂ کمال آپ ﷺ کی ذات کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔

اسلام سے قبل جاہلیت کا جو نقشہ تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ قیصر وکسریٰ کی سلطنتوں میں ظلم و تعدی کا جو بازار گرم تھا۔ دنیا فسق وفجور اور فواحش کے جس سیلاب میں بہہ رہی تھی، انسانی اور اخلاقی قدریں جس تیز رفتاری سے پامال کی جارہی تھیں، انسانیت کے شرف کو جس طرح ذلیل کیا جارہا تھا ان سب کے سامنے صرف ایک ہی نمونہ کامل ہے جو خلائق میں ایک بہترین سیرت وکردار کا حامل ہے جس کی سیرت سے خلائق کا ایک بہترین حصہ فیض یاب ہوتا ہے۔ اس کے فیضانِ صحبت کا یہ عالم ہے کہ بھیڑ بکریاں چرانے والے اقوام عالم کی حکمرانی پر مامور کیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حجاز کے صحرا میں جس دینی تہذیب اور اسلامی تمدن کی بنا رکھی اس کے اسلوب وروایات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ایک عالمی نمونہ قرار دیا جاتا ہے۔تہذیب انسانی آج تک اس سیرت کی خوشہ چین ہے۔

آئین و ریاست کے معاملات ہوں یا تجارت و معیشت کے پیمانے، عدل و انصاف کی بات ہو یا صلح و آشتی کا معاملہ،تہذیب و تمدن کی روایات ہوں یا اخوت و مساوات کے امور،علم و عمل کے اوصاف ہوں یا تقویٰ و طہارت کے کمالات، جنگ و جہاد کی باتیں ہوں یا دین و شریعت کی حدود، ان سب میں ایک ہی شخصیت کی سیرت کو نمونۂ ہدایت قرار دیا گیا جو خلائق میں سب سے بہترین ہے اور جس سے خلائق عالم قیامت تک مستفید ہوں گی۔اور خلائق عالم کے اسی مرجع سیرت کے ذکر کو ذکرِ دوام قرار دیا گیا ہے، جو کل بھی سر بلند تھا،آج بھی لبوں پر رقصاں ہے اور آئندہ بھی دلوں کی طمانیت کا مرکز و مخزن رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ
بحیثیت قانون ساز

دین وشریعت کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی کہ ان کی تمام تر تعلیمات ایک ضابطے، قاعدے، دستور یا قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔ عقاید سے لے کر عبادات تک اور معاملات میں معاشرت سے لے کر معیشت اور عدالت سے لے کر ریاست تک حتیٰ کہ صلح وجنگ کے معاملات میں ہر جگہ ضوابط اور قوانین دکھائی دیں گے۔ عقیدہ اگر قانون توحید کے تابع ہے تو سچا اسلام کہلائے گا بصورت دیگر شرک و معصیت کے زُمرے میں شمار ہوگا، یوں زندگی کے ہر دائرے اور شعبے میں اور انفرادی اور اجتماعی حیات کے ہر پہلو میں واضح اصول اور قوانین دے دیے گئے ہیں جنھیں وحی الٰہی میں کہیں تو ''حدود'' کہا گیا ہے کہیں انھیں ''شرع'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہیں محض اتباع اور اطاعت کے تقاضوں کے تحت ان قوانین پر عمل درآمد کی دعوت وتلقین ملتی ہے۔

اسلام اور دین وشریعت میں اسلامی قوانین کے فقہا اور محدثین نے چار مآخذ بتائے ہیں جن میں سے کتاب وسنت تو بنیادی اور اساسی مصادر ہیں جب کہ قیاس، اجماع اور اجتہاد کی دوسری شکلیں کتاب وسنت ہی کے مصدر اوّل کی توضیحات سے پیدا ہونے والے ماخذ قوانین ہیں۔ شریعت میں حلال وحرام کا جو فلسفہ پیش کیا گیا ہے توجہ فرمائیں تو یہ بھی دراصل قوانین ہیں کہ کن چیزوں کو اختیار کیا جائے اور کن چیزوں کو ترک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن مجید کا منشا تو یہ ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں رسول کریم ﷺ کی کامل اتباع کی جائے۔ یہ حکم محض دعوت وترغیب نہیں رکھتا بلکہ اپنے اندر ایک مشروعیت رکھتا ہے جس کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات جان لینے کی ہے کہ شارع حقیقی اور قانون سازی کا اصل اختیار تو حق تعالیٰ جل شانہ کے پاس ہے مگر اس قانون کے اطلاق اور تشریح اور نفاذ کی تمام تر شکلوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے عمل، سنت اور تعلیم سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں صاف صاف فرما دیا گیا:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر ۵۹:۷)

''اور جو کچھ پیغمبر ﷺ تم کو دے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جس سے وہ منع کرے اسے چھوڑ دو۔''

سورۂ حشر کے اس حکم کے بعد سورہ النساء اور کئی دوسرے مقامات پر ایک بات کو بار بار صراحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ﴾ (النساء ۴:۸۰)

''جس نے رسول کریم ﷺ کی پیروی کی فی الحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔

آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی دائمی حیثیت نے اس اطاعت اور سنت کو ایک دائمی، ابدی، عالمگیر اور لازمی درجہ عطا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے شریعت کے قوانین واحکام کو جس طرح بیان کر دیا یا جس شکل میں ان کا نفاذ کیا اس طریق کار میں قیامت تک تبدیلی ناممکن ہے۔ صدر اول میں دس سال تک مدنی ریاست میں یہ تمام تر قوانین اپنی حتمی شکل کو اختیار کر لیتے ہیں۔ بعد ازاں خلافت راشدہ میں پینتالیس لاکھ مربع میل کی اسلامی ریاست میں یہی وہ قوانین تھے جنھوں نے انسانیت کو جاہلیت کی ہر شکل سے نکال کر دین وشریعت کے تابع کیا اور ان کی زندگی کامیابی اور فوز وفلاح کی ضامن بن گئی۔

قرآن مجید کی آخری وحی کے الفاظ سے شریعت کے ان ضوابط اور سنت کے اس دائمی نمونۂ عمل کو ایک قانونی اور دستوری تحفظ عطا کر دیا گیا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ ۵:۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”آج ہم نے دین وشریعت کو تمھارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمھارے لیے تمام وکمال تک پہنچا دیا اور اسلام کو ایک دستورِ زندگی کے بطور تمھارے لیے پسند کر لیا ہے۔“

قرآن مجید کے متعدد مقامات پر رسالت ونبوت کی اس شریعی اہمیت اور ضرورت کو بیان کیا گیا ہے اور اس کو ایمان کا ایک لازمہ قرار دیا گیا ہے۔ دین وشریعت اور زندگی کے کسی بھی معاملے میں اگر کوئی الجھن، اختلاف یا مشکل پیدا ہو جائے تو اسے اپنی عقل ودانش کے فتوے سے رفع کرنے کی بجائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنے کی حتمی تعلیم دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی تشریعی حیثیت کے پیش نظر ہر معاملے میں ایک واضح قاعدہ اور قانون بیان کیا۔ البتہ اس قانون سازی میں آپ ﷺ کو ایک ایسی فضیلت سے نوازا گیا ہے جس کا ادراک دبستان نبوت میں پہلی مرتبہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی خاموشی بھی دین وشریعت میں قانون کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کوئی فعل یا عمل آپ ﷺ کے سامنے ہوا، اگر اس میں کوئی خلاف شرع بات تھی تو آپ ﷺ نے واضح فرما دی اور اگر آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی تو گویا وہ اس عمل پر قانونی اور شرعی جواز کے لحاظ سے مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔

رسول کریم ﷺ کی اسی تشریعی فضیلت اور عمل کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے ایک ایک عمل اور حکم کو محفوظ کیا اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عظیم اور مستند ذخیرے سے محدثین نے آپ ﷺ کے عطا کردہ اور قائم کردہ قوانین کے ایک ایک پہلو کو محفوظ کر لیا۔ آج احادیث کے عظیم الشان ذخیرے میں اسلام کا یہ قانونی ذخیرہ اپنی پوری تفاصیل اور تشریحات کے ساتھ موجود ہے۔ علوم الحدیث کے عنوان سے ایک عظیم الشان ذخیرہ ہے جو قیامت تک مسلمان معاشروں اور ریاستوں کی ہمہ نوع مشکلات کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ یہ قانونی رہنمائی جہاں عقاید وعبادات میں ہے وہاں عدالت اور معیشت کے تمام پہلوؤں میں بھی پائی جاتی ہے۔ حیات انسانی اور ریاستی امور کے ہر ہر دائرے میں پیش کردہ قوانین اور دستور کو الگ الگ بیان کر دیا گیا۔ قرآنی قوانین کو ”احکام القرآن“ کے عنوان سے الگ بیان کر دیا گیا۔ عدالتی زندگی کے تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلوؤں کو "اقضیۃ الرسول ﷺ" کے عنوان سے ترتیب دیا گیا۔اس ضمن میں ابن الطلاع اندلسی نے عظیم ذخیرہ محفوظ کیا ہے۔احکام میراث کو"علم الفرائض" کے عنوان سے الگ مرتب کر دیا گیا۔بیع وشراء اور محاصل اور خراج کے معاملات کو الگ کتابوں میں مدون کر دیا گیا۔صحاح ستہ کی کتابوں کے ابواب کی ترتیب پر نگاہ کریں تو گویا اسلامی قوانین کی زندگی کے مختلف گوشوں کے لیے تدوین اور Codification ہے جس سے دینی اور دنیاوی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔اس ذخیرۂ قانون کے مقابلے میں بعض ممالک اور معاشروں میں وضعی قوانین پائے جاتے ہیں جن کو صدیوں کے تجربات اور عمل نے محدود، ناقص اور نامکمل ٹھہرایا ہے۔آپ ﷺ کے پیش کردہ قوانین پر ہر زمانے اور ہر ملک کے لیے ہر ضرورت کے لیے اپنے اندر عبرت وموعظت اور فلاح کا سامان رکھتے ہیں۔آج انھی پر عمل کر کے ہم اپنی ہر نوع کی مشکلات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الموسوعة القضائیہ
روشن تحریریں

بنی آدم میں انبیاء و رسل وہ برگزیدہ شخصیات ہیں جنھیں انسانی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ اس کاروان نبوت کے آخری قافلہ سالار حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ کی ذات پر جہاں نبوت و رسالت کا اختتام ہوا وہاں پر دین، شریعت کی بھی تکمیل کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین، شریعت اور خاتم المرسلین ﷺ کی سیرت و سوانح کی حفاظت کا ایسا انتظام فرمایا کہ کتاب و سنت کے دونوں چشمہ ہائے صافی ہر اعتبار سے محفوظ ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت و سنت چونکہ اطاعت الٰہی کی اساس ہے، اس لیے آپ ﷺ کی ان حیثیات پر گذشتہ چودہ صدیوں میں اتنا گراں قدر لٹریچر تیار ہوا ہے کہ جس کی مثال تاریخ میں کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔ وقائع سیرت اور تحفظ سنت علمی اور عملی دو اعتبار سے محفوظ ہوتی رہی۔ مغازی عروہ بن زبیر، سیرت ابن اسحٰق اور سیرت ابن ہشام سے جو مقدس سلسلہ شروع ہوا، اس کی برکت و ثروت کا اندازہ اس امر سے لگایئے کہ دنیا کی ہر زندہ زبان میں ہزاروں کتب آپ ﷺ کی سیرت و سوانح پر ملتی ہیں۔

سیرت نگاری کا اولین دبستان مغازی نویسوں کا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے شمائل و دلائل پر کتب لکھی گئیں پھر مدارج اور معارج کے عنوان سے بہت کچھ ملتا ہے۔ اس ایک موضوع نے اتنے متنوع موضوعات کو تخلیق کیا کہ سیرت پاک کے وقائع اور آپ ﷺ کی سنت کی حفاظت مستقل فنون بن گئے اور اس حوالے سے کئی دوسرے فنون سامنے آتے رہے۔ ایک طرف تدوینِ حدیث کا عمل تھا جو روایت درایت اور جرح و تعدیل کے عمل سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ کے ارشادات و فرمودات کے تحفظ کا ذریعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا تو دوسری طرف خالص سیرت کے عنوان تھے جس پر ہزاروں کتب ملتی ہیں جن کی دس سے زیادہ فہارسِ کتابیات مختلف زبانوں میں دکھائی دیتی ہیں۔

اُردو زبان میں بھی آپ ﷺ کے فضائل و شمائل پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور ہر سال سیرت کے نئے سے نئے گوشوں پر عمدہ سے عمدہ کام سامنے آ رہا ہے۔ ایسا ہی روشن تحریروں کا ایک مجموعہ ''الموسوعۃ القضائیۃ'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں رسول کریم ﷺ کے عدالتی فیصلوں کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ موسوعہ ''فلاح فاؤنڈیشن پاکستان'' کے زیر اہتمام ''مجلس تحقیق اسلامی'' اور ''بیت الحکمت'' لاہور کے تعاون سے محققین کی ایک فاضل ٹیم نے تیار کیا ہے۔ عربی زبان کی اٹھاسی مستند کتب حوالہ سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اور اس کی جلد اول میں تین سو پچپن (۳۵۵) فیصلوں کو قلم بند کیا گیا ہے۔ تحقیقی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کام اس سے قبل پانچویں صدی ہجری میں اندلس کے ایک نامور فقیہ محمد بن فرج المالکی المعروف بہ ابن الطلاع الاندلسی (م ۴۹۷ھ) نے مرتب کیا ہے۔ جامعۃ الازہر مصر میں اس کے ایک مخطوطے کو معروف ہندو نومسلم ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کے بطور مرتب کیا۔ اس تحقیقی کتاب کا اردو زبان میں ایک ترجمہ ''اقضیۃ الرسول'' کے نام سے بھی ہوا ہے جس کے مترجم پروفیسر غلام احمد حریری ہیں۔ مخطوطات اور مطبوعات کی فہارس میں ''اقضیۃ الرسول ﷺ'' پر مزید کتب کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ بالخصوص برصغیر کے نامور محدث، محقق اور عالم نواب سید صدیق حسن خاں نے ''بلوغ السؤل فی اقضیۃ الرسول ﷺ'' کے نام سے ۱۲۹۲ھ میں ایک کتاب ترتیب دی ہے مگر یہ سب کتب رسول کریم ﷺ کے فیصلوں کی جو تفصیلات فراہم کرتی ہیں انھیں عصر جدید کے عدالتی نظام میں بطور ایک نظیر کے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مگر پیش نظر نبوی عدالتی فیصلوں کو اس نہج پر ترتیب دیا گیا ہے کہ ان کا مزاج اور منہاج جدید عدالتی نظائر کے مطابق ہے۔ اس میں بیسیوں کتابوں میں بکھرے ہوئے مواد کو بڑی جرح و تعدیل اور تحقیقی چھان پھٹک کے بعد ایک خاص پیرائے میں سمیٹا گیا ہے۔ ہر فیصلے کی مشمولہ عبارتوں کے تحتانی حوالے بھی جدید لوازم کی صورت میں فراہم کیے گئے ہیں۔ اگر اس کتاب کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو جو حقائق سامنے آتے ہیں ان کے مطابق اس کے فیصلوں کی ترتیب زمانی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ موضوعی رکھی گئی ہے جس سے کسی ایک مقدمہ کی نوعیت کے فیصلوں سے قاضیوں اور مفتیوں کو یا بہ زبانِ دیگر جج اور وکلاء کو نمایاں رہنمائی میسر آسکتی ہے۔ کتاب کی ابتدا میں ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی کی تحقیقی کاوش کے پہلے باب کا رواں اور سلیس اردو ترجمہ ''اسلام کا عدالتی نظام'' کے عنوان سے فراہم کیا گیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف خود عدل گستری اور انصاف پروری کی عظیم الشان روایت کی تعلیم دی بلکہ اپنے عہد مبارک میں دوسرے قضاۃ کے تقرر اور ان کے فیصلوں کی توثیق بھی فرمائی ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے سیرت نبوی ﷺ کے ایک نہایت روشن پہلو پر وضاحت ملتی ہے۔ سیرت نبوی ﷺ کے متنوع ذخیرے میں یہ اپنی نوعیت کا واحد سائنٹیفک کام ہے جو اسلامی ممالک کے عدالتی نظام کی اسلامائزیشن میں بھرپور رہنمائی کرسکتا ہے۔ اصل کتاب تو عربی زبان میں مرتب کی گئی ہے مگر اس کا یہ اردو ترجمہ جو شائع ہو چکا ہے اور بعدازاں انگریزی ترجمہ جو زیر ترتیب ہے اہل پاکستان کے محققین کی جانب سے پورے عالم اسلام کے لیے بالخصوص اور پوری انسانیت کے لیے بالعموم ایک ایسا ارمغان علمی اور تحفہ خاص ہے جو سیرت النبی ﷺ کے ایک نئے روشن پہلو کو نمایاں کرتا ہے۔ فلاح فاؤنڈیشن پاکستان، مجلس تحقیق اسلامی اور بیت الحکمت لاہور کے ذمہ داران اس علمی اور تحقیقی کاوش پر خصوصی تبریک کے حق دار ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کا معاشرتی انقلاب

اس دنیا کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو بہت سے انقلابات کا تذکرہ ملتا ہے۔ان انقلابات کی نوعیت مختلف اور متنوع رہی ہے مگران تمام انقلابات میں سے حضور نبی کریم ﷺ کے برپا کردہ انقلاب کے علاوہ کوئی ایک ایسانہیں ہے جس کا صحت مند اور مثبت اثر آج کے زمانے میں باقی ہو۔انقلابات آئے مگران کی حیثیت عارضی یامقامی نوعیت کی تھی۔ایک نظام اقتدار کی بساط الٹی تو اس جگہ ویسا ہی ایک دوسرانظام اقتدار مسلط ہوگیا۔ایک سلطنت کا خاتمہ ہوا تو اسی نوعیت کی کوئی دوسری سلطنت قائم ہوگئی۔کئی ایک پیغمبرانِ انقلاب آئے مگر دنیا کے نقشے پرکوئی پائیدار، مستقل اور مستحکم اخلاقی اورروحانی نقش قائم نہ کرسکے۔ان انقلابات میں سے کسی میں سیاسی پہلو غالب تھا تو کسی میں تمدنی،الغرض انقلابات عالم میں سے بجز ایک محمدی ﷺ انقلاب کے کوئی ایسانہیں ہے جسے ہم ایک ہمہ گیر، جامع اور مستقل انقلاب قراردے سکیں۔

حضور نبی کریم ﷺ جس انقلاب کی نوید بن کر دنیا میں مبعوث ہوئے وہ اپنے اعتقادی، فکری، اخلاقی، روحانی، تعلیمی، تہذیبی، تمدنی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، قانونی، عدالتی اورعسکری ہراعتبار سے اور ہرپہلو سے مکمل تھا۔اس انقلاب نے گذشتہ انقلابات عالم کی روایات سے مفاہمت اختیار کرنے کی بجائے ان کے برعکس ایک نئے اورصالح انقلاب کی بنیادرکھی۔یہ انقلاب انسانی عقل کی رہنمائی کی بجائے ایک نظام وحی پرمبنی اورایک سچی پیغمبرانہ سیرت کا آئینہ دار ہے۔قرآن مجید میں ارشادربانی ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾(التوبہ۹:۳۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ ذات جس نے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ وہ اس (دین) کو دوسرے تمام نظام ہائے زندگی پر غالب کر سکے خواہ یہ بات مشرکین کو کتنی اور کیسی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔''

اس جامع اور ہمہ گیر انقلاب کے لیے حضور ﷺ نے تیرہ سال تک مکہ اور دس سال تک مدینہ میں شدید محنت کی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے قلیل ترین مدت میں، محدود ذرائع و وسائل کے ساتھ تاریخ کا یہ حیرت انگیز انقلاب برپا ہو گیا جو حیات نبوی ﷺ میں چار کلومیٹر رقبہ کی ریاست سے شروع ہو کر بارہ لاکھ مربع میل تک پھیل گیا۔ یوں تو اس انقلاب کا ہر پہلو لائق توجہ اور تاریخی نتائج اور اثرات کا حامل ہے مگر اس کا معاشرتی پہلو تاریخ انسانیت میں اپنے اثرات کے لحاظ سے آج بھی مثبت انداز و روایات کا حامل ہے۔

حضور ﷺ کا معاشرتی انقلاب، اسلام کے نظام عقاید کا پرتو لیے ہوئے ہے۔ اسلام کی اساس عقیدۂ توحید پر ہے اور اس کے ثمرات معاشرتی نظام میں وحدت کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں۔ اسلامی معاشرت میں مساوات، اخوت، رواداری، ہمدردی اور ایثار کی صفات پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کا براہ راست اظہار ہیں۔ اس معاشرت کی تعمیر میں عبادات نے بھی خصوصیت سے اپنے اثرات پیدا کیے ہیں۔ نماز میں اس کی ہیئت و ترکیب کے اثرات معاشرتی تشکیل پر مرتب ہوئے ہیں۔ جو صف بندی نماز میں ضروری ہے وہی ارتباط و اختلاط ہمیں مسلمانوں کی عملی زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ روزے میں ہمدردی و غمخواری کے پہلو کو روح تقویٰ کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کا پورا عمل ہی اسلامی معاشرت کی معاشی ناہمواریوں کو دور کرتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے حقوق اور مساوات کے ضمن میں تو پیغمبر انسانیت ﷺ کا اسوہ بہت ہی تابناک مثال پیش کرتا ہے۔

اسلامی معاشرت کے حسن اور اس کی صفات کو جاننے کے لیے اسلام کے عطا کیے ہوئے ان بنیادی حقوق پر نگاہ ڈالنا چاہیے جن میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا ایک مستقل ضابطہ عطا کیا گیا ہے۔ کتاب و سنت میں ان حقوق کے احترام اور ان کی ادائیگی کی مستقل تعلیمات دی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض ضوابط کی ادائیگی تو اخلاقیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دائرے میں آتی ہے مگران کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے جن کی ادائیگی کا ایک قانونی اورشرعی پہلو ہے جس کے نفاذ کی ذمہ داری اسلامی ریاست اوراس کے متعلقہ اداروں پرعاید ہوتی ہے۔یوں حضور ﷺ نے معاشرت کے میدان میں جوانقلاب برپا کیا وہ اپنی عملی ترکیب کے اعتبار سے اس کائنات کا سب سے پہلا اور سب سے آخری عملی انقلاب ہے۔

ذرا عرب کی سرزمین کوآج سے چودہ سوسال پیشتر کی فضا میں دیکھیے ،ایک صحرائی قوم جومختلف قبائلی اورنسلی تفاخر کی زنجیروں میں جکڑی دکھائی دیتی ہے۔غلامی کا ایک بدترین ادارہ اپنی پوری ہیئت کے ساتھ قائم ہے۔حکمرانوں اور رعایا کے درمیان حقوق کی مساوات کا کوئی تصورنہیں ملتا۔بعض تہذیبیں ذات پات کے بدترین نظام کواپنائے ہوئے ہیں۔ آقائیت اورغلامی کے مظاہر انسانی تذلیل کے نقشے پیش کر رہے ہیں۔ایرانی تہذیب میں بہن اور بیٹی سے بھی ازدواجی تعلق کو بادشاہوں تک کے درجے میں روا رکھا جاتا تھا۔یوں معاشرتی اصلاح کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی تھی۔حضور سرورکائنات ﷺ نے اس معاشرتی صورت حال میں قرآن مجید کی تعلیمات کودعوت کے بطورعرب کے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور بتایا کہ اے افرادنسل انسانی !تم سب ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد سے ہو،ہم سب آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اورآدم علیہ السلام کومٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔

پھرساری نسل انسانی انھی کے توسط سے آگے بڑھی ہے۔سورۃ الحجرات میں یہ تعلیم دی گئی کہ یہ قبائل اور برادریاں تومحض تعارف کے لیے بنائی گئی ہیں وگرنہ عزت وتکریم کا معیار نام ونسب یا کوئی اوردوسری معاشرتی نسبت نہیں بلکہ تقویٰ واخلاق ہے۔تاریخ معاشرت میں تکریم آدمیت کے اس نظریے نے اس تہذیب کوحجازی اورعرب سرزمین سے نکال کر چاردانگ عالم میں پھیلا دیا۔اسلامی معاشرت میں حسن سلوک اورحق ہمسائیگی کے جوتصورات دیے گئے ہیں،والدین اوراولاد کے جن حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔زوجین کے درمیان جس معاشرتی رشتے کواخلاقی تعلیم کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اس کے نتیجے میں وہ معاشرتی انقلاب سامنے آتا ہے کہ جس میں غلام، آزادقوموں کی سربراہی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔جنگ وجدل میں بھی اخلاقی اقدار کے تحفظ کا سامان کیا جاتا ہے۔ انصار و مہاجرین کے درمیان اخوت پیدا ہوتی ہے۔پھر یہ اخوت معاشرتی سطح پرایک عالمگیر دائرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنالیتی ہے جس کا ایک مظہر حج بیت اللہ کے موقع پر ہوتا ہے کہ مشرق ومغرب کے تمام کالے گورے انسان مختلف علاقوں، نسلوں، زبانوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے کے باوجود وحدت انسانیت کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ پیغمبر اسلام حضور نبی کریم ﷺ کا یہ معاشرتی انقلاب تاابد انسانوں کو اپنے مثبت اثرات سے مستفید کرتا رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ للعالمین ﷺ
روشن تحریریں

(قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری)

سیرت نگاری کی اصطلاح اردو ادبیات میں تخصیص کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ اور سنت مطہرہ کی جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ متعلق ہے۔ موجودہ دنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان ایسی نہیں ہے جس میں سیرت النبی کا تذکرہ یا ذخیرہ موجود نہ ہو مگر عربی زبان کے بعد سیرت کا سب سے بڑا اور وقیع ذخیرہ اگر کسی زبان میں موجود ہے تو وہ اردو ہے۔ اردو زبان میں یوں تو چھوٹی بڑی تین ہزار سے زاید کتب سیرت کے موضوع پر لکھی گئی ہیں مگر ان میں جو عزت و مقبولیت تین کتب کو حاصل ہے وہ کسی دوسری کتاب کے حصے میں نہیں آئی ہے۔ ان میں سے اوّلین کتاب رحمۃ للعالمین ہے جسے قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ نے تین جلدوں میں لکھا ہے جبکہ دوسری علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی سیرۃ النبی ہے جس کی ابتدائی دو جلدیں علامہ شبلی نعمانی اور بقیہ پانچ جلدیں ان کے لائق شاگرد سید سلیمان ندوی کے قلم سے لکھی گئی ہیں۔ تیسری اہم کتاب ''الرحیق المختوم ﷺ'' ہے جسے صفی الرحمٰن مبارکپوری نے لکھا اور اسے عالمی سطح پر سیرت نگاری کے ایک مقابلے میں اول انعام کا حق دار ٹھہرایا گیا۔ اس کے علاوہ بیسیوں موضوعات سیرت پر سیکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں مگر اہمیت، سبقت اور قبولیت کے لحاظ سے مقدم الذکر تین کتابیں لائق توجہ ہیں اور ان میں اول الذکر تصنیف لطیف ''رحمۃ للعالمین'' پر اس مضمون میں تفصیلی تذکرہ مقصود اور مطلوب ہے۔

''رحمۃ للعالمین'' کے فاضل مصنف قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری ایک جامع اہم شخصیت ہیں جن کی ذات میں علم و فضل، زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصیات یکجا دکھائی دیتی ہیں۔آپ کے والد قاضی احمد شاہ بن معز الدین بن باقی باللہ کے بزرگوں کا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ان کے ایک بزرگ پیر محمد مغل سلطنت میں منصب قضا پر فائز تھے۔ان کا خاندان ضلع فیروز پور کے ایک گاؤں بڈھمال میں رہائش پذیر تھا مگر وہاں سے ریاست پٹیالہ کے ایک تاریخی قصبے منصور پور میں مستقلاً رہائش پذیر ہو گیا۔

مصنف کے دادا باقی باللہ حضرت غلام علی شاہ مجددی دہلوی کے خاص مریدوں میں شامل تھے۔آپ کے والد قاضی احمد شاہ ۱۸۳۴ء/۱۲۵۰ھ میں منصور پور میں پیدا ہوئے۔ ریاست پٹیالہ کے محکمہ مال میں ملازمت اختیار کی۔سر سید احمد خاں جب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چندے کی غرض سے پٹیالہ آئے تو ریلوے سٹیشن پر جن لوگوں نے استقبال کیا ان میں مصنف کے والد گرامی بھی شامل تھے۔یہ ۹ رفروری ۱۹۱۰ کو راہی ملکِ بقا ہوئے۔انھی قاضی شاہ احمد کے تین بیٹے تھے جن میں سب سے بڑے قاضی محمد سلیمان تھے جب کہ دوسرے عبدالرحمٰن ریاست میں وکیل تھے اور ریاضی اور فلکیات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔سب سے چھوٹے بیٹے محمد بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔قاضی محمد سلیمان ۱۸۶۷ء بمطابق ۱۲۸۴ھ میں منصور پور میں پیدا ہوئے۔والدین بہت صالح اور عبادت گزار تھے۔والدہ ''اللہ جوائی'' انھیں وضو کر کے دودھ پلایا کرتی تھیں۔قرآن مجید دل لگا کر پڑھا۔ضلع لدھیانہ کے مولوی عبدالعزیز سے علوم ابتدائیہ کی سند حاصل کی۔فارسی زبان ایک اور استاد سے سیکھی۔تعلیم سے فراغت کے بعد پٹیالہ میں محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی مگر خداداد صلاحیت اور استعداد کے باعث جلدی صیغۂ عدالت میں شامل ہوئے اور بالآخر ترقی کرتے ہوئے اس ریاست کے سیشن جج بنا دیے گئے۔مطالعے کا شوق تھا۔وسیع المطالعہ تھے اور ابتدا میں طبیعت مناظرانہ رنگ میں رچی ہوئی تھی۔آپ کثیر التصانیف ہیں مگر خالص سیرت نبوی ﷺ پر آپ کی تین وقیع تصانیف مدت العمر سے اہل ذوق اور ارباب تحقیق سے خراج عقیدت وصول کر رہی ہیں۔۱۸۹۹ء میں آپ نے مہر نبوت کے نام سے پچاس صفحے کے قریب ایک مختصر رسالہ لکھا جو بچوں کے نقطۂ نظر سے سیرت نگاری کی ایک کامیاب کوشش ہے اور اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔آپ ﷺ کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف ''بدر البدور'' میں ''غزوۂ بدر'' کے شرکاء بشمول حضور سرور ﷺ کائنات تفصیلی اور تحقیقی تذکرہ ہے جو اردو زبان میں اپنے موضوع کے لحاظ سے اولیت رکھتا ہے۔ ''سید البشر ﷺ'' دو حصوں میں آپ کی چار تقاریر سیرت کا مجموعہ ہے جس میں پہلی تقریر ''پیغمبر اسلام ﷺ'' کے نام سے ایک سو صفحے کے قریب ہے جب کہ دوسری تین تقاریر کے عنوان ربیع القلوب فی سیرۃ المحبوب ﷺ، ''سراج منیر'' اور ''اسوۂ حسنہ'' ہیں۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری قدرت سے ایک سیرت نگار کا دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے۔ لہٰذا انھوں نے اُردو زبان و ادب میں سیرت نگاری کا دنیا میں سب سے بڑا شاہکار ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' کی صورت میں تین جلدوں میں تحریر کیا ہے۔ آپ کے پیش نظر سیرت کے اس منصوبے کو تین مستقل حصوں میں تحریر کرنا تھا جس کا پہلا مختصر حصہ ''مہر نبوت'' ہے جو حضور ﷺ کے تیئیس سالہ دور نبوت کی سرگرمیوں کا خلاصہ ہے۔ جب کہ متوسط حصہ تین درمیانے حجم کی جلدوں کی شکل میں رحمۃ للعالمین ﷺ ہے جس کا تفصیلی مطالعہ ہمارے پیش نظر ہے۔ تیسرا مطوّل حصہ آپ لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر عمر نے وفا نہ کی، آرزو ہنوز تشنۂ تکمیل ہے اور نہ جانے یہ سعادت کس کے حصے میں رکھی ہوئی ہے۔

السیرہ کا لفظ عربی زبان میں عادت، طریقے، طرز زندگی، ہیئت، سوانح عمری اور لوگوں کے ساتھ برتاؤ کی کیفیت کو کہتے ہیں۔ یہ سیرت ابتداً مغازی پھر شمائل پھر دلائل اور معارج اور مدارج کے عنوانات کے تحت لکھی جاتی رہی مگر بیسویں صدی کا نصف اول اردو زبان میں سیرت نگاری کا نقطۂ معراج اور اوجِ کمال ہے۔ ''رحمۃ للعالمین'' آسمان سیرت پر ایک قطبی تارے کی طرح فروزاں دکھائی دیتی ہے۔ اس کی جلد اول ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی جو ایک مقدمے اور پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ طویل مقدمہ بذات خود فہم سیرت کا ایک تفصیلی بیان ہے۔ دیگر ابواب میں وقائع سیرت کا تحقیقی تذکرہ ہے مگر اس جلد میں واقعات سیرت کی ترتیب کے ساتھ روایات کی صحت و درستی کا التزام کیا گیا ہے۔ روایت و درایت سیرت کے لحاظ سے اردو زبان کی کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس جلد کے مطالعہ سے مصنف کے مطالعہ کی وسعت اور اخذ نتائج کی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلوب نگارش کا ایک ایسا پیرایہ اختیار کیا گیا ہے کہ جس سے حضور ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ذات سے والہانہ محبت وعقیدت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کی دوسری جلد آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور علم وتحقیق کا ایک سمندر اس میں ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دیتا ہے۔اس میں آپ ﷺ کے انساب، امہات المومنین رضی اللہ عنہن، غزوات، اساطیری ادب، افضلیت سید المرسلین، رحمۃ للعالمینی، حُبّ النبی ﷺ اور تقویم میں سنین وحساب جیسے اہم، دلچسپ اور نادر موضوعات پر قلم اٹھایا گیا ہے۔اس جلد کے مطالعہ سے ان کے ہاں آسمانی اور غیر آسمانی کتابوں کے مطالعے کا گہرا شعور ملتا ہے۔ واقعات سیرت میں رطب ویابس کی بجائے صحت وثقاہت کا اسلوب اس تحریر کا طرہ امتیاز ہے۔تاریخی روایات پر جو انتقاد کا اسلوب اور روایتی معیار انھوں نے پیش نظر رکھا یہ اسلوب سیرت نگارانِ اردو میں تو کجا عربوں کے ہاں بھی مفقود دکھائی دیتا ہے۔کتاب کا آخری باب واقعات سیرت کی تاریخی تقویم کے تعین میں اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔اس کتاب کی تیسری جلد بظاہر خصائص النبی، خصائص القرآن اور خصائص الاسلام کے تین ابواب ہیں مگر یہ سیرت کے مستقل ابواب ہونے کے ساتھ اسلامی حکمت تعلیم کا سب سے مضبوط اور مدلل اظہار ہیں جن کا مطالعہ کرتے ہوئے حقائق دماغ کے راستے دل میں اترتے اور ایمانی کیفیات کو منظم ومستحکم کرتے دکھائی دیتے ہیں۔قاضی صاحب کا قلم محبت رسول ﷺ میں مستغرق دکھائی دیتا ہے۔یہ مجلدات محدثانہ بصیرت کے ساتھ مورخانہ ثقاہت کا عمدہ نمونہ ہیں۔سیرت نگاری کی کتب کا تقابلی مطالعہ کریں تو اس کی عظمت کے کئی باب کھلتے ہیں۔اسلوب میں طرز استدلال ایک قوت اور شان پیدا کرتا ہے۔اس معرکہ آراء کتاب سیرت کی دوسری جلد ۱۹۲۱ء جبکہ تیسری جلد آپ کی ایمان افروز وفات کے بعد سید سلیمان ندوی کے مقدمے کے ساتھ ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ بحیثیت پیغمبر انقلاب

(جامع انقلابی پیغام، لا الہ الا اللہ)

اس کائنات کے نقشے پر جب حضرت انسان نے قدم رکھا ہے اس کی تعمیر و ترقی اور اس کی فلاح کے لیے مختلف شخصیات نے متعدد اوقات اور زمانوں میں اپنے اپنے پروگرام پیش کیے ہیں۔ ان شخصیات میں بڑے بڑے سلاطین اور فاتحین، امیر لشکر اور سپہ سالار، عدل وانصاف کی مسند پر براجمان مُنصفین، فلاسفر اور حکما، مفکرین اور قائدین، علما اور ادبا الغرض بیسیوں نوعیت کی ہزاروں شخصیات موجود ہیں جن کے اچھے یا برے اثرات بھی تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں۔ ان شخصیات کے علاوہ کچھ ہستیاں وہ ہیں جن کو تاریخ سلسلۂ انبیاء ورسل سے موسوم کرتی ہیں جنھوں نے اپنے اپنے زمانوں میں اپنی فکر سے کوئی بات کہنے کی بجائے نوامیسِ الٰہیہ کو علم وحی جیسے مستند اور معتبر ذریعے سے بیان کیا اور دنیا کو ایک ذہنی انقلاب سے آشنا کیا۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ اس کائنات میں جب کبھی کوئی سچا انقلاب آیا وہ انبیاء رسل ہی کے ذریعے سے برپا ہوا اور اسی کے اثرات صحت مند اور دیرپا ثابت ہوئے۔ اس کے مقابلے میں انسانی فکر نے جو انقلابات برپا کیے وہ محض عارضی تغیرات تھے جن کے کبھی بھی دیرپا اور ہمہ گیر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ اس تاریخی تقابل سے یہی حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ سچا، صحیح اور دیرپا انقلاب تو صرف پیغمبرانہ انقلاب ہوتا ہے۔

انبیاء ورسل جو دعوت انقلاب لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے ابتدأ اس کا دائرہ کار ایک خاص قوم، ایک محدود علاقے اور ایک خاص وقت اور دور کے لیے ہوتا تھا مگر اس سلسلۂ نبوت ورسالت کے آخری پیغامبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جس وقت اسلام کی دعوت انقلاب کے ساتھ مبعوث ہوئے تو اس دعوت اور انقلاب کی تکمیل کر دی گئی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ۵:۳)

''آج کے دن ہم نے تمھارے لیے تمھارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت کو انسانیت کے لیے تمام کر دیا اور دین وشریعت کو تمھارے لیے بطور ایک (طرز حیات) کے پسند کر لیا ہے۔''

اب دین وشریعت کی یہ آواز جو عظیم پیغمبر انقلاب حضرت محمد ﷺ کے ذریعے سے پوری انسانیت کو پہنچا دی گئی اس دعوت کو تمام کائنات کے تمام انسانوں کے لیے قیامت تک کے لیے متعین کر دیا گیا۔

تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ ساتویں صدی عیسوی کی ابتدا میں حجاز کی سرزمین سے جس انقلابی دعوت کی آواز اٹھائی گئی وہ اگرچہ ابتدا میں صرف مدینۃ النبی کے چار مربع کلومیٹر رقبے سے شروع ہوئی مگر عہد رسالت کے اختتام تک یہ دعوت تیرہ لاکھ مربع میل میں رہنے اور بسنے والے انسانوں تک پہنچ گئی۔ عہد فاروقی میں اس دعوت کا دائرہ بائیس لاکھ مربع میل تک پھیل گیا۔

اور پہلی صدی ہجری کے اختتام پر پینتالیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم تھی اور تمام دنیائے معلوم تک اسلام کا پیغام پھیل چکا تھا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تاریخ عالم نے پہلی مرتبہ ایک مکمل، جامع، ہمہ گیر اور عالمگیر صداقتوں پر مبنی نظام انقلاب اور پیغام اسلام کو دیکھا، سنا اور اس کے اثرات کو زندگی اور ریاست کے ہر دائرے میں محسوس کیا۔ اس انقلابی پیغام کی اساس کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر رکھی گئی جس کا مفہوم اس کے علاوہ کچھ اور نہیں تھا کہ اس کائنات میں حقیقی حکمرانی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول اور نمائندے ہیں۔ اس کا پہلا حصہ مسلم امت کے مقصد زندگی کو واضح کرتا ہے۔ جب کہ اس کلمے کا دوسرا جزو اس طریق زندگی اور ضابطۂ حیات کو واضح کرتا ہے جس پر چل کر ایک حق کا مسافر اپنی حقیقی منزل مراد کو پہنچ جاتا ہے۔

یہاں یہ امر پیش نظر رہے کہ تاریخ عالم کا یہ واحد انقلاب ہے جو انتہائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدود وسائل کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کا ابتدائی انقلابی دورانیہ تئیس سال پر محیط ہے مگر اس کے اثرات عرب و عجم تک پھیل گئے اور اس نے نہ صرف اپنی معاصر قوتوں اور نظاموں کو مسخر کر لیا بلکہ آج تک خیر و شر اور حق و باطل کی معرکہ آرائی میں یہ ایک فیصلہ کن قوت اور پیغام کا درجہ رکھتا ہے۔ قرآن مجید کا مطالعہ ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کرتا ہے کہ یہ انقلابی دعوت صرف غلبے کے لیے ہے۔ اس کے حاملین کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے۔ دعوت کے اس مزاج نے ملت اسلامیہ میں جہاد کے جذبات کو فروغ دیا ہے۔ یہ انقلابی دعوت، حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے قالب میں ڈھل کر ایک مثالی نمونۂ عمل بن گئی اور آج ملت اسلامیہ کے پاس ایکسپورٹ کوالٹی کی سب سے بڑی چیز بھی انسانی انقلابی دعوت ہے جو عالم اسلام کے موجودہ فسادِ قلب و نظر کا تریاق پیش کر سکتی ہے۔

حضور سرور کائنات ﷺ کے اس انقلابی پیغام کا پہلا دائرہ عقاید کا تھا، جس میں آپ ﷺ نے فکر و نظر کا انقلاب پیدا کر دیا۔ عقیدۂ توحید ایک قوت بخش نظام حیات کا پیغام بن گیا۔ فکر و نظر کا یہ انقلاب ایک ایسی تعلیم پر مبنی تھا جو خالصتاً کتاب و سنت کی دعوت تھی، جس سے علوم وحی کے ذریعے ایک تعلیمی انقلاب کی بنا ڈالی گئی۔ یہ تعلیمی انقلاب لفظ اقراء سے شروع ہوا اور علم الانسان مالم یعلم کی منزلیں طے کرتا ہوا کائنات کے حقیقی انقلاب کی دائمی بنیاد بن گیا تھا۔ جس نے مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو ایک مثالی شان عطا کی۔ اسلامی کلچر نے دنیا کو عقل و شعور کے پیمانے عطا کیے اور مادی تہذیبوں اور لادینی ثقافتوں کی بجائے ایک ایسی دائمی اور غیر فانی اسلامی تہذیب سامنے آئی جس نے قیصر و کسریٰ کی ثقافتوں کو شکست دے کر اپنا سکہ جمایا اور تاریخ میں بعد کی سلطنتوں کے لیے ایک انمٹ نقشہ قائم کر دیا۔

اس دعوت نے معاشیات کی دنیا میں بھی ایک انقلاب پیدا کیا جس کی تشریح علامہ اقبال نے اپنی زبان میں یوں فرمائی:

کس نباشد در جہاں محتاج کس
نکتۂ شرع مبیں ایں است و بس

اس دعوت نے اپنے تصورات معیشت کے ذریعے ایک حقیقی فلاحی مملکت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنیاد رکھی اور ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جس میں اخوت ومحبت اور باہمی ہمدردی وغمگساری کے جذبات کو فروغ ملا۔اس دعوت نے عدل اجتماعی کی ایسی فضا کو جنم دیا جس نے افراد اور اقوام کے درمیان ناانصافیوں کے سارے دروازے بند کر دیے۔عدل وانصاف کے لیے حدود وتعزیرات کے وہ ابدی اصول اور قوانین عطا کیے جن کے باعث اسلامی ریاستیں اور معاشرے مثالی امن وسکون سے آشنا ہوئے۔اس دعوت کی خیر وبرکت سے مثالی خاندان اور مثالی معاشرے وجود میں آئے۔

اخلاقیات وروحانیات کے میدان میں اس نے عجمی ، ہندی اور یونانی تفلسف اور فکر کی کثافتوں کو رفع کر کے طہارت وتقویٰ کا دینی اور اسلامی مزاج پیدا کیا۔قوانین صلح وجنگ میں ایک نئے باب کو شروع کیا۔جنگ کی ہولناکیاں جہاد کی فضا میں بدل گئیں اور اسلامی نقطۂ نظر سے اقوام عالم کے درمیان ایک نئے سوشل کنٹریکٹ یا معاہدۂ عمرانی کی بنا رکھی جس نے اسلامی ریاست کی تشکیل سے بین الاقوامی استعمار اور استبداد کے راستے بند کیے۔حضور ﷺ کا لایا ہوا یہ دائمی انقلاب آج بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول کی بنا پر قائم ہے اور اقوام عالم کے پر امن مستقبل اور اخروی فلاح کا ضامن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ حجۃ الوداع

خطبہ حجۃ الوداع تاریخ انسانیت کا ایک بے نظیر اور بے مثیل خطاب ہے۔ عرب اپنی فصاحت و بلاغت کی بنا پر ہمیشہ سے ممتاز رہے ہیں اور ان کے ہاں اس احساس تفاخر کا اظہار بھی ملتا ہے۔ خود حضور ﷺ نے بھی اپنے اس امتیاز کا اظہار یوں کیا ہے کہ:

انا افصح العرب۔

''یعنی میں عرب کا سب سے فصیح انسان ہوں''۔

پھر ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں فصیح تر ہوں، قریشی ہوں اور میری زبان بنوسعد کی زبان ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع اپنی تعلیمات، موضوعات، فصاحت و بلاغت، اثر انگیزی، جامعیت، حسن کلام اور حسن تاثیر کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ خطبات رسالت میں اس خطبے کا تذکرہ جس بھرپور انداز میں ہوا ہے اس کا باعث اس کی تعلیمات اور موضوعات ہیں۔ انسانیت کی عظمت و شرف، حقوق کی برابری اور مساوات، استحصال کا خاتمہ، اتحاد و اتفاق، فرسودہ روایات کی بیخ کنی، رنگ و نسب کے امتیاز کا خاتمہ، عدل وانصاف، انتقام اور عفو و درگزر، تصور آخرت اور کتاب و سنت کی دائمی حیثیت جیسے اعلیٰ اور بلند پایہ مضامین اس خطبے میں بیان ہوئے ہیں۔ انتخابِ الفاظ اور اسلوب بیان دونوں فصیح و بلیغ ہیں۔ اس لحاظ سے کائنات میں انسانیت کے سامنے خطبات کے جتنے پیرائے موجود ہیں یہ خطبہ ان میں بوجوہ سب سے بلند تر ہے۔ آج تک کسی لیڈر یا واعظ کو ایسا خطبہ پیش کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اس بلند پایہ خطبے کے آخری حصے سے دو اہم ترین موضوعات ہمارے پیش نظر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہجرت کا دسواں سال ۶۳۲ء کا ہن اور فروری کا مہینہ اور ہجری تقویم کے اعتبار سے ۹رذی الحج ۱۰ھ کی ساعت مقدس تھی۔ وہ پیغمبر ﷺ جو بے سروسامانی کے عالم میں یثرب میں داخل ہوا اب بارہ لاکھ مربع میل کی سلطنت کا تاجدار تھا۔ ۹ھ میں حج کی فرضیت ہوئی تو اس سال حضور نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج بنا کر روانہ کیا مگر اس سال مدینہ کے اطراف واکناف میں یہ اعلان عام کر دیا گیا تھا کہ ۱۰ھ کے اس حج میں حضور ﷺ خود تشریف لائیں گے۔ حضور اپنی اونٹنی قصوا پر تشریف فرما ہوئے۔ میدان عرفات کا ادب آمیز ماحول اور سکوت ہے اور ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب قریب صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے سامعین متوجہ ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک طویل خطبے کے آخر میں یہ الفاظ دہرائے:

الولد للفراش وللعاهر الحجر وحسابهم على الله من ادّعىٰ الى غير ابيه او تولى الى غير مواليه فعليه لعنة الله۔

''بچے کا نسب اسی مرد سے ثابت ہوگا جس کی وہ بیوی ہے، جس نے بدکاری کی اس کے لیے سزا ہے یعنی (بچہ اس کا نہیں کہلائے گا) اور ان کا حساب کتاب اللہ کے ذمہ ہے۔ جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی یا کسی غلام نے اپنے کو کسی دوسرے مالک کی طرف منسوب کیا اس پر خدا کی لعنت ہے۔''

حجۃ الوداع کے اس خطبے میں بالعموم اور اس اقتباس میں بالخصوص اجتماعی زندگی کی بنیادوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔ اس میں رسوم جاہلیت کی نفی کی جا رہی ہے۔ اس خطبے کے حوالے سے حضور ﷺ نے انسانی زندگی کے معاشرتی، معاشی، سیاسی، عدالتی، تہذیبی اور ثقافتی پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

اس خطبے کے مذکورہ حصے میں شرف انسانیت کی حدود کے تحفظ کے لیے معاشرت کے جس تصور کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس خطبے کا ایک اہم ترین پہلو ہے۔ نسل انسانی کی بقا اور نشو ونما کے لیے جس صحت مند نقطۂ نظر کی ضرورت ہے اسے پوری جامعیت اور اعجاز واختصار کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے۔ انسانی معاشرت میں ایک فرد کے حقوق، نسب ونام کے تحفظ اور وقار کے لیے اس سے بہتر کلام اور اہتمام اس سے قبل کبھی موجود نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اسی حقیقت کو فتح مکہ کے خطبے میں بھی بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے گروہ قریش! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباؤ اجداد پر فخر وغرور کو زائل کر دیا۔ سب انسان آدم سے پیدا ہوئے اور آدم مٹی سے ہیں۔ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمھارے گروہ اور قبیلے بنادیے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک تم میں سے سب سے زیادہ شریف اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔''

انسانی معاشرت کے اس احترام اور نام ونسب کے اس تحفظ کے ایک اور پہلو کی طرف بھی اس خطبے میں متوجہ کیا گیا ہے۔ بعثت نبوی ﷺ سے قبل غلامی کا ادارہ عرب وعجم میں پوری طرح جڑیں پکڑے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے غلاموں کی ذلت کو عزت میں بدلنے کی جو تعلیمات دیں اور جو اقدامات کیے وہ تاریخ انسانیت کا ایک روشن باب ہے۔ آپ ﷺ سے قبل کسی مذہب یا تہذیب میں غلامی سے نجات پانے کا کوئی نسخہ یا علاج تجویز نہیں کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بقول دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے نماز کے ساتھ ساتھ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی طرف توجہ دلائی۔ اسلام نے غلامی میں بہ حد امکان اصلاح کی اور اسے ہمسری اور برابری کے درجے تک پہنچا دیا۔ اسلام نے غلاموں کی بتدریج آزادی اور ان کی مرفہ الحال کے قوانین وضع کیے۔ جنگ کے اسیران کے علاوہ ہر نوعیت کی غلامی کا تدارک کیا اور جنگ کے اسیران کو بھی دور جاہلیت کی طرح قیدی بنانے اور جیلوں میں ڈالنے کی بجائے انسانی اور اسلامی معاشرت کا ایک حصہ بنا دیا۔ غلاموں کی محرومیوں کا ازالہ کیا۔ ذمیوں تک کو غلام نہ بنانے کا تحفظ دیا۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح اور جامع کتاب ''بخاری شریف'' میں امام بخاری رحمہ اللہ نے باقاعدہ ایک باب باندھا ہے کہ ذمی لوگوں کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ ان تعلیمات اور احکامات کے نتیجے میں غزوۂ بدر کے اسیروں کو رہائی ملی۔ غزوۂ حنین کے چھ ہزار قیدی صرف ایک حکم سے آزاد ہو گئے۔ غزوۂ بنی المصطلق میں چھ سو قیدی بنے۔ جن میں سردار حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھیں جو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ انھوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی یعنی روپیہ دے کر آزادی کی اجازت حاصل کرنا۔ جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس مطلوبہ رقم نہ تھی۔ وہ اسی درخواست کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے مطلوبہ رقم بھی ادا کی اور نکاح کر کے انھیں باقاعدہ اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یوں اس اسیرہ کو آزادی بھی ملی اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں شامل ہونے کا شرف بھی مل گیا، نیز اسی کے حوالے سے باقی اسیران جنگ کو بھی رہائی مل گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں گناہوں کے کفارے کی صورت اور قتل خطا میں دیت کے لیے غلاموں کی رہائی کی سہولت پیدا کی۔ حضور ﷺ کی اس خطبہ میں موجود اسی تعلیم کا یہ نتیجہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصر کے گورنر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک شکایت پر یہ لکھا کہ تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنالیا حالانکہ ان کی ماؤں نے انھیں آزاد جنا تھا۔ پھر عہد رسالت، عہد خلافت راشدہ، عہد اموی اور عباسی کے دوران غلاموں کو بڑے بڑے منصب عطا کیے گئے۔ برصغیر میں خاندان غلامان کی حکومت قائم ہوئی۔ حضور ﷺ نے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے کی تحریک پیدا کی، اس کے نتیجے میں سیکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کر کے رہا کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے تیس ہزار غلام آزاد کیے۔ یوں یہ خطبہ شرف انسانیت کی ضمانت دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر علم ﷺ

(۱) نبی اکرم ﷺ کا تعلیمی اسوہ اور قرآن مجید

اللہ تعالیٰ کے بیش بہا اور ان گنت انعامات اور نوازشات میں سے سب سے بڑی نعمت اور نوازش کا نام ہدایت ہے۔اس انمول خزانے سے متعارف کرانے کے لیے قدرت کاملہ نے جہاں صحائف نازل کیے وہاں ان کی تشریح اور توضیح کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں کو بھی منتخب کیا جنہیں ہم انبیاورسل علیہم السلام کہتے ہیں۔اس کاروان نبوت اور قافلہ رسالت کے آخری حدی خوان حضرت محمد ﷺ ہیں جن پر نازل کیا جانے والا صحیفہ انسانیت کے پاس اپنی کامل ترین شکل میں موجود اور محفوظ ہے اور جس کی تشریح وتفسیر اسوۂ رسول کی جامعیت کی صورت میں قیامت تک کے لیے ضوفشاں ہے۔قرآن مجید میں جہاں آپ ﷺ کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا ہے،ان میں تین فرائض بہت نمایاں طور پر بیان ہوئے ہیں؛ اولاً تلاوت وتدریس قرآن،ثانیاً تزکیۂ نفوس اور ثالثاً تعلیم کتاب وحکمت۔قرآن مجید میں ان ذمہ داریوں کو درج ذیل آیات میں پیش کیا گیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران ۳-۱۶۴)

”درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک ایسا پیغمبر ﷺ اٹھایا جو اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات انھیں سناتا ہے۔ ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔"

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الجمعة۶۲:۲)

"وہی ہے جس نے اُمیوں کے اندر ایک رسول ﷺ خود انھی میں سے اٹھایا جو انھیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرہ۲:۱۵۱)

"ہم نے تمھارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمھیں ہماری آیات سناتا ہے، تمھاری زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔"

قرآن مجید میں ایک مقام پر دعائے خلیل میں بھی نبی آخر الزماں ﷺ کا تذکرہ مبارک ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرہ۲:۱۲۹)

"اور اے رب ان لوگوں میں خود انھی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کی زندگیاں سنوارے تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔‘‘

قرآن مجید کی ان چاروں آیات پر غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا پہلا کام وحی کے نتیجے میں ملنے والی آیات مبارکہ کی تلاوت وتلقین اور درس وتدریس ہے۔ یوں پیغمبر ﷺ کا منصب ایک معلم کا منصب ہے جو محض اپنی تگ ودو کو ترسیل علم اور تبلیغ ہدایت تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ان تعلیمات کے ذریعے سے ان کے نفوس کا تزکیہ بھی کرتا ہے کیوں کہ اگر تزکیہ نہ کیا جائے تو انسان کی حیوانیت اس پر غالب رہتی ہے۔

قرآن مجید کا مرکزی مضمون بھی خود انسان ہے، جسے خلیفۃ اللہ فی الارض بنانے کے لیے ایک مستقل ضابطہ عطا کیا گیا ہے۔ انسانی سرشت عموماً نفسِ امارہ کے تابع ہوتی ہے، اسے نفس مطمئنہ کی منزل اور مقام پر پہنچانے کے لیے اسوۂ رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ ایک لازمی امر ہے۔ یہاں سے رسالت ایک معلمانہ فریضے کو ادا کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

قرآن مجید نے علم کو ایک بنیادی حقیقت کے بطور متعارف کرایا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے تعظیمی سجدہ کیا، یہ سیدنا آدم ﷺ کی اس فضیلت کی بنا پر ممکن ہوا کہ اسے علم الاشیاء کی معرفت عطا کی گئی۔ اگر علم الانبیاء کی معرفت اسے مسجود ملائک بنا سکتی ہے تو پھر علم الوحی کا حامل ہونے کے بعد اس کا درجہ کیا ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ اسی علم الوحی کو سکھانے اور اس کے موافق انسانوں کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ وتسویہ کرنے کے لیے مبعوث ہوئے۔ قرآن مجید میں پہلی وحی کی پہلی پانچ آیات لائق توجہ ہیں کہ ان میں علم کے فروغ اور تحصیل علم کی اساس کو واضح کیا گیا ہے۔ کسی پیغمبر پر اس درجہ شاندار اسلوب میں وحی کا آغاز نہیں ہوا۔ ان آیات کا متن اور ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (العلق ۹۶:۱-۴)

’’پڑھ (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ پڑھو اور تمھارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔"

ان آیات مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دین شریعت میں تعلیم و تعلّم، درس و تدریس اور قلم و کتابت کی کیا اہمیت ہے۔ قرآن مجید کی بیسیوں آیات میں علم و تزکیہ کی ضرورت اور فضیلت کے حوالے سے واضح اشارات اور احکامات موجود ہیں۔ یوں قرآن مجید امت کی تشکیل کے لیے نصاب کی بنیادی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کا انسانِ مطلوب کیسا ہو؟ اس کی صفات و اوصاف کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ قرآن مجید جس شخصیت پر نازل کیا گیا، اس کی ذات و صفات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا انسان کامل ﷺ ہے جو خلق عظیم کی صفات سے آراستہ ہے۔ اس کے طرز عمل کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا اور اس کے معیار پسند و ناپسند کو ضوابطِ شریعت قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی خاموشی بھی ایک قانون اور دستور کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت مختلف اوصاف و کمالات کی جامع ہے مگر ان میں سب سے افضل و اکمل پہلو آپ ﷺ کا معلّم انسانیت ہونا ہے۔ نبی امی ﷺ نے جس طرح سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نفوس کا تزکیہ کیا، جس انداز میں ان کو قرآنی تعلیمات سے بہرہ ور کیا، جس منہج پر ان کے اخلاق کی تعمیر کی، اسلامی معاشرے اور ریاست کی تشکیل و تعمیر کا یہ مرحلہ اس معلم کے ہاتھوں سرانجام پایا جس کی اپنی تعلیم و تربیت براہ راست مکتب خداوندی میں ہوئی۔

"اللھم صل علی محمدؐ وعلی آل محمدؐ۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہرِ علم ﷺ

(۲) حضور ﷺ کا طریق تعلیم وتربیت

نبوت کا سفر اپنے مقاصد اور غایات کے لحاظ سے تعلیم وتعلم کا سفر ہے۔
آپ ﷺ نے تہذیب الاطفال کو خیر الاشغال قرار دیا ہے۔ تعلیمات نبوی ﷺ از اول تا آخر انسانی شخصیت کی اخلاقی، ایمانی اور روحانی تکمیل کا سامان اور ضمانت فراہم کرتی ہیں۔ حجاز کے صحرائی کلاس روم میں کیسے کیسے شخص آپ ﷺ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے رہے۔ کل تک جو بھیڑ، بکریوں کو چرانے کے بھی قابل نہ سمجھے جاتے تھے، اب وہ امتوں کی نگہبانی اور حکمرانی کے شایاں ٹھہرائے گئے۔ دامان رسالت ﷺ میں پناہ لینے والے لوگ جو کل تک جہالت کی دلدل میں گرے ہوئے تھے، شرک وبدعات کی فضا میں گھرے ہوئے تھے اب وہ علوم حکمت ومعرفت کے خزینہ دار تھے۔ ان کی شخصیات راستی اور عدل کا نمونہ تھیں۔ وہ ایثار پیشہ اور خدمت خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ ان کے دن امور دنیا کو سنوارنے میں صرف ہوتے تو ان کی راتیں حضور حق میں سجدہ ریزی میں گزرتی دکھائی دیتی ہیں۔ آپ ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی اور اسلوب تدریس نرالا تھا۔
آپ ﷺ کے اسباق اور تعلیمات میں ایسی جاذبیت تھی کہ ان کے ذریعے سے اذہان منوّر ہوتے تھے اور قلوب کو طمانیت نصیب ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کے دشمن اور مخالفین بھی آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق اور حسنِ کردار کے قائل تھے۔ وہ آپ ﷺ کے حسنِ بیان کی اعجاز آفرینیوں سے بھی متاثر تھے۔ وہ آپ ﷺ کے معلمانہ کردار کو سمجھنے کی بجائے آپ ﷺ کو جادوگر، ساحر، اور شاعر قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر آپ ﷺ کا پیغام تھا کہ دلوں کو فتح کرتا چلا جارہا تھا۔ اور آپ ﷺ کی تعلیم تھی کہ بتدریج لوگوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرویدہ کرتی چلی جارہی تھی۔ یوں آپ ﷺ کے تعلیمی اسوہ میں بلا کی جاذبیت تھی۔ حبش کے بلال رضی اللہ عنہ، روم کے صہیب رضی اللہ عنہ اور فارس کے سلمان رضی اللہ عنہ بھی اس درس حیات سے مستفید ہو رہے تھے۔ مکہ کی سرزمین میں حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر گہوارۂ تعلیم اور دبستان ہدایت تھا۔ مگر جب آپ ﷺ مدینۃ النبی میں تشریف لائے تو صفہ کا چبوترہ ایک ایسی جامعہ اور درس گاہ کی حیثیت اختیار کر گیا جس میں صرف علوم پڑھائے نہیں بلکہ ان کی وساطت سے بلند سیرت و کردار کے حامل انسان بنائے جاتے تھے۔ جہاں علم تربیت کے آہنگ میں ڈھل کر شخصیت کی نشوونما کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں ایسے افراد اور رجال کار تیار ہو رہے تھے کہ جن سے بہتر صلاحیتوں کے افراد کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ کے طریق تعلیم سے مستفید ہونے والے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے راشدون، صادقون، فائزون اور مفلحون کے القاب سے نوازا، بقول علامہ اقبال:

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

آپ ﷺ کی درس گاہ میں علوم نبوت پڑھائے جاتے تھے۔ کائنات میں انسان سازی کا یہ سب سے بڑا نصاب تھا جس کی تیاری اور فراہمی خود انسانوں کے خالق نے کی تھی اور اس کی تدریس کے لیے اس کائنات کے سب سے افضل و اکمل انسان ﷺ کا انتخاب کیا گیا۔ آپ ﷺ ایک ایسے معلم تھے جن کے معلمانہ کردار نے دماغوں کے ساتھ دلوں کو بھی موہ لیا تھا۔ یہی باعث ہے کہ زندگی کے مختلف مواقع پر آپ ﷺ کے تلامذۂ باکمال نے اپنے اموال اور نفوس کو آپ ﷺ کے اشارۂ ابرو پر قربان کر دیا۔ کائنات نے ابھی تک کسی ایسے معلم کی صورت نہ دیکھی تھی کہ اس کے تلامذہ اور طلبہ اس پر اپنی جانوں تک کو نچھاور کرنے میں عزت وسعادت محسوس کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے طریق تعلیم کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی درس گاہ ہمہ جہت اور ہمہ وقت کھلی رہتی تھی۔ آپ ﷺ مسجد نبوی میں ہوں یا گھر کے حجروں میں سفر میں ہوں یا حضر میں، میدان جنگ میں ہوں یا کسی تجارتی مرکز میں، بڑوں میں تشریف فرما ہوں یا چھوٹوں سے ہم کلام ہوں، خواتین ہوں یا مرد، اپنے ہوں یا بیگانے، امیر ہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا غریب، دشمن ہوں یا دوست، والیانِ ریاست ہوں یا معمولی رعایا کے افراد، آپ ﷺ کا رویہ سب کے ساتھ محبت آمیزی کا ہوتا، بھی آپ ﷺ کی تعلیم، بصیرت اور حکمت سے یکساں مستفید ہوتے۔ دن کے چوبیس گھنٹوں میں آپ ﷺ کا ہر عمل تعلیمی افادیت سے معمور ہوتا۔ آپ ﷺ کا ہر جملہ جو زبان مبارک سے ادا ہوتا، علم وحکمت کے جواہر سے لبریز ہوتا۔ اس کائنات میں آپ ﷺ کے علاوہ کوئی ایسا معلّم دکھائی نہیں دیتا جو جہاں بھی ہو سراپا تعلیم دے رہا ہو اور جس وقت بھی جس حالت میں اسے دیکھو وہ اپنے تعلیمی اسوہ کے موتی لٹا رہا ہے۔ کم عقل اور سادہ لوح بھی اس سے اسی طرح فیض حاصل کرتے ہیں جس طرح کہ ذہین وفطین لوگ، اس کے منہ سے جو الفاظ نکلتے وہ موتی کی لڑیاں بن کر مخاطب کو مسحور کرتے۔ یہی باعث ہے کہ تاریخ میں آپ ﷺ کی ذات ایسے بے مثال معلم کی سی ہے۔ جس کے اقوال ہوں یا اعمال، عادات ہوں یا شمائل، عبادات ہوں یا اذکار، احکامات ہوں یا نصائح ان سب کو کمال درجے میں محفوظ رکھا گیا ہے۔ آپ ﷺ کلام میں افصح العرب تھے۔ مختصر بات کرنے کا ہنر جانتے تھے۔ لفظوں کی تاثیر سے اس قدر آگاہ تھے کہ آپ ﷺ کے فرمودات تاریخ میں ''جوامع الکلم'' کہلاتے۔ آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو سننے والے ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ شاگردوں کا یہ حسن عقیدت تاریخ میں اور کس شخص کو میسر آیا ہے؟

حضور ﷺ کا طریق تعلیم عملی اور مشاہداتی تھا۔ فلسفیانہ کی بجائے حکیمانہ تھا۔ ظنی اور تخمینی کی بجائے یقینی اور اثباتی تھا۔ آپ ﷺ کی گفتگو اور طریق تعلیم میں نہ تو کوئی ابہام تھا اور نہ پیچیدگی۔ ہر بات واضح، دوٹوک، فیصلہ کن، دل میں اتر جانے والی، روح کو سرشار کرنے والی، اخلاق آموز اور حکمت آمیز۔ یوں آپ ﷺ کے طریق تعلیم میں تربیت اور سیرت سازی کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو رب زدنی علما کی دعا سکھائی اور ایسے علم سے پناہ مانگنے کی تلقین کی جس میں نفع مندی نہ ہو۔ آپ ﷺ ہمیشہ مخاطب کی ذہنی سطح، عمر اور نفسیات کے مطابق گفتگو فرماتے۔ لفظوں کو یوں ادا فرماتے کہ کوئی چاہے تو لفظ گن لے۔ نہ اس قدر اونچا بولتے کہ دوسرے کی سماعت پر گراں ہو اور نہ اس قدر پست آواز میں کہ دوسرا سن ہی نہ سکے۔ مجمع زیادہ ہوتا تو اپنی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جگہ جگہ دہراتے تا کہ سب اس کو سن لیں اور مستفید ہوں۔ خطبہ حجۃ الوداع میں عرفات کے صحرائی اور میدانی کلاس روم میں ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب سننے والے تھے مگر سب کے سب آپ ﷺ کے خطبے سے مستفید ہوئے۔ سننے والوں نے اس کی داد دی۔ ریاستوں کے حکمرانوں نے اس کے لکھوانے کی فرمائش اور استدعا کی۔ ایسا تعلیمی نصاب اور ایسا طریق تعلیم اور اسلوب تربیت تاریخ کا سب سے بڑا علمی، اخلاقی اور روحانی ورثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا مطالعہ کرنے اور اس کے موافق اپنی زندگیوں کو ترتیب دینے کی توفیق دے۔

" اللھم صلّ علی محمد و علی ال محمد"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہرِ علم ﷺ

۳ حضور ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی

مسلمان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو معلم انسانیت بنا کر بھیجا اور اس بات کا اعلان عام کر دیا کہ

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا﴾

(الاحزاب ۳۳_۲۱)

''درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ تھا، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے''۔

رسول کریم ﷺ انسانیت کی فلاح اور ان کی اخلاقی نشو ونما کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔ یوں تو اپنے منصب کے اعتبار سے تمام انبیا علیہم السلام معلم ہیں اور وہ اپنے اپنے زمانوں اور زمینوں کے باسیوں کے لیے ہدایت کا پیغام لے کر آئے مگر نبی اکرم ﷺ ایک ایسے دور میں مبعوث ہوئے جس کے ساتھ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور انسانیت کی تعلیم و تربیت کے لیے آخری پیغام عطا کیا گیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمی حکمت عملی کے نتیجے میں ایک طرف۔ صفات المؤمنین کے حامل صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تیار ہوئی تو دوسری طرف ایک مہذب معاشرہ تشکیل پانے لگا جس کے نتیجے میں ایک متمدن ریاست وجود میں آئی جو ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ اور برتر تہذیب و تمدن کی نمائندہ تھی۔ مدینۃ النبی ﷺ کی چار مربع کلومیٹر میں قائم ہونے والی ریاست دیکھتے ہی دیکھتے پہلے قدم پر حجاز میں اپنے قدم مضبوط کرتی ہے پھر شمال کی طرف بڑھی تو قیصر کی سلطنت اس کے زیرنگیں تھی اور شمالی مشرق کی طرف رُخ کیا تو کسرائے ایران کی حکومت وسطوت کے برج گر گئے۔ خلافت راشدہ کے اختتام تک اس تہذیب کا علم کئی ملکوں پر لہرا رہا تھا۔ پہلی صدی ہجری کے اختتام تک تین براعظموں میں عقیدۂ توحید کے ماننے والے موجود تھے اور یوں پہلی مرتبہ عقیدۂ توحید کو ایک عالمی فوقیت حاصل ہوئی اور یہ سب کچھ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی کے باعث منظر عام پر آیا۔

اقوام عالم نے کفر و شرک، ظلم و استحصال، حسب ونسب اور مظاہر پرستی کے امراض سے شفا پائی اور آپ ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کے باعث انسانیت کو عدل اور مساوات، اخوت و محبت، ایثار و ہمدردی اور امانت و دیانت جیسی صالح اقدار و روایات کو سیکھنے اور جاننے کا موقع ملا۔ انسانیت کفرستان کے تاریک اور گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکل کر توحید سے پیدا ہونے والی تہذیب کی روشنی میں سانس لینے لگی اور یہ عالمی انقلاب آپ ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی کا مرہون منت تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور معلمانہ حکمت عملی نے معاشرے اور ریاست کے تمام دائروں اور پہلوؤں کو متاثر کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں انسان ایک ایسے شعور سے آگاہ ہوئے جس نے علوم وفنون کے تمام دائروں کو متاثر کیا۔ اب تجارت و معیشت کے پیمانے بدل گئے۔ عدل وانصاف نے اپنی حقیقی روح کو پالیا۔ جنگ وجدل، صلح وآشتی میں بدل گئی۔ حرب وضرب کے مقاصد بدل گئے۔ تاریخ نے یہ منظر کبھی نہ دیکھا تھا کہ غزوۂ بدر میں جس طرح دشمن کے قیدیوں کو تعلیم کی خدمات ادا کرنے کے عوض رہائی نصیب ہوئی اس طرح دنیا کی کسی اور جنگ میں قیدیوں کے ساتھ ہوا ہو۔ یوں ''تعلیم'' دنیا بھر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک فدیے کے طور پر استعمال ہوئی۔ عدالت کے میدان میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، ملکی اور غیرملکی حتیٰ کہ مسلم اور غیرمسلم کا امتیاز مٹ گیا اور ایک ایسا بے لاگ انصاف سامنے آیا جس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمن کو بھی اعتراف حقیقت پر مجبور کردیا۔ اسی تعلیم کے نتیجے میں وہ خواتین جو کل تک زمین میں زندہ گاڑ دی جاتی تھیں، جنھیں ایک جنس تجارت بنا کر منڈی میں سجایا جاتا تھا اور وہ وراثت میں بھی تقسیم ہو جاتی تھیں، ان کے لیے حقوق کا ایک ایسا ضابطہ عطا کیا گیا کہ وہ تہذیب وتمدن کی اساس بن گئیں۔ ان کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی گئی۔ تعلیم نسواں کے دروازے کھول دیے گئے۔ اب خواتین علم وہنر کی دنیا میں ممتاز ہوئیں۔ اسلامی معاشرے کی تعمیر خواتین کی صالح وتربیت کے بغیر ممکن ہی نہ تھی۔ یوں اسلامی معاشرے اور ریاست کی تعمیر اور اس کے استحکام کے لیے تعلیمی روح کارفرما دکھائی دیتی ہے اور یہ سب کچھ آپ ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی کا اعجاز تھا۔ ہم فلسفۂ تاریخ کے اس پہلو سے آگاہ ہیں کہ کسی سوسائٹی میں اخلاقی فساد اور تمدنی بحران اس وقت پیدا ہوتا ہے جب خود علم ظلمات کے ماحول میں گھر جاتا ہے۔ ایسے عالم میں علم شخصیت کی تہذیب کرنے کی بجائے اسے نفسانی خواہشات کا غلام بنا دیتا ہے اور وہ دنیا کے نقشے پر درندوں سے بڑھ کر ظلم وفساد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے علم کا ایک پاکیزہ تصور دیا۔ آپ ﷺ نے اجزائے میں غور وفکر کی قرآنی دعوت پیش کی اور مظاہر فطرت میں مستور صبغت اللہ کو پہچاننے کی دعوت دی۔ اور جب کوئی ذی ہوش اور سنجیدہ طالب علم اجزائے عالم میں سنت اللہ کی کارفرمائیوں کو دیکھ لیتا ہے اور پہچان لیتا ہے تو پھر یہی ادراک حقیقی علم کی شمع بن کر زندگی کی تاریک راہوں میں اس کے لیے کامل رہنمائی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ علم وحکمت کی ایک ایسی ہی شمع کو حضور ﷺ نے روشن کیا اور اس حکمت کو ایک خیر کثیر قرار دیتے ہوئے اس کی تلاش میں نکلنے کی مستقل دعوت دی۔ جب طالبان علوم نبوت نے علم وحکمت کے اس منہج کو جان لیا تو پھر دیکھتے ہی دیکھتے تین چار صدیوں کے مختصر دورانیے میں انھوں نے علوم وافکار کے انبار لگا دیے۔ علم وتحقیق کے ایسے ادارے قائم کیے اور ان سے ایسی کتابیں تیار کی گئیں جو صدیوں تک عالمی تعلیمی تقاضوں کو پورا کرنے کی محکم سبیل بن گئیں۔ مگر کیا آج ہم اس معلمانہ حکمت عملی کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں؟ عالم اسلام ایک زندہ وحدت ہے مگر ربع مسکوں پر بسنے والی ڈیڑھ ارب کے قریب فرزندان توحید کی جمعیت کچھ منتشر دکھائی دیتی ہے۔ ان کے عزائم میں اضمحلال اور علم وتحقیق کی وادیوں میں سست روی دکھائی دیتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اسے مغلوبیت اور مرعوبیت کا نفسیاتی عارضہ لاحق ہے۔جدید علوم وفنون میں ہم دوسروں کے دست نگر اور محتاج دکھائی دیتے ہیں۔سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہمارا کوئی خاص کردار نہیں ہے۔ہم ہر نوع کے معدنی اور زرعی وسائل رکھنے کے باوجود اقتصادی اور معاشی میدان میں احساس تفاخر سے محروم ہیں۔ہم کبھی سیاسی اور کبھی معاشی استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔نوبت بہ ایں جا رسید کہ ہماری اخلاقی اور انسانی پہچان بھی ہدف تنقید بنی ہوئی ہے۔اس صورت حال سے نکلنے کے لیے ہر فرزند توحید بیتاب دکھائی دیتا ہے مگر اس بحران سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

اس مشکل اور پیچیدہ سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ امت مسلمہ حضور ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی کا ادارک کرے اور اس کی روشنی میں اپنے تصور علم کو درست کرے۔ آپ ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات کی روشنی میں مطلوبہ افراد تیار کیے جائیں جن کے اخلاق بہتر اور اطوار اعلیٰ اقدار کے حامل ہوں۔تعلیم کا بنیادی وظیفہ بہترین افراد تیار کرنا ہے۔اگر تعلیم شخصیت سازی کا فریضہ انجام نہ دے سکے تو پھر مادی ترقی کے انبار لگانے کے باوجود معاشرہ انحطاط کا شکار ہو جاتا ہے۔حضور ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی میں کائناتی قوتوں کی تسخیر سے منع نہیں کیا گیا بلکہ قرآن مجید نے اس کی ترغیب میں متنوع اسالیب اختیار کیے ہیں۔آج عالم اسلام ایک ایسی معلمانہ حکمت عملی سے محروم ہے جس کی اساس علم الوحی پر رکھی گئی ہو اور جو اس وحی کے متن کی تشریح و توضیح رسول کریم ﷺ سے حاصل کرتا ہو۔آپ ﷺ کے تعلیمی اسوہ اور معلمانہ حکمت عملی کے نتیجے میں ہم موجودہ بحران سے نجات پا سکتے ہیں۔اسی سے ہماری نسلوں کی اخلاقی تربیت کا سامان پیدا ہوگا۔اسی کے نتیجے میں معاشرتی استحکام نصیب ہوگا اور ہم ایک مرتبہ پھر عالمی قیادت کا کھویا ہوا منصب حاصل کرنے میں ان شاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔آپ ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی ہی عالم اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے نوید کامل بن سکتی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر علم ﷺ

(۴) حضور ﷺ کی نظر میں تعلیم نسواں کی اہمیت

اسلام سے قبل دوسری تہذیبوں میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بہت ابتر اور پریشان کن تصویر سامنے آتی ہے۔ان سے تحقیر آمیز سلوک روا رکھا جاتا تھا۔وہ سامان تجارت کی طرح بکتی اور بعض اوقات وراثت میں تقسیم ہوتی تھیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسے حقوق عطا فرمائے جس سے ان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ایسے تمام حقوق جن کا تعلق معیشت و معاشرت سے ہے ان کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے مگر ہمیں آج عورت کے اس حق کے بارے میں گفتگو مقصود ہے جو اس کے حق تعلیم کے بارے میں ہے۔تاریخ انسانی میں حضور اکرم ﷺ نے تعلیم نسواں کے ضمن میں جو احکامات دیے ہیں اور جو کوششیں بروئے کار لائے اس کے نتیجے میں خواتین کو اسلامی سوسائٹی میں ایک عزت اور وقار کا مقام حاصل ہوا۔تعلیم کے سلسلے میں زبان رسالت سے یہ ارشاد جاری ہوا:

طلب العلم فريضةٌ على كل مسلم۔

''یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے''،اس حکم میں مرد یا عورت، آزاد یا غلام، چھوٹے یا بڑے، امیر یا غریب غرض کسی نوع کی تخصیص نہ تھی۔آپ ﷺ کے ان تعلیمی احکامات کے نتیجے میں اسلامی معاشرے میں تعلیم نسواں کی روایت کا آغاز ہوا جس سے دنیا کی دوسری تہذیبیں بھی متاثر ہوئیں۔

قدیم معاشروں میں عورتوں پر تعلیم کے دروازے بند تھے حتیٰ کہ بعض حالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں معاشرے کے مرد حضرات کو بھی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی۔مگر رسول کریم ﷺ نے عورتوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ فن کتابت کو بھی سیکھنے کی ترغیب دلائی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے حوالے سے سب لوگ جانتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی ہمشیرہ کی قرآن مجید کی تلاوت سے متاثر ہو کر قبولیت اسلام کے لیے آمادہ ہوئے۔علامہ محمد اقبال نے ''ارمغان حجاز'' کے حصہ فارسی میں ''دختران ملت'' کے عنوان سے جو رباعیات لکھی ہیں ان میں سے ایک میں اس حقیقت کو پیش کیا ہے:

زشام ما بروں آور سحر را ٭ قرآں باز خواں اہل نظر را
تو میدانی کہ سوز قرأت تو دگرگوں کرد تقدیر عمر را

''(اے دختر ملت) پھر قرآن پاک کی تلاوت سے اہل نظر کو متاثر کر کے ہماری شام سے سحر پیدا کر۔تو خوب جانتی ہے کہ تیرے سوز قرأت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقدیر بدل دی تھی۔'' آپ ﷺ کے عہد رسالت میں تعلیم کا حق معاشرے کے تمام طبقات کو حاصل ہوا۔یہ اسی بات کا نتیجہ تھا کہ خواتین نے اپنے لیے الگ سے تعلیم کی غرض سے وقت کا مطالبہ کیا۔آپ ﷺ نے ہفتے میں نہ صرف ان کے لیے ایک دن مقرر کر دیا بلکہ ایک مقام کا بھی تعین کر دیا جہاں خواتین آپ ﷺ سے سوالات کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان کا جواب ارشاد فرماتے تھے۔یاد رہے کہ دین و شریعت کے بعض موضوعات ایسے ہیں جن کا تعلق عورتوں کی شرم و حیا کے ساتھ وابستہ ہے۔لہٰذا ایسی صورت حال میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ان موضوعات کی تعلیم دیتی تھیں۔مکی زندگی میں ترپن سالہ زندگی تک تو آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رفاقت میں زندگی گزاری مگر جب مدینہ میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا تو عورتوں کی خصوصی تعلیم کے لیے آپ ﷺ نے متعدد نکاح فرمائے جن کی تعداد گیارہ تک بیان کی جاتی ہے۔یہ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن صحابیات کو دینی تعلیم دیتی تھیں۔ان میں سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں، شفاء بنت عبداللہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رشتہ دار بھی تھیں کتابت کا فن بھی سیکھا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دین وشریعت کے فہم میں سب سے ممتاز تھیں۔ذخیرۂ حدیث میں ان سے ۲۲۱۰ احادیث روایت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئی ہیں۔ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۷۶ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ۶۵ روایات منقول ہیں۔ ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب "جوامع السیرہ" میں لکھا ہے کہ صحابیات میں کم از کم بیس کے قریب ایسی ممتاز خواتین تھیں جو صاحب فتویٰ فقیہ تھیں۔ عہد خلافت راشدہ میں خواتین کی الگ سے درس گاہیں تھیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور تعلیم دیتی تھیں۔ ان درس گاہوں میں مرد حضرات بھی حاضر ہوتے اور پردے کی آڑ میں مسائل پوچھتے تھے۔ یہ سب اس تعلیم نسواں کے حق کا نتیجہ اور ثمر تھا جو حضور ﷺ نے عطا فرمایا۔

نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ صحابیات حصول علم کے لیے حضور ﷺ کے کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوتیں اور کبھی براہ راست اور کبھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعے علم دین سیکھتی تھیں۔ ایسی خواتین میں انصار کی عورتیں بہت پیش پیش تھیں۔ صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انصار کی عورتیں خوب ہیں کہ دین کے علم کے حصول میں انھیں حیا مانع نہیں ہوتی۔ اسی طرح خطبۂ جمعہ اگرچہ عورتوں کے لیے فرض نہیں ہے مگر انھیں اس میں حاضر ہونے کی اجازت تھی۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کہتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کا خطبہ جمعہ کے دن سب سے پچھلی صف میں بیٹھ کر سنتی تھی۔

عورتوں کی تعلیم کے سلسلے میں یہ ادب جاننا ضروری ہے کہ آپ ﷺ ان کا مردوں سے اختلاط پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے ایک اسلامی ریاست میں عورتوں کی تعلیم کے لیے الگ سے انتظام ضروری ہے۔ اسی طرح عورتوں کے تعلیمی نصابات کو بھی ان کی طبعی اور نفسیاتی کیفیات کے موافق ہونا چاہیے۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کا خصوصیت سے انتظام کریں۔ یہ اولیت ہمیشہ اسلام اور داعی اسلام ﷺ کے ساتھ مخصوص رہے گی کہ تاریخ انسانی میں آپ ﷺ نے طبقۂ نسواں کو تعلیم کے حقوق عطا فرمائے۔ اور آپ ﷺ نے اس کے لیے ریاست میں خصوصی انتظامات فرمائے۔

حدیث میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت موجود ہے کہ آپ ﷺ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ نے انصار کی خواتین کو ایک مکان پر جمع کیا اور ہمارے پاس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو وعظ کے لیے بھجوایا۔ انھوں نے اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہوکر خواتین کو سلام کہا اور کہا کہ میں آپ خواتین کے پاس رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ حضور ﷺ نے حکم دیا ہے کہ عیدین میں نوجوان اور حائضہ عورتیں بھی عیدگاہ چلیں (مگر موخر الذکر نماز میں شریک نہ ہوں) اور یہ کہ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں اور آپ ﷺ نے عورتوں کو جنازے کے پیچھے چلنے سے منع کیا۔ آپ ﷺ کے فرامین و ارشادات میں یہ بات درج ہے کہ آپ ﷺ نے بچیوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی۔ تعلیمی ترغیب کے ضمن میں یہ کس قدر دلچسپ بات ہے کہ جو مرد اپنی منکوحہ بیوی کو حق مہر دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ اسے قرآن مجید کی چند سورتیں زبانی یاد کرا دے۔ آپ ﷺ کی ایسی ہی ترغیبات کا یہ نتیجہ تھا کہ بہت جلد صحابیات رضی اللہ عنہن کی ایک بہت بڑی تعداد مختلف علوم وفنون کی ماہر بن گئی۔ ان میں قرآن مجید کی حفاظ بھی تھیں، مفسر بھی تھیں، شاعرات بھی تھیں، فن کتابت سے شناسائی رکھنے والی بھی تھیں۔ افتاء و فقاہت کے درجے پر بھی فائز تھیں۔ تاریخ کے اوراق کھنگالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات صرف علوم اسلامیہ ہی کی ماہر نہ تھیں بلکہ مختلف فنون میں بھی مہارت رکھتی تھیں۔ ان کی ذہنی بالیدگی اور نفسیاتی شعور اس قدر پختہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں شرائط کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو بددلی موجود تھی اور جس کے باعث وہ قربانی کا حکم سننے کے باوجود متذبذب تھے یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ جن کے مشورے سے یہ صورت حال بدل گئی۔ عہد رسالت میں خواتین کی ان تعلیمی سرگرمیوں کے باعث اسلامی معاشرے میں تعلیم نسواں کی روایت پختہ اور مستحکم ہوتی چلی گئی اور یہ فیضان صرف حضور ﷺ کی کوششوں اور رہین منت تھا۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر علم ﷺ

⑤ حضور ﷺ کے آداب تعلیم

نبی کریم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ پر نظر دوڑائیں تو آپ ﷺ ہمہ وقت دعوتی اور تبلیغی کاوشوں میں مصروف رہتے۔ آپ ﷺ کی دعوت کا اسلوب تعلیم وتربیت کے ساتھ وابستہ تھا۔ حیات نبوی ﷺ کے تمام ماہ وسال پر نگاہ دوڑائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک کامل ماہر تعلیم تھے جو انسانی نفسیات کا گہرا شعور رکھتے تھے اور مخاطب کی ذہنی سطح اور افتاد طبع کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے تعلیمی اسوہ پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ گھر میں ہوں یا مسجد میں ہوں، میدان جنگ میں ہوں یا صلح کی پیش کش میں، اپنوں میں ہوں یا بیگانوں میں، ہمہ وقت اپنی دعوت کو نو بہ نو اور متنوع اسالیب کے ساتھ پیش کرتے۔ نمازوں کے بعد خصوصیت سے مختلف موضوعات پر توجہ دلاتے، سفر میں اپنے ہمراہیوں کو تربیت دیتے۔ آپ ﷺ کی گفتگو کا قرینہ بہت دلآویز ہوتا اور مخاطب کی عمر، درجے اور ذہنی سطح سے ہم آہنگ ہوتا۔ آپ ﷺ مختصر جملے استعمال کرتے۔ شہری اور بدوی لوگوں سے ان کے مزاج کے مطابق گفتگو فرماتے۔

قرآن مجید کی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ اسے صحابہ رضی اللہ عنہم کو لکھواتے، صحابیات میں سے کچھ خواتین اس وحی کو لکھتی تھیں۔ یوں وحی مسلسل کتابت کے مراحل سے گزرتی رہی اور اسی طرح سے قراطیس میں قرآن مجید کا پورا متن صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس لکھا ہوا موجود تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن مجید کو حفظ بھی کرتے۔ یوں حرم کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ تحفیظ قرآن کا مرکز بھی تھا۔ نمازوں میں آپ ﷺ قرآن مجید کو جس انداز میں تلاوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے اس سے تجوید وقرأت کے آداب سامنے آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ہر وقت اور ہر موقع پر آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے ان کے بیٹھنے کا انداز اور آپ ﷺ کی باتوں کو سننے کا اسلوب بہت مؤدبانہ اور انتہائی احترام پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی باتوں کو سننے والوں کی محویت اور خاموشی قابل دید ہوتی تھی۔ البتہ اگر کوئی سوال کرتا یا کسی بات کی وضاحت چاہتا تو آپ ﷺ بہت شفقت اور تواضع کے ساتھ اس کی تشفی فرماتے تھے۔ احادیث کے ذخیرے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوالات اور آپ ﷺ کے جوابات کثرت کے ساتھ محفوظ ہیں جن سے آپ ﷺ کی باتوں کی حکمت وموعظت واضح ہوتی ہے۔ آپ ﷺ بعض اوقات کسی عمدہ سوال پر سائل کی تعریف بھی فرماتے تھے۔ اگر کوئی سوال بہت اہم ہوتا تو حاضرین کو اس سوال کی طرف متوجہ کرتے اور پھر سب کو اپنے جواب میں شریک کر لیتے تھے۔

مسجد نبوی ﷺ کی علمی صحبتیں ہوں یا گھریلو خواتین کے ساتھ مکالمات ہر دو میں علمی نکات، اخلاقی درس اور آداب زندگی کا شعور شامل ہوتا، مردوں کو تعلیم کے مواقع زیادہ ملتے مگر آپ ﷺ عورتوں کی تعلیم کے لیے بھی یکساں مواقع فراہم کرتے۔ بعض خطبات اگر پہلے مردوں کے اجتماع میں دیے جاتے تو پھر عورتوں سے بھی آپ ﷺ خطاب فرماتے۔ تعلیم نسواں کے لیے آپ ﷺ کی خدمات بہت واضح ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہمہ وقت دین کی دعوت اور اس کی اشاعت میں مصروف رہتیں۔ ان کے حجرے چھوٹی چھوٹی درس گاہیں تھیں جہاں سے وہ اسوۂ نبوی ﷺ کی سوغات حاصل کرتیں۔ احادیث کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ تعلیم نسواں کے لیے بعض مواقع پر خواتین کے گھر تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ سے دین کو سیکھتی تھیں اور پھر ان تعلیمات کو دوسری خواتین کے سامنے پیش کرتیں۔

روایات سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ طلب علم کے لیے آنے والوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے۔ حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی سرخ چادر پر ٹیک لگا کر مسجد میں استراحت فرما رہے تھے، تو میں نے گزارش کی کہ میں علم کی طلب میں حاضر ہوا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ طالب علم کو خوش آمدید۔ یقینی بات ہے کہ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں کے درمیان گھیر لیتے ہیں اور یوں وہ ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہوئے آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ یہ سب کچھ علم کے ساتھ محبت کے لیے کرتے ہیں۔ ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات نے آپ ﷺ سے مختلف مواقع پر سوالات کیے اور آپ ﷺ نے ان کے جوابات عطا کیے۔ آپ ﷺ کے جوابات پر نظر دوڑائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان سے مخاطب کی مکمل تشفی ہو جاتی تھی۔ آپ ﷺ ایک ایسے معلم اور مربی تھے کہ جو اظہار اور ابلاغ کے ہر پہلو پر نگاہ رکھتا ہو اور پھر مخاطب کو ایسے الفاظ، اسلوب اور استدلال کے ساتھ جواب دے کہ جس سے وہ ہر طرح سے مطمئن ہو جائے۔ آپ ﷺ ان کے جواب میں وحی کا انتظار فرماتے۔ یوں قرآن مجید کے بہت سے مقامات ایسے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم یا دوسرے حضرات کے سوالات کے جوابات کے بطور پیش کیے گئے۔ بعض اوقات مختلف قبائل کے وفود آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ ﷺ انھیں اسلام کی بنیادی تعلیمات ارشاد فرماتے۔ ان کی خرابیوں پر توجہ دلاتے۔ آپ ﷺ کی مختصر تعلیم ان کی زندگیوں کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ آپ ﷺ نے طلبہ سے حسن سلوک کا یہ پیغام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دیا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عن قریب تمھارے پاس مختلف قومیں علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گی۔

پس جب تم انھیں دیکھو، تو ان سے کہو "رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق خوش آمدید، خوش آمدید اور انھیں تعلیم دو"۔ سیرت نبوی ﷺ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کے تفصیلی آداب ارشاد فرمائے۔ آج دنیا میں جو ہزاروں اور لاکھوں مدارس اور مکاتب قائم ہیں وہ درس نبوی ﷺ ہی کے اتباع اور پیروی کی ایک شکل ہے۔ آپ ﷺ کے آداب تعلیم میں یہ پہلو بہت واضح ہے کہ جب تک حاضرین خاموش نہ ہو جائیں آپ ﷺ اپنی اصل بات شروع نہ کرتے بلکہ بعض اوقات گفتگو میں تمہیداً ایسی باتیں ارشاد فرماتے یا مخاطب سے ایسے سوالات پوچھتے جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مقصد لوگوں کو اپنی بات کی طرف متوجہ کرنا ہوتا تھا اور جب وہ کامل درجے میں متوجہ ہو جاتے تو پھر آپ ﷺ اپنا بیان، گفتگو یا خطبہ شروع فرماتے۔ خطبہ حجتہ الوداع اس نوعیت کی ایک عجیب مثال ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب فرمایا اور اس تعداد میں ہونے کے باوجود لوگ ہمہ تن آپ ﷺ کی طرف متوجہ تھے۔ اسی طرح بعض اوقات آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جن کا درجہ آپ ﷺ کے حضور شاگردوں کا سا ہے ان میں سے بعض کو نام یا ان کی کنیت سے پکارتے تھے کہ وہ بطور خاص بات سننے کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس غرض سے آپ ﷺ اگر ضرورت سمجھتے تو مخاطب کو ایک سے زیادہ مرتبہ بھی نام لے کر پکارتے اور اس امر کی مثال بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے جسم کے کسی عضو کو چھو کر بھی اسے احساس دلاتے تھے۔ بالخصوص آپ ﷺ مخاطب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھام کر گفتگو فرماتے جس سے اپنائیت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ بعض اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم کو علم و عمل کے لیے دعا بھی دیتے تھے۔

اس ضمن میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا کثرت سے بیان ہے کہ آپ ﷺ کی گفتگو میں وضاحت بیان اور ٹھہراؤ کی کیفیت ہوتی تھی۔ اگر کوئی چاہے تو آپ ﷺ کے ادا کیے ہوئے لفظوں کو شمار بھی کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ کے آدابِ تعلیم کا ایک پہلو اعادے کا اصول بھی ہے۔ بعض اوقات اہم باتوں کو آپ ﷺ دو دو تین تین دفعہ دہراتے تاکہ مخاطب اسے اچھی طرح سمجھ لیں۔ کچھ مواقع پر آپ ﷺ گفتگو کرتے ہوئے ہاتھ یا انگلیوں کے اشاروں سے بھی کام لیتے۔ کچھ مواقع پر آپ ﷺ نے زمین پر لکیروں اور نقشوں کو بھی سمجھانے کے لیے کھینچا ہے۔ بعض باتوں کی تفہیم کے لیے تشبیہ اور تمثیل سے بھی کام لیتے تاکہ بات اور زیادہ مؤثر ہو جائے۔ بعض اوقات شروع میں ایک اجمالی بات کرتے اور پھر اس کی تفصیل بیان کرتے تھے۔ الغرض یہ وہ آدابِ تعلیم ہیں جن سے آج بھی اساتذہ کسبِ فیض کر سکتے ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر علم ﷺ

⑥ حضور ﷺ بحیثیت معلّم انقلاب

یہ مدینۃ النبی ﷺ تھا جس کے مرکزی مقام پر مسجد نبوی ﷺ تعمیر کی گئی، اس کی مرکزی سجدہ گاہ کے پیچھے بائیں طرف ایک چبوترہ تھا جس پر کھجور کی شاخوں اور پتوں کا ایک سائبان دھوپ کی تمازت سے محفوظ رکھتا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اسلامی علوم کی سب سے بڑی اور مرکزی درس گاہ قائم تھی۔ حضور ﷺ اس درس گاہ کے رئیس الجامعہ تھے۔ آپ ﷺ اکثر ان طلبہ کے درمیان جو مختلف عمروں، مزاجوں اور مقامات سے تعلق رکھتے تھے تشریف لایا کرتے تھے اور ان کے اسباق ودروس میں باقاعدہ شرکت فرماتے تھے۔ ایک ایسے ہی موقع پر آپ ﷺ صفہ کے چبوترے پر تشریف لائے جہاں طلبہ دو مختلف گروپوں میں تقسیم تھے، ایک گروہ ذکر وفکر کی مجلس آراستہ کیے ہوئے تھا جب کہ دوسرا درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کا ماحول پیدا کیے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ کچھ وقت کے لیے پہلی جماعت میں تشریف فرما ہوتے مگر پھر مستقلاً تعلیم وتعلم میں مشغول حضرات کے درمیان تشریف لے جاتے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ دونوں گروپ اچھی سرگرمیوں میں مصروف اور مشغول ہیں مگر "انما بعثتُ معلماً"

''مجھے تو معلم کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے۔''

اس خاطر آپ ﷺ درس وتدریس والے ماحول میں مستقل طور پر تشریف فرما ہوئے۔ قرآن مجید نے آپ ﷺ کو معلم کتاب وحکمت اور مزکی قرار دیا ہے۔ اسی طرح زبان نبوت نے خود بھی اپنے آپ ﷺ کو معلمی کے فریضے سے منسلک قرار دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں حضور ﷺ نے عرب کے اس جاہلانہ ماحول میں ایک علمی تحریک کی ابتدا کی جس کے نصاب کے لیے قرآن مجید جیسی کتاب نازل کی گئی جس کی وحی کا پہلا لفظ ہی اقراء ہے، جس میں بتایا گیا کہ علم کو قلم کے ذریعے سے سکھایا گیا اور انسانوں کو وہ کچھ سکھایا گیا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ اس معلم کے مخاطب اولوالالباب تھے اور وہ اس مدرسۂ علم وحکمت سے فارغ ہونے کے بعد "الراسخون فی العلم" کے درجے پر فائز کیے اور سمجھے جاتے تھے۔ الراسخون فی العلم کے لیے سمع وبصر کے ساتھ فواد سے بھی کام لینے کا درس دیا گیا اور اگر کوئی ان ذرائع سے علم حاصل نہ کر سکے تو ایسے لوگوں کو مویشیوں سے بھی بدتر زندگی کا حامل بتایا گیا۔ وہ انسان جسے احسن تقویم بنایا گیا اگر وہ علم وحکمت کے تقاضوں کے مطابق تزکیۂ نفس نہ کر سکے تو یہی اسفل السافلین بن جاتا ہے۔

حضور ﷺ نے جو علمی تحریک برپا کی وہ ایک طرف عقاید میں تبدیلی پیدا کر کے فکری زندگی کو استوار کرتی تھی۔ یہاں علم کا مقصد محض حروف والفاظ کی نوشت وخواند نہ تھی بلکہ عمل صالح کا حصول تھا جس سے منشائے خداوندی معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے ہر اس علم کو غیر نافع قرار دیا گیا جو معرفت کردگار کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے۔ یہ اسی علمی تحریک کا فیضان تھا کہ جاہلیت کے ماحول سے نکل کر نور توحید کی روشنی میں آنے والے حضرات شرف صحابیت سے متصف ہوئے اور انھوں نے زندگی کے ہر میدان میں عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ ان صالح افراد نے ایک متمدن معاشرے کی تشکیل کی اور پھر ان کی پاکیزہ سرگرمیوں سے اسلامی ریاست کے خدوخال واضح ہوئے۔ ریاستی امور، معاشی وسائل، عدالتی فیصلے، حرب وضرب کی معرکہ آرائیاں، تجارت وزراعت، علوم وفنون، بین الاقوامی مسائل اور خارجہ امور، بین المذاہبی مکالمات کا نشوونما الغرض فرد اور معاشرے اور ریاست کی تمام سرگرمیاں اور وظائف ایک زبردست تعلیمی حکمت عملی کے نتیجے میں وجود میں آئے۔ اس نوزائیدہ اسلامی ریاست میں تعلیم ایک سامان تجارت نہ تھی بلکہ تعلیم عامہ کی تمام تر سرگرمیوں کے مصارف ریاست برداشت کرتی تھی۔ تعلیم بالکل مفت تھی۔ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم لازمی بھی تھی اور جبری بھی ۔ آپ ﷺ کے تلامذہ کی عمروں کا لحاظ کیا جائے تو بیشتر تعلیمی حلقے تعلیم بالغاں پر مشتمل تھے۔اس اسلامی ریاست میں بچوں اور خواتین کی تعلیم کے خصوصی حلقے تھے۔''عورتوں کی تعلیم خود عورتوں کے ذریعے''.........
تاریخ انسانیت میں تعلیم نسواں کے اس اسلوب کا آغاز آپ ﷺ ہی کے دور رحمت میں ہوا۔اس اولین اسلامی ریاست نے تعلیم کو عوام کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ عوام کو ریاست کی تعلیمی پالیسی کے تابع کیا۔صحت مند افراد کی تعلیم کے علاوہ معذروں کی بھی تعلیم کا پورا نظام قائم تھا۔آپ ﷺ کی قائم کردہ اسلامی ریاست کے سو فیصد لوگ ایک تعلیم یافتہ معاشرے کے مفید شہری تھے۔اور آپ ﷺ اس تعلیمی تحریک کے سربراہ تھے۔

اسلام میں تعلیم انسانی شخصیت کی نشوونما کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ انسانی شخصیت کے حقیقی خدوخال محض لفظوں اور معلومات پر مبنی تعلیم سے تربیت نہیں پاتے بلکہ یہ اخلاقی اقدار اور ایک صالح سیرت کا تقاضہ کرتے ہیں۔یہی باعث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر یوں بھی فرمایا کہ:

''انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق''

''یعنی میں تو مکارم اخلاق کی تعلیم وتکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔''

یہی باعث ہے کہ آپ ﷺ معلم کتاب وحکمت تھے تو اس کا مقصود تزکیہ نفوس تھا۔نفس امارہ کی اخلاقی تربیت کے راستے نفس مطمئنہ کا حصول ہی ایک جامع اور بہتر تعلیم کا نصب العین ہوسکتا ہے۔پیش نظر رہے کہ اسلام نے جس تعلیمی نظام کو ہر مسلمان کے لیے فرض قرار دیا ہے وہ انجینئرنگ ،میڈیسن،اور سائنسی علوم وفنون کی تعلیم نہیں بلکہ وہ اخلاقی اور دینی تعلیم ہے جو شخصیت کی ایسی نشوونما انجام دیتی ہے کہ جس کے حصول کے بعد عالم مادیات کی ترقیات میں بھی کوئی امر مانع نہیں ہوتا۔یہی باعث ہے کہ ابتدائی تین صدیوں میں مسلمانوں نے تمام علوم وفنون کے تراجم عربی زبان میں کردیے اور سیکڑوں طبع زاد کتب مختلف علوم وفنون میں لکھ ڈالیں ۔قرآن مجید سے پہلے عربی زبان کی کسی کتاب کا سراغ ہمیں نہیں ملتا۔یہ آپ ﷺ کی تعلیمی حکمت عملی کا اعجاز تھا کہ دو سو سالوں میں بیسیوں علوم وفنون کی سیکڑوں کتابیں عربی زبان میں لکھی جاچکی تھیں۔اس پیغمبرانہ تعلیمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت عملی کا یہ اعجاز تھا کہ مسلمان ایک ہزار سال تک دنیا میں ایک سپر پاور کی حیثیت سے حکمران رہے مگر کسی قوم کا استحصال نہیں کیا اور اپنے زیر نگیں علاقوں میں ان کو غلامی کے شکنجوں میں نہیں جکڑا۔ آپ ﷺ کی بخشی ہوئی تعلیمی حکمت عملی کے نتیجے میں دنیا نے ایک صالح تہذیب کا چہرہ دیکھا، انسانی حقوق کا ایک اعلیٰ وارفع تصور انسانیت کے سامنے پیش کیا اور یوں صدیوں تک یورپ کی درس گاہیں مسلمانوں کے علوم وفنون سے خوشہ چینی کرتی رہیں۔

حضور ﷺ نے علم کو عطیہ خداوندی قرار دیا۔ آپ ﷺ کی نبوت نے العلم اور "علم" کی اساسیات کو واضح کیا۔ اتباع رسالت کا تقاضا ہے کہ ہم آج پھر سے اپنے بچوں، خاندانوں، معاشرے اور ریاست کی تعمیر و تشکیل اسی تعلیمی حکمت عملی پر استوار کر لیں جسے قرآن مجید نے اصولی طور پر پیش کیا اور اس کی تفصیلات کو نبی امی ﷺ نے واضح کیا۔ آپ ﷺ کے حکیمانہ طریق تعلیم کی تفصیلات پر بیسیوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اکیسویں صدی کے جدید ماحول میں بھی آپ ﷺ کے اسلوب تدریس اور طریق تعلیم میں وہ عمدگی، جاذبیت، افادیت اور صلاحیت موجود ہے جس سے قوموں کے درمیان پُرامن بقائے باہمی حاصل کی جا سکتی ہے۔ کون ذی شعور نہیں جانتا کہ آج کی تعلیم خود ایک بحران سے دوچار ہے اور اس سے نکلنے کا واحد راستہ پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی وہ تعلیمی تحریک ہے جس نے علم کا سب سے روشن باب فراہم کیا تھا۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت طیبہ ﷺ —— مشعل راہ

ہدایت اس کائنات میں سب سے بڑا آسمانی تحفہ ہے۔ یوں تو یہ تمام تر کائنات اور اس کے سارے اجزا اور عناصر قدرت کی ہدایت کے مطابق اپنے اپنے دائرہ کار میں مختلف اور مفید وظائف انجام دے رہے ہیں اور یہ تمام اجزائے آفرینش ازل سے ہدایت پر عمل پیرا ہیں اور یہ تا ابد اس پر عمل پیرا رہیں گے۔ مگر حق تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کی خاطر سب سے مؤثر اور منضبط طریق کار کا فیصلہ فرمایا۔ خود انسانوں میں سے انتہائی برگزیدہ بندوں کے ذریعے، جنھیں انبیا و رسل کے مقدس نام سے یاد کیا جاتا ہے، انسانی ہدایت کا ابدی نظام عطا فرمایا۔ سلسلہ ہدایت کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں جب کہ اس روشن سلسلے کی آخری کڑی خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ قرآن مجید نے خود اس سلسلہ ہدایت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿هو الذي ارسل رسوله بالهدیٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله ولاكره المشركون﴾

”اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے محمد رسول اللہ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ یہ دین حق یعنی اسلام باقی تمام ادیان پر غالب ہو جائے خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔“

یوں حضرت محمد ﷺ سلسلہ ہدایت کے آخری، مکمل جامع اور عالمگیر پیغامبر کی حیثیت سے مبعوث ہوئے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے تیئس سال کی مسلسل جدوجہد اور اخلاص وریاضت کے نتیجے میں سرزمین عرب میں ایک ایسا انقلاب برپا فرمایا جس کے اثرات آپ کی حیات مبارکہ میں بارہ لاکھ مربع میل سے زاید علاقے پر پھیل گئے۔ نغمۂ توحید مشرق و مغرب میں بلند ہونے لگا۔ انسان، انسانوں کی خدائی کے چنگل سے نکل کر رب رحمٰن کی خدائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سائے تلے آ گئے۔ وحشت و بربریت، امن و آشتی میں بدل گئی۔ لوٹ کھسوٹ کے نظام کی جگہ اخوت و مساوات کی اقدار پنپنے لگیں۔ ظلم اور استبداد کے سرچشمے سوکھ گئے اور عدل اجتماعی کا آوازہ چار سو بلند ہونے لگا۔ انسانیت کو اپنی گمشدہ منزل کا جادۂ مستقل مل گیا۔

قرآن مجید نے حضور ﷺ کے اس اسوۂ کامل کی سند بیان کی ہے اور فرمایا کہ "لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة" بے شک ہم نے حضور ﷺ کو تمھارے لیے اسوۂ حسنہ بنایا ہے۔ اس اسوۂ حسنہ کو اگر آج ہم مشعل راہ بنالیں تو ظلم و شرک کی ہر بیماری سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہ آپ کے اسوۂ حسنہ کا کمال عظیم ہے کہ انسانیت کو غلط اور شرکانہ عقاید سے نجات مل گئی۔ توحید کا غلغلہ چار سو بلند ہو گیا۔ انسانوں کو معاشرت میں اخوت، مساوات اور احترام باہمی کی صورتیں پیدا ہونے لگیں۔ صلہ رحمی کے جذبات پرورش پانے لگے۔ انسانی معیشت میں حلال وحرام کے پیمانے متعین ہو گئے۔ تجارت سود اور ملاوٹ سے پاک ہو گئی۔ عدالتوں سے انصاف کے چشمے پھوٹنے لگے اور ظالموں کو معاشرے میں کوئی جائے پناہ نہ مل سکی۔ صدیوں سے جنگ کی ہلاکتوں میں مبتلا انسانیت علم جہاد کے زیر سایہ اعلائے کلمۃ الحق کی خوگر بن گئی۔ انسانیت کو فوز و فلاح کا دائمی راستہ نصیب ہوا جو رضائے الٰہی کی منزل سعادت تک پہنچانے کا ذریعہ بنا۔ ایک ایسی اسلامی ریاست کی بنا ڈالی گئی جہاں انسانی حقوق کی تاریخی پاسبانی کا درس ملنے لگا۔ قیصر و کسریٰ کے متکبروں میں بھی ایک ایسا انقلاب آ گیا جس سے زمین وحی آسمانی کی ترجمان بن گئی۔

حضور ﷺ کی سیرت طیبہ انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ گذشتہ چودہ صدیوں سے اس سیرت کے انوار و برکات پھیل رہے ہیں۔ مائیکل ایچ ہارٹ جیسی شخصیت نے آپ کو تاریخ کا سب سے عظیم الشان انسان قرار دیا ہے۔ اپنوں کے ہاں تو خیر عقدیت و محبت کے زمزمے عام ہیں۔ غیر مسلموں نے بھی آپ کے اوصاف و کمالات کا اعتراف کیا ہے۔ آپ کی سیرت آج بھی ویسے ہی محفوظ ہے جیسے چودہ صدیاں پہلے شفاف تھی یہی وہ سیرت طیبہ ہے جس کے دامن سے انسانیت کا روشن مستقبل محفوظ ہو سکتا ہے۔ آج کے ہلاکت خیز مادی طوفان میں یہ سیرت کرشمہ تسنیم کی لطافتوں کی آئینہ دار ہے۔

وآخر دعوانا ان لحمدلله رب العالمين

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیع الاوّل اور اس کے تقاضے

اس بات کو چار ہزار صدیوں سے زیادہ وقت گزر چکا ہے کہ ایک باپ اور اس کے تابع فرمان بیٹے نے حرم کعبہ کی تعمیر کے دوران اپنے مالک و مولا سے کچھ دعائیں کیں جن میں سے ایک دعا اس سرزمین میں ایسے نبی کی بعثت کے بارے میں تھی جو تلاوت آیات کرے اور ان کے ذریعے افراد کا تزکیۂ نفوس کرے اور انسانیت کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ ایک پیغمبر اور دوسرے پیغمبر زادے کے منہ سے نکلی ہوئی یہ دعا تقریباً چھبیس سو سال بعد جامۂ قبولیت پہنتی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفعِ آسمان سے قبل اپنے بعد ایک نبی کے آنے کی بشارت دی جو ۵۷۰ سال بعد پوری ہوئی اور آپ ہی کی بشارت کے مطابق آپ ﷺ کا نام احمد رکھا گیا۔ یوں حضرت محمد ﷺ دعائے خلیل بھی ہیں اور نوید مسیحا بھی۔

رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت موسم بہار میں ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی جو قمری تقویم کے لحاظ سے تیسرا مہینہ ہے۔ اس بات پر سب سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ دوشنبہ یعنی سوموار یعنی پیر کے صبح صادق کے وقت طلوع آفتاب سے قبل دنیائے عالم میں تشریف لائے۔ پیش نظر رہے کہ دوشنبہ یا سوموار کا دن آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بہت بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دوشنبہ کو پیدا ہوائے۔ دوشنبہ کے دن آپ ﷺ کو منصب نبوت پر سرفراز کیا گیا، دوشنبہ کے دن ہی آپ ﷺ مدینہ کے قریب قبا میں تشریف فرما ہوئے۔

دوشنبہ کے روز ہی آپ ﷺ نے ۳۵ برس کی عمر مبارک میں حجر اسود کو بیت اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نصب فرمایا اور دوشنبہ کے روز ہی آپ ﷺ نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔ سیرت کی ایک دوسری روایت میں دوشنبہ کے ساتھ ۱۲/ربیع الاوّل کا ذکر بھی ملتا ہے جس کے ساتھ معراج کے واقعے کو بھی دوشنبہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے مگر ارباب تحقیق نے دوشنبہ کے یقینی دن کے حوالے سے ایک اور تاریخ کا بھی صراحت اور وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی معروف سیرت النبی ﷺ میں ملک مصر کے مشہور ہیئت دان محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کی روشنی میں ۹/ربیع الاوّل، بمطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کو ترجیح دی ہے۔ معتبر سیرت نگار قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے بھی اپنی تصنیف ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' میں ۹/ربیع الاوّل عام الفیل بمطابق ۲۲/اپریل ۵۷۱ء بمطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی دوشنبہ کے دن کو آپ ﷺ کا یوم ولادت لکھا ہے۔ مگر عامتہ المسلمین میں ۱۲/ربیع الاوّل کو آپ ﷺ کے یوم پیدائش کے بطور قبولیت حاصل ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے سیرت نبوی ﷺ پر اپنی تصنیف میں ظہور قدسی کے عنوان سے جو سطور قلم بند کی ہیں وہ تصانیف سیرت میں اپنے اسلوب اور عقیدت کے لحاظ سے منفرد ہیں۔ چنانچہ انھوں نے نہایت فصاحت و بلاغت اور رعنائی و زیبائی کے حامل اسلوب نگارش کو اپناتے ہوئے لکھا:

''چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں، چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے کہ جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگانِ فلک اسی دن کے شوق کے لیے ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدتہائے دراز سے اسی صبحِ جان نوار کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضا و قدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر و باد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاسِ پاک، توحید ابراہیم علیہ السلام، جمالِ یوسف علیہ السلام، معجز طرازئ موسیٰ علیہ السلام، جاں نوازئ عیسیٰ (علیہ السلام) سب اس لیے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں قدر شہنشاہِ کونین کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی صبحِ جان نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دورِ فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوانِ کسریٰ کے چودہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنگرے گر گئے، آتش کدۂ فارس بجھ گیا، دریائے ساوہ خشک ہوگیا، لیکن سچ تو یہ ہے کہ ایوانِ کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم، اوجِ چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے، آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر، آتشکدۂ کفر، آزرکدۂ گمرہی سرد ہوکر رہ گئے، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بت کدے خاک میں مل گئے، شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ یکایک کرکے جھڑ گئے، چمنستان سعادت میں بہار آ گئی، آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاقِ انسانی کا آئینہ پرتوِ قدس سے چمک اٹھا، یعنی یتیم عبد اللہ، جگر گوشۂ آمنہ رضی اللہ عنہا، شاہِ حرم، حکمرانِ عرب، فرماں روائے عالم، شہنشاہِ کونین

شمسہ نہ مسند ہفت اختراں　　ختم رسل خاتم پیغمبراں
احمدؐ مرسل کہ خرد خاک اوست　　ہر دو جہاں بستۂ فتراک اوست
اُمیِ وگویا بہ زبانِ فصیح　　از الف آدم و میم مسیح
رسم ترنج است کہ در روزگار　　پیش دھد میوہ، پس آرد بہار

عالمِ قُدس سے عالم مکان میں تشریف فرمائے عزت وجلال ہوا۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ"

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سلسلہ نبوت کے آخری تاجدار ہیں۔ آپ ﷺ نے مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں عقائد وتصورات کی تصحیح کی اور تین سو کے قریب جاں نثاروں کی جماعت تیار کی اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے یثرب کی طرف ہجرت اختیار کی جس کے نتیجے میں وہ بستی مدینۃ النبی ﷺ کہلائی۔ یہاں کے دس سالہ قیام میں آپ ﷺ نے ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل کی جس میں اخوت ومحبت کی اقدار اور حقوق العباد کا ایک بلند پایہ نقشہ دکھائی دیتا ہے۔ یہیں پر آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کی بھی بنا ڈالی جس کے تمام اداروں کے لیے خواہ ان کا تعلق معاشرتی آداب سے تھا یا عائلی زندگی سے، وہ تجارتی مراسم تھے یا معاشی حاجات، وہ عسکری میدان تھا یا بین الممالک قوانین وہ عدالتی انصاف تھا یا اقلیتوں کے دستوری حقوق، وہ ریاست کا دستور اساسی تھا یا مالیاتی نظام، الغرض سب شعبہ ہائے حیات میں ایک حیات آفرین انقلاب پیدا کردیا۔ جس کی تمنا اور آرزو آج بھی امت مسلمہ کے صاحب ایمان لوگوں کا مقصود ومنتہیٰ ہے۔ مراکش سے ملائشیا تک پھیلی ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت مسلمہ اسی معاشرے کی تعمیر نو اور اسی ریاست کی تشکیل جدید کے احیا کے لیے سرگرم عمل دکھائی دیتی ہے:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

ربیع الاول کا مہینہ ہر سال جہاں رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا پیغام لے کر آتا ہے وہاں ان تقاضوں، لوازم اور مطالبات کو بھی ہمارے سامنے پیش کرتا ہے کہ جن کی تعمیل اور تکمیل کے بغیر نہ تو ہمارا ایمان مکمل ہوسکتا ہے اور نہ ہی رسالت کے ساتھ ہمارے تعلق اور رابطے کی بنیادیں مستحکم ہو سکتی ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ لیں تو ذیل کے تقاضے سامنے آتے ہیں جن پر عمل کر کے ہم اپنی ایمانی، اخلاقی اور روحانی زندگی کی پیاس کو دور کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں سورہ آل عمران کی آیت ۳۱، ۳۲ میں مسلمانوں سے یوں خطاب کیا گیا ہے: ''اے نبی ﷺ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھاری خطاؤں سے درگزر فرمادے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت قبول کرو۔ پھر اگر وہ تمھاری دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے انکار کرتے ہوں۔''

سورہ نساء کی آیت ۸۰ میں رسول کریم ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت پر محمول کیا ہے۔ یوں آپ ﷺ کے نمونۂ زندگی کو اپنانے کے سلسلے میں سورۂ احزاب کی آیت ۲۱ میں فرمایا گیا کہ ''درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہر شخص کے لیے جو یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔'' آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کامل ایمانی زندگی کا لازمہ ہے جو ہر مسلمان سے سمع وطاعت کا تقاضا کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ اور اسوۂ حسنہ کی ایک تشریعی اور قانونی اہمیت ہے جسے بہت واضح لفظوں میں قرآن مجید کی بہت سے آیات میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کیا گیا ہے۔ افسوس کہ ان آیات میں دیے گئے احکام وفرامین کو ہم نے طاق نسیاں پر دھر رکھا ہے۔ اور یوں ہم اپنے رسول ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے عمل سے اس کی دلیل پیش کرنے میں تغافل کا شکار ہیں۔ سورہ الحشر کی آیت ۷ میں اس تشریعی حکم کو یوں بیان کیا گیا ہے: ''جو کچھ رسول ﷺ تمھیں دے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جس چیز سے وہ تمھیں منع کرے اس سے رک جاؤ''۔ اسی حقیقت کو سورہ النساء کی آیت ۵۹ میں ان لفظوں میں پیش کیا گیا ہے: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمھارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بہتر بھی ہے۔'' رسول اکرم ﷺ کی اسی مذکورہ تشریعی اور قانونی حیثیت کو سورہ احزاب کی آیت ۳۶ میں ان لفظوں میں بیان کیا گیا ہے: ''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

ان مذکورہ آیات پر ایک مرتبہ پھر نگاہ ڈالیے اور فیصلہ کیجیے کہ ہم اطاعت رسول ﷺ اور اسوۂ حسنہ کے اتباع کامل میں کس قدر غفلت شعار ہو چکے ہیں۔ اس حقیقت کا اعتراف بہت ضروری ہے کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ اور اسوۂ حسنہ کے بھی حصے اور اجزا کر رکھے ہیں اور ہم صرف انھی باتوں کو اپنی عملی زندگی میں اختیار کرتے ہیں جن کو ہمارے نفس اور شعور نے قبول کر لیا ہے۔ یہ رویہ اتباع کامل کے تقاضوں کے منافی ہے۔ اس سلسلے میں صحیح بخاری کی اس حدیث پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص، اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میری محبت وعقیدت اس کو اس کے والدین اور اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ نہ ہو''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت کی ان تعلیمات سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی بھلائی اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں مضمر ہے کہ ہم اتباعِ رسول ﷺ کے تقاضوں کو کما حقہ تسلیم بھی کریں اور ان پر صحیح معنوں میں عمل پیرا بھی ہوں۔۔

ربیع الاوّل کے حوالے سے ہم پر لازم ہے کہ ہم عقاید وعبادات اور معاملات کی تمام شکلوں اور صورتوں میں آپ ﷺ کی سنت کی مکمل پیروی کریں۔امت مسلمہ کی موجودہ روش کا تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ ہم عبادات میں تو قدرے سنت کی پیروی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہر نوعیت کے معاشرتی، تعلیمی، ثقافتی، تجارتی، معاشی، عسکری، عدالتی، مالیاتی اور ریاستی معاملات میں لادینی رویوں کی پیروی کر رہے ہوتے ہیں۔یہ ابلیس لعین کی ایک چال ہے کہ مسلمان کو رسم یا ہوس میں مبتلا کر کے اسے سیرت اور اسوۂ پیغمبر ﷺ کے حقیقی تقاضوں سے دور رکھے۔سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے سے یہ حقیقت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ مسلمان کو اپنی انفرادی زندگی میں اور ملت اسلامیہ کو اپنی اجتماعی زندگی میں ان تمام آداب ولوازم کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے جسے آپ ﷺ نے بڑی تفصیل کے ساتھ علماً اور عملاً بیان فرمایا ہے۔خلفائے راشدین نے ان اجتماعی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس عہد کی سپریم طاقت بنا دیا جو پہلی صدی ہجری کے اختتام پر دنیا کے تین براعظموں کے معتدبہ حصے پر توحید کا علم لہرا رہی تھی۔

نبوت ورسالت جس پیغام کو بندگان خدا کے سامنے پیش کرتی ہے وہ اپنے مزاج میں جامع، عالمگیر اور ہمہ جہت ہے۔یہی باعث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جس نظام عقاید کو توحید و رسالت اور آخرت کی اساس پر متعارف کرایا، اس نے اپنا ایک معاشرتی اور ثقافتی پیرایہ بھی پیش کیا۔اسی صحت مند ثقافت اور صالح معاشرت نے اس تمدن کی بنا ڈالی جس کا پھریرا صدیوں مشرق ومغرب پر لہراتا رہا۔اس نبوی ﷺ معاشرے اور تمدن نے ایک ریاست کے قالب میں اپنے اداروں کی حیثیت کو واضح کیا اور اس کی پشت پر ایک امت واحدہ کو کھڑا کیا جو ان ریاستی مقاصد اور دستوری غایات کے لیے ہمہ تن اور ہمہ وقت متفکر اور کوشاں رہتی تھی۔ربیع الاوّل کے حوالے سے سچے اور مخلص مسلمانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو آپ ﷺ کی ذات سے وہ عہد وفا پھر استوار کرنا ہے جس کے بغیر عقیدہ و عمل کی کوئی اہمیت نہیں ہے:

کی محمدؐ سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ارباب علم اور صاحبان تحقیق اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے منشائے خداوندی کے مطابق ۲۳ سالوں میں پیغام ہدایت کو تیرہ لاکھ مربع میل کے باسیوں تک پہنچایا۔ آسمان سے وحی نے بھی اس بات کی شہادت دی کہ آج کے دن ہم نے دین اسلام کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو (جو سنت نبوی ﷺ کی صورت میں موجود تھی) مکمل کر دیا اور اسلام کو ایک ضابطۂ حیات اور زندگی کے بطور پیش کر دیا ہے۔ یہ پیغام رسول ﷺ ایک نظام رسول ﷺ میں ڈھل گیا۔ آج ہماری کوتاہی یہ ہے کہ ہم پیغام رسول ﷺ کو سمجھ لینے کے باوجود نظام رسول ﷺ کو قائم کرنے کی جدوجہد میں ایک اجتماعی غفلت کا شکار ہیں۔ امت مسلمہ پر آج آزمائش اِبتلا کی جو آندھیاں اور جھکڑ چل رہے ہیں کی ایک بڑی وجہ ہمارا یہ تضاد اور تغافل بھی ہے۔ ربیع الاوّل کے حوالے سے جو ناگزیر تقاضا ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے وہ نظام جماعت پیدا کریں جو ہر قسم کے اختلاف اور فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر دین مصطفیٰ کے عملی تقاضوں کو پورا کرے۔ علمائے امت اس امر پر توجہ فرمائیں کہ قرآن مجید کی وہ کون سی آیت ہے اور رسول اکرم ﷺ کا وہ کون سا فرمان یا سنت ہے جس کی روشنی میں ہم نے اپنی مساجد کو جداگانہ فرقوں کے نام سے منسوب کر رکھا ہے۔ اور پھر اپنے مدارس اور مکاتب میں اسی گہری سوچ کو فروغ دینے والا نصاب پڑھا رہے ہیں۔ عالمی حالات کے تناظر میں اس نوعیت کی مسلکی گروہ بندی یا تنگ نظری کے کیا نتائج برآمد ہو چکے ہیں اور کیا مزید ہو سکتے ہیں، اہل درد اسے خوب جانتے اور پہچانتے ہیں مگر کون ہے جو اس کے درماں کے لیے اپنی انا کو در مصطفیٰ ﷺ پر جھکا کر ملت واحدہ کا عملی تصور پیدا کرے۔

ربیع الاوّل کے حوالے سے اسوۂ رسول ﷺ کا یہ پہلو بھی ہمارے سامنے رہنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے خدمت خلق کا ایک اعلیٰ معیار پیش کیا۔ آپ ﷺ کی ذات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محروموں، ناداروں، مجبوروں، غلاموں، اسیروں، بیماروں، بیواؤں، اور یتیموں کے لیے مستقل ڈھارس تھی۔ خلافت راشدہ نے بھی خدمت خلق کے اس اسلوب کو جاری رکھا۔ حقوق العباد کا شرعی تصور بھی خدمت خلق ہی کے وسیع تر مفہوم سے وابستہ ہے۔ اسلامی ریاست کا امتیاز اور خصوصیت بھی خدمت خلق کی عملی مثال سے وابستہ ہے۔ اس کے لیے انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی اصطلاحوں پر گہری توجہ اور سنجیدگی کی ضرورت ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں میں خیرات وصدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کا شعور نہیں، ایسا شعور تو موجود ہے مگر اس کے لیے جس نوعیت کا تنظیمی شعور ہونا چاہیے وہ ہم میں بہت مفقود ہے۔ اس سے بڑھ کر تضاد کی اور نوعیت کیا ہوگی کہ عامتہ المسلمین اپنے صدقات وخیرات کو کسی اجتماعی اور ریاستی نظام پر عدم یقین کے باعث انفرادی سطح پر اس کار خیر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کیا مسلم معاشرے اور اسلامی ریاست کا اس سلسلے میں کوئی کردار ہونا چاہیے یا نہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر اہل علم اور اصحاب درد کو غور وفکر کرنا چاہیے۔

ربیع الاوّل کے تقاضوں کے حوالے سے ہمیں صاحب قرآن ﷺ کے حوالے سے ان آیات پر بھی غور وفکر کرنا چاہیے کہ جن میں علم وتحقیق کی فضیلت اور تسخیر کائنات کا سبق دیا گیا ہے۔ آیات احکام پر توجہ ناگزیر سہی مگر آیات فطرت اور تسخیر کائنات کے لیے عملی جدوجہد بھی لازم ہے۔ آج علم وتحقیق کا چراغ مشرق کی بجائے مغرب میں جل رہا ہے۔ ہمارے اسلاف نے اپنے خون جگر سے علم وتحقیق کے جو چراغ جلائے تھے آج ان میں سے دھواں سا اٹھتا دکھائی دیتا ہے۔ مسلم امہ تخلیق علوم کی بجائے محض علوم کی جگالی کرنے میں مصروف ہے۔ اس صورت حال میں مسلم جامعات کے ارباب حل وعقد کا بھی ایک ایسا کنسورشیم اور تھنک ٹینک وجود میں آنا چاہیے جو امت کی پستی اور پسماندگی کے اسباب کا جائزہ لے کر ان کا علاج ودرماں تجویز کرے۔ کرۂ ارض پر آباد ڈیڑھ ارب کے قریب مسلم آبادی اگر چراغ مصطفوی ﷺ لے کر زمانے کے اندھیروں اور تاریکیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل کھڑی ہو تو قیادت وسیادت کا وہ درجہ جس سے ہم محروم ہو چکے ہیں، از سر نو حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں اپنی دعوتی اور تبلیغی مساعی کے لیے بھی ابلاغ کے نئے وسائل تلاش کرنا ہوں گے، اپنی دفاعی اور عسکری استعداد میں اضافہ کرنا ہوگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اقوام عالم میں نفرتوں کی بجائے محبتوں کی سوغات لے کر نکلنا ہوگا۔ بین المذہبی مکالمے کی، کلمۂ مشترک کی بنا پر کل بھی ہم نے بنا ڈالی تھی اور آج بھی ہم اس کے داعی بن سکتے ہیں۔ ذرا سوچیے ربیع الاوّل میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے اس سے بہتر کوئی اور راہ عمل ہو سکتی ہے۔

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ اُو نرسیدی ، تمام بُولہبی است

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی اکرم ﷺ کا تعلیمی اُسوہ اور ہم

اللہ تعالیٰ کے بیش بہا اور اَن گنت انعامات اور نوازشات میں سے سب سے بڑی نعمت اور نوازش کا نام ہدایت ہے۔ اس انمول خزانے سے متعارف کرانے کے لیے قدرت کاملہ نے جہاں صحائف نازل کیے وہاں ان کی تشریح اور توضیح کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں کو بھی منتخب کیا جنھیں ہم انبیا و رسل (علیہم السلام اجمعین) کہتے ہیں۔ اس کاروانِ نبوت اور قافلۂ رسالت کے آخری حُدی خوان حضرت محمد ﷺ ہیں جن پر نازل کیا جانے والا صحیفہ انسانیت کے پاس اپنی کامل ترین شکل میں موجود اور محفوظ ہے اور جس کی تشریح و تفسیر اُسوۂ رسول ﷺ کی جامعیت کی صورت میں قیامت تک کے لیے ضوفشاں ہے۔

قرآن مجید میں جہاں آپ ﷺ کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کیا گیا ہے، ان میں تین فرائض بہت نمایاں طور پر بیان ہوئے ہیں؛ اولاً تلاوت و تدریس قرآن، ثانیاً تزکیہ نفوس اور ثالثاً تعلیم کتاب و حکمت۔ قرآن مجید میں ان ذمہ داریوں کو درج ذیل آیات میں پیش کیا گیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران ۳:۱۶۴)

''درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔"

﴿هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الجمعہ ۶۲:۲)

"وہی ہے جس نے اُمّیوں کے اندر ایک رسول خود انھی میں سے اٹھایا جو انھیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ ۲:۱۵۱)

"ہم نے تمھارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمھیں ہماری آیات سناتا ہے، تمھاری زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے، جو تم نہ جانتے تھے۔"

قرآن مجید میں ایک مقام پر دعائے خلیل میں بھی نبی آخر الزمان ﷺ کا تذکار مبارک ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (البقرہ ۲:۱۲۹)

"اے رب! ان لوگوں میں خود انھی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو، جو انھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے، تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی ان چاروں آیات پر غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا پہلا کام وحی کے نتیجے میں ملنے والی آیات مبارکہ کی تلاوت و تلقین اور درس و تدریس ہے۔ یوں پیغمبری کا فریضہ ایک معلّم کا منصب ہے جو محض اپنی تگ ودو کو ترسیل علم اور تبلیغ ہدایت تک محدود نہیں رکھتا بلکہ ان تعلیمات کے ذریعے سے ان کے نفوس کا تزکیہ بھی کرتا ہے۔ اگر تزکیہ نہ کیا جائے تو انسان کی حیوانیت اس پر غالب رہتی ہے اور وہ درندوں سے بڑھ کر زمین میں فساد پھیلاتا ہے۔ قرآن مجید کا مرکزی مضمون بھی خود انسان ہے، جسے خلیفۃ اللہ فی الارض بنانے کے لیے ایک مستقل ضابطہ عطا کیا گیا ہے۔ انسانی سرشت عموماً نفس امّارہ کے تابع ہوتی ہے، اسے نفسِ مطمئنّہ کی منزل اور مقام پر پہنچانے کے لیے اُسوۂ رسول اور اتباع رسول ﷺ ایک لازمی امر ہے۔ یہاں پر رسالت ایک معلّمانہ فریضے کو ادا کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

قرآن مجید نے علم کو ایک بنیادی حقیقت کے طور متعارف کرایا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے تعظیمی سجدہ کیا۔ یہ آدم کی اس فضیلت کی بنا پر ممکن ہوا کہ اسے علم الاشیا کی معرفت عطا کی گئی۔ اگر علم الاشیا کی معرفت اسے مسجود ملائک بنا سکتی ہے تو پھر علم الوحی کا حامل ہونے کے بعد اس کا درجہ کیسا عظیم ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ اس علم الوحی کو سکھانے اور اس کے موافق انسانوں کے تزکیے و تربیت کے لیے مبعوث ہوئے۔ قرآن مجید میں پہلی وحی کی ابتدائی پانچ آیات لائق توجہ ہیں کہ ان میں علم کے فروغ اور تحصیل کی اساس کو واضح کیا گیا ہے۔ کسی پیغمبر پر اس درجہ شان دار اسلوب میں وحی کا آغاز نہیں ہوا۔

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (العلق ۹۶: ۱-۵)

”پڑھو (اے نبی) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمھارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔"

ان آیات مبارکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دین وشریعت میں تعلم وتعلیم، درس وتدریس اور قلم وکتابت کی کیا اہمیت ہے۔ قرآنِ مجید کی بیسیوں آیات میں علم وتزکیہ کی ضرورت اور فضیلت کے حوالے سے واضح اشارات اور احکامات موجود ہیں۔ یوں یہ صحیفۂ مقدسہ امت کی تشکیل کے نصاب کی بنیادی کتاب ہے۔ قرآن مجید جس شخصیت پر نازل کیا گیا، اس کی شخصی اور نبوی صفات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا انسان کامل ہے جو خلق عظیم کی صفات سے آراستہ ہے۔ اس کے طرزِ عمل کو اُسوۂ حسنہ قرار دیا گیا اور اس کے معیار پسند وناپسند کو ضوابط شریعت قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی خاموشی بھی ایک قانون اور تعلیم کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کی شخصیت مختلف اوصاف وکمالات کی جامع ہے مگر ان میں سب سے افضل واکمل پہلو آپ ﷺ کا معلّمِ انسانیت ہونا ہے۔

حضور ﷺ کا طریق تعلیم وتربیت

نبوت کا سفر اپنے مقاصد اور غایات کے لحاظ سے تعلیم وتعلم کا سفر ہے۔ آپ ﷺ نے تہذیب الاطفال کو خیر الاشغال قرار دیا ہے۔ تعلیمات نبوی از اول تا آخر انسانی شخصیت کی اخلاقی، ایمانی اور روحانی تکمیل کا سامان اور ضمانت فراہم کرتی ہیں۔ حجاز کے صحرائی کلاس روم میں کیسے کیسے شخص آپ ﷺ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے رہے۔ کل تک جو بھیڑ بکریوں کو چرانے کے بھی قابل نہ سمجھے جاتے تھے، اب وہ امتوں کی نگہبانی اور حکمرانی کے شایاں ٹھہرائے گئے۔ دامانِ رسالت میں پناہ لینے والے لوگ جو کل تک جہالت کی دلدل میں گرے ہوئے تھے، شرک وبدعات کی فضا میں گھرے ہوئے تھے، اب وہ علوم حکمت ومعرفت کے خزینہ دار تھے۔ ان کی شخصیات راستی اور عدل کا نمونہ تھیں۔ وہ ایثار پیشہ اور خدمت خلق کے جذبے میں سرشار تھے۔ ان کے دن امورِ دنیا کو سنوارنے میں صرف ہوتے تو ان کی راتیں حضورِ حق میں سجدہ ریزی میں گزرتی دکھائی دیتی ہیں۔ آپ ﷺ کی معلمانہ حکمت عملی اور اسلوب تدریس نرالا تھا۔ آپ ﷺ کے اسباق اور تعلیمات میں ایسی جاذبیت تھی کہ ان کے ذریعے سے اذہان منور ہوتے تھے اور قلوب کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طمانیت نصیب ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کے دشمن اور مخالفین بھی آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور حسن کردار کے قائل تھے۔ وہ آپ ﷺ کے حسن بیان کی اعجاز آفرینیوں سے بھی متاثر تھے مگر آپ ﷺ کے معلّمانہ کردار کو سمجھنے کے بجائے وہ آپ ﷺ کو جادوگر، کاہن، ساحر اور شاعر قرار دینے کی ناکام کوشش کرتے رہے مگر آپ ﷺ کا پیغام تھا کہ دلوں کو فتح کرتا چلا جارہا تھا اور آپ ﷺ کی تعلیم تھی کہ بتدریج لوگوں کو گرویدہ کرتی چلی جارہی تھی۔ مکہ کی سرزمین میں حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر گہوارۂ تعلیم اور دبستانِ ہدایت تھا۔ مگر جب آپ ﷺ مدینۃ النبیؐ میں تشریف لائے تو صُفہ کا چبوترہ ایک ایسی جامعہ اور درس گاہ کی حیثیت اختیار کر گیا جس میں علوم پڑھائے نہیں بلکہ بنائے جاتے تھے۔ جہاں علم تربیت کے آہنگ میں ڈھل کر شخصیت کی نشوونما کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں ایسے افراد اور رجال کار تیار ہو رہے تھے کہ جن سے بہتر صلاحیتوں کے افراد کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ کے طریق تعلیم سے مستفید ہونے والے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے راشدون، صادقون، فائزون اور مفلحون کے القاب سے نوازا۔

آپ ﷺ کی درس گاہ میں علوم نبوت پڑھائے جاتے تھے۔ کائنات میں انسان سازی کا یہ سب سے بڑا انصاب تھا جس کی تیاری اور فراہمی خود انسانوں کے خالق نے کی تھی اور اس کی تدریس کے لیے اس کائنات کے سب سے افضل و اکمل انسان کا انتخاب کیا گیا۔ آپ ﷺ ایک ایسے معلّم تھے جس کے معلّمانہ کردار نے دماغوں کے ساتھ دلوں کو بھی موہ لیا تھا۔ یہی بات ہے کہ زندگی کے مختلف مواقع پر انھوں نے اپنے اموال اور نفوس کو آپ ﷺ کے اشارۂ ابرو پر قربان کر دیا۔ کائنات نے ابھی تک کسی ایسے معلّم کی صورت نہ دیکھی تھی کہ اس کے تلمیذ اور طلبہ اس پر اپنی جانوں تک کو نچھاور کرنے میں عزت وسعادت محسوس کرتے ہوں۔

آپ ﷺ کے طریق تعلیم کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی درس گاہ ہمہ جہت تھی اور ہمہ وقت کشادہ تھی۔ آپ ﷺ مسجد نبویؐ میں ہوں یا گھر کے حجروں میں، سفر میں ہوں یا حضر میں، میدانِ جنگ میں ہوں یا کسی تجارتی مرکز میں، بڑوں میں تشریف فرما ہوں یا چھوٹوں سے ہم کلام ہوں، خواتین ہوں یا مرد،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہوں یا بے گانے، امیر ہوں یا غریب، دشمن ہوں یا دوست، والیانِ ریاست ہوں یا معمولی رعایا کے افراد، آپ ﷺ کا رویہ سب کے ساتھ محبت آمیزی کا ہوتا، سبھی آپ ﷺ کی تعلیم، بصیرت اور حکمت سے یکساں مستفید ہوتے۔ دن کے چوبیس گھنٹوں میں آپ ﷺ کا ہر عمل تعلیمی افادیت سے معمور ہوتا۔ آپ ﷺ کا ہر جملہ علم وحکمت کے جواہر سے لبریز ہوتا۔ اس کائنات میں آپ ﷺ کے علاوہ کوئی ایسا معلّم دکھائی نہیں دیتا جو جہاں بھی ہو اور جس وقت بھی جس حالت میں اسے دیکھو وہ اپنے تعلیمی اسوۂ حسنہ کے موتی لٹا رہا ہے۔ سادہ دل اور سادہ دماغ بھی اس سے اسی طرح فیض حاصل کرتے جس طرح کہ ذہین وفطین لوگ۔ اس کے منہ سے جو الفاظ نکلتے وہ موتی کی لڑیاں بن کر مخاطب کو مسحور کرتے۔ آپ ﷺ افصح العرب تھے، مختصر بات کرنے کا ہنر جانتے تھے۔ لفظوں کی تاثیر سے اس قدر آگاہ تھے کہ آپ ﷺ کے فرمودات تاریخ میں ''جوامع الکلم'' کہلائے۔ آپ ﷺ کی باتیں سماعتوں میں رس گھولتی تھیں۔ آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو سننے والے ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ شاگردوں کا یہ حسن عقیدت تاریخ میں اور کس شخص کو میسر آیا ہے؟

حضور ﷺ کا طریق تعلیم عملی اور مشاہداتی تھا۔ فلسفیانہ کے بجائے حکیمانہ تھا۔ ظنی اور تخمینی کے بجائے یقینی اور اثباتی تھا۔ آپ ﷺ کی گفتگو اور طریق تعلیم میں نہ تو کوئی ابہام تھا اور نہ پیچیدگی۔ ہر بات واضح، دوٹوک، فیصلہ کن، دل میں اتر جانے والی، روح کو سرشار کرنے والی، اخلاق آموز اور حکمت آمیز، یوں آپ ﷺ کے طریق تعلیم میں تربیت اور سیرت سازی کو خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو رب زدنی علما کی دعا سکھائی اور ایسے علم سے پناہ مانگنے کی تلقین کی جس میں نفع مندی نہ ہو۔ آپ ﷺ ہمیشہ مخاطب کی ذہنی سطح، عمر اور نفسیات کے مطابق گفتگو فرماتے۔ لفظوں کو یوں ادا فرماتے کہ کوئی چاہے تو لفظ گن لے۔ نہ اس قدر اونچا بولتے کہ دوسرے کی سماعت پر گراں ہو اور نہ اس قدر پست آواز میں کہ دوسرا سن ہی نہ سکے۔ مجمع زیادہ ہوتا تو اپنی بات کو جگہ جگہ دہراتے تا کہ سب اس کو سن لیں اور مستفید ہوں۔ خطبہ حجۃ الوداع میں عرفات کے صحرائی اور میدانی کلاس روم میں ایک لاکھ چالیس ہزار کے قریب سننے والے تھے مگر سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سب آپ ﷺ کے خطبے سے مستفید ہوئے۔ ایسا تعلیمی نصاب اور ایسا طریق تعلیم اور اسلوب تربیت تاریخ کا سب سے بڑا علمی، اخلاقی اور روحانی ورثہ ہے۔

حضور ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی:

مسلمان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اللہ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو معلّم انسانیت بنا کر بھیجا اور اس بات کا اعلان کر دیا کہ:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ (الاحزاب ۳۳:۲۱)

''درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول (ﷺ) میں ایک بہترین نمونہ تھا، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔''

رسول کریم ﷺ انسانیت کی فوز وفلاح اور ان کی اخلاقی نشو ونما کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔ یوں تو اپنے منصب کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام معلّم ہیں اور وہ اپنے اپنے زمانوں اور زمینوں کے باسیوں کے لیے ہدایت کا پیغام لے کر آئے مگر نبی مکرم ﷺ ایک ایسے دور میں مبعوث ہوئے جس کے ساتھ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور انسانیت کی تعلیم وتربیت کے لیے آخری پیغام عطا کیا گیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمی حکمت عملی کے نتیجے میں ایک طرف صفات المؤمنین کے حامل صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تیار ہوئی تو دوسری طرف ایک مہذب معاشرہ تشکیل پانے لگا جس کے نتیجے میں ایک متمدن ریاست وجود میں آئی جو ایک اعلیٰ اور برتر تہذیب وتمدن کی نمائندہ تھی۔ مدینۃ النبیؐ کے چار مربع کلومیٹر میں قائم ہونے والی یہ ریاست دیکھتے ہی دیکھتے پہلے قدم پر حجاز میں اپنے قدم مضبوط کرتی ہے پھر شمال کی طرف بڑھی تو قیصر روم کی سلطنت اس کے زیر نگیں تھی اور شمال مشرق کی طرف رخ کیا تو کسرائے ایران کی حکومت وسطوت کے برج گر گئے۔ خلافتِ راشدہ کے اختتام تک اس تہذیب کا علم کئی ملکوں پر لہرا رہا تھا۔ پہلی مرتبہ عقیدۂ توحید کو ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی فوقیت حاصل ہوئی اور یہ سب کچھ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی کے باعث منظرِ عام پر آیا۔ اقوام عالم نے کفر وشرک، ظلم واستحصال، حسب ونسب اور مظاہر پرستی کے امراض سے شفا پائی اور آپ ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کے باعث ان سب کو عدل ومساوات، اخوت ومحبت، ایثار وہمدردی اور امانت ودیانت جیسی صالح اقدار وروایات کو سیکھنے اور جاننے کا موقع ملا، انسانیت کفرستان کے تاریک اور گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکل کر توحید کی روشنی میں سانس لینے لگی اور یہ عالمی انقلاب سراسر آپ ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی کا مرہون منت تھا۔

آپ ﷺ کی تعلیمات اور معلّمانہ حکمت عملی نے معاشرے اور ریاست کے تمام دائروں اور پہلوؤں کو متاثر کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں انسان ایک ایسے شعور سے آگاہ ہوئے جس نے علوم وفنون کے تمام دائروں کو متاثر کیا۔ اب تجارت ومعیشت کے پیمانے بدل گئے۔ عدل وانصاف نے اپنی حقیقی روح کو پالیا۔ جنگ وجدل، صلح وآشتی میں بدل گئی۔ تاریخ نے یہ منظر کبھی نہ دیکھا تھا کہ غزوۂ بدر میں دشمن کے قیدیوں کو تعلیم کی خدمات ادا کرنے کے عوض رہائی نصیب ہوئی ہو۔ یوں تعلیم، تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک فدیے کے طور پر استعمال ہوئی۔ عدالت کی میزان میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، ملکی اور غیر ملکی حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز مٹ گیا اور ایک ایسا بے لاگ انصاف سامنے آیا جس نے دشمن کو بھی اعتراف حقیقت پر مجبور کر دیا۔ اسی تعلیم کے نتیجے میں وہ خواتین جو کل تک زمین میں زندہ گاڑ دی جاتی تھیں، جنھیں ایک جنسِ تجارت بنا کر منڈی میں سجا دیا جاتا تھا اور وہ وراثت میں بھی تقسیم ہو جاتی تھیں، ان کے لیے حقوق کا ایک ایسا ضابطہ عطا کیا گیا کہ وہ تہذیب وتمدن کی اساس بن گئیں۔ ان کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی گئی۔ تعلیم نسواں کے دروازے کھول دیے گئے۔ اسلامی معاشرے کی تعمیر خواتین کی صالح تعلیم وتربیت کے بغیر ممکن ہی نہ تھی۔ یوں اسلامی معاشرے اور ریاست کی تعمیر اور اس کے استحکام کے لیے نبوی تعلیم کی روح کارفرما دکھائی دیتی ہے اور یہ سب کچھ آپ ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی کا اعجاز تھا۔

ہم فلسفۂ تاریخ کے اس پہلو سے آگاہ ہیں کہ کسی سوسائٹی میں اخلاقی فساد اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمدنی بحران اس وقت پیدا ہوتا ہے جب خود علم ظلمات کے ماحول میں گھر جاتا ہے۔ ایسے عالم میں علم شخصیت کی تہذیب کرنے کے بجائے اسے نفسانی خواہشات کا غلام بنا دیتا ہے اور وہ دنیا کے نقشے پر درندوں سے بڑھ کر ظلم و فساد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے علم کا ایک پاکیزہ تصور دیا۔ آپ ﷺ نے اجزائے آفرینش میں غور و فکر کی قرآنی دعوت پیش کی اور مظاہر فطرت میں مستور صبغت اللہ کو پہچاننے کی تعلیم دی۔ جب بھی کوئی ذی ہوش اور سنجیدہ طالب علم اجزائے عالم میں سنت اللہ کی کارفرمائیوں کو دیکھ اور پہچان لیتا ہے تو پھر یہی ادراک حقیقی علم کی شمع بن کر زندگی کی تاریک راہوں میں اس کے لیے کامل روشنی کا سامان پیدا کرتا ہے۔ علم و حکمت کی ایک ایسی ہی شمع کو حضور ﷺ نے روشن کیا اور اس حکمت کو ایک خیر کثیر قرار دیتے ہوئے اس کی تلاش میں نکلنے کی مستقل دعوت دی۔ جب طالبان علوم نبوت نے علم و حکمت کے اس منہج کو جان لیا تو پھر دیکھتے ہی دیکھتے تین چار صدیوں کے مختصر دورانیے میں انھوں نے علوم و افکار کے انبار لگا دیے۔ علم و تحقیق کے ایسے ادارے قائم کیے اور ان میں ایسی کتابیں تیار کی گئیں جو صدیوں تک عالمی تعلیمی تقاضوں کو پورا کرنے کی محکم سبیل بن گئیں۔ مگر کیا آج ہم اس معلّمانہ حکمت عملی کے تقاضوں کو پورا کر رہے ہیں؟

عالم اسلام ایک زندہ وحدت ہے مگر رُبع مسکوں پر بسنے والے ڈیڑھ ارب کے قریب فرزندانِ توحید کی جمعیت کچھ منتشر دکھائی دیتی ہے۔ ان کے عزائم میں اضمحلال اور علم و تحقیق کی وادیوں میں سست روی دکھائی دیتی ہے۔ اسے مغلوبیت اور مرعوبیت کا نفسیاتی عارضہ لاحق ہے۔ جدید علوم و فنون میں ہم دوسروں کے دست نگر اور محتاج دکھائی دیتے ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی اختراعات میں ہمارا کوئی خاص کردار نہیں ہے۔ ہم ہر نوع کے معدنی اور زرعی وسائل رکھنے کے باوجود اقتصادی اور معاشی میدان میں احساس تفاخر سے محروم ہیں۔ ہم کبھی سیاسی اور کبھی معاشی استحصال کا شکار ہوتے ہیں۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ ہماری اخلاقی اور انسانی پہچان بھی ہدف تنقید بنی ہوئی ہے۔ اس صورت حال سے نکلنے کے لیے ہر فرزند توحید بے تاب دکھائی دیتا ہے مگر اس بحران سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

اس مشکل اور پیچیدہ سوال کا ایک ہی جواب ہے کہ امت مسلمہ حضور ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی کا ادراک کرے اور اس کی روشنی میں اپنے تصور علم کو درست کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ ﷺ کی عطا کردہ تعلیمات کی روشنی میں مطلوبہ افراد تیار کیے جائیں جن کے اخلاق بہتر اور اطوار اعلیٰ اقدار کے حامل ہوں۔ تعلیم کا بنیادی وظیفہ بہترین افراد تیار کرنا ہے۔ اگر تعلیم شخصیت سازی کا فریضہ انجام نہ دے سکے تو پھر مادی ترقی کے انبار لگانے کے باوجود معاشرہ انحطاط کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی میں کائناتی قوتوں کی تسخیر سے منع نہیں کیا گیا بلکہ قرآن مجید نے اس کی ترغیب میں متنوع اسالیب اختیار کیے ہیں مگر عالم اسلام ایک ایسی معلّمانہ حکمت عملی سے محروم ہے جس کی اساس علم الوحی پر رکھی گئی ہو اور جو اس وحی کے متن کی تشریح و توضیح رسول کریم ﷺ سے حاصل کرتا ہو۔ آپ ﷺ کے تعلیمی اسوہ اور معلّمانہ حکمت عملی کو اپنانے کے نتیجے میں ہم موجودہ بحران سے نجات پا سکتے ہیں۔ اسی تدبیر سے ہماری نسلوں کی اخلاقی تربیت کا سامان پیدا ہوگا اور صرف اس کے نتیجے میں معاشرتی استحکام نصیب ہوگا اور یوں ہم ایک مرتبہ پھر عالمی قیادت کا گم شدہ منصب حاصل کرنے میں ان شاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ کی معلّمانہ حکمت عملی ہی عالم اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی نوید کامل ہے مگر اس کے لیے اسلامی معاشروں اور ریاستوں کو اسلام کے تصور علم میں ڈھلا ہوا نصاب تیار کرنا ہوگا۔

حضور ﷺ کی نظر میں تعلیمِ نسواں کی اہمیت

اسلام سے قبل دوسری تہذیبوں میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بہت ابتر اور پریشان کن تصویر سامنے آتی ہے۔ ان سے تحقیر آمیز سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ وہ سامانِ تجارت کی طرح بکتیں اور بسا اوقات وراثت میں تقسیم ہوتی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسے حقوق عطا فرمائے جس سے ان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔ ایسے تمام حقوق جن کا تعلق معیشت و معاشرت سے ہے، ان کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے۔ مگر ہمیں آج عورت کے اس حق کے سلسلے میں جائزہ لینا ہے جو اس کے حق تعلیم کے بارے میں ہے۔ تاریخ انسانی میں حضور ﷺ نے تعلیم نسواں کے ضمن میں جو احکامات دیے اور جو کوششیں آپ ﷺ بروئے کار لائے اس کے نتیجے میں خواتین کو اسلامی سوسائٹی میں ایک عزت اور وقار کا مقام حاصل ہوا۔ تعلیم کے سلسلے میں زبانِ رسالتؐ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ ارشاد جاری ہوا: طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، اور اس حکم میں مرد یا عورت، آزاد یا غلام، چھوٹے یا بڑے، امیر یا غریب غرض کسی نوع کی تخصیص نہ تھی۔ آپ ﷺ کے ان تعلیمی احکامات کے نتیجے میں اسلامی معاشرے میں تعلیم نسواں کی روایت کا آغاز ہوا جس سے دنیا کی دوسری تہذیبیں بھی متاثر ہوئیں۔ قدیم معاشروں میں عورتوں پر تعلیم کے دروازے بند تھے۔ حتیٰ کہ بعض حالات میں معاشرے کے مرد حضرات کو بھی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر رسول کریم ﷺ نے عورتوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ فن کتابت کو بھی سیکھنے کی ترغیب دلائی۔

آپ ﷺ کے عہد رسالت میں تعلیم کا حق معاشرے کے تمام طبقات کو حاصل ہوا۔ یہ اس بات کا نتیجہ تھا کہ خواتین نے اپنے لیے الگ سے تعلیم کی غرض سے وقت کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے ہفتے میں نہ صرف ان کے لیے ایک دن مقرر کیا بلکہ ایک مقام کا بھی تعین کر دیا جہاں خواتین آپ ﷺ سے سوالات کرتی تھیں اور آپ ﷺ ان کا جواب ارشاد فرماتے تھے۔ یاد رہے کہ دین وشریعت کے بعض موضوعات ایسے ہیں جن کا تعلق عورتوں کی شرم وحیا کے ساتھ وابستہ ہے۔ لہٰذا ایسی صورت حال میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ان موضوعات کی تعلیم دیتی تھیں۔ مکی زندگی میں ترپن سالہ زندگی تک تو آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رفاقت میں زندگی گزاری مگر جب مدینہ میں اسلام تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا تو عورتوں کی خصوصی تعلیم کے لیے آپ ﷺ نے متعدد نکاح فرمائے جن کی تعداد گیارہ تک بیان کی جاتی ہے۔ یہ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن صحابیاتؓ کو دینی تعلیم دیتی تھیں۔ ان میں سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی اور حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں، شفاء رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رشتہ دار بھی تھیں، کتابت کا فن سیکھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دین وشریعت کے فہم میں سب سے ممتاز تھیں۔ ذخیرۂ حدیث میں ان سے ۲۲۱۰ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ۷۶، اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ۶۵ روایات منقول ہیں۔ ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب ''جوامع السیرۃ'' میں لکھا ہے کہ صحابیات میں کم از کم بیس کے قریب ایسی ممتاز خواتین تھیں جو صاحب فتویٰ فقیہ تھیں۔ عہد خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راشدہ میں خواتین کی الگ سے درس گاہیں قائم تھیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تعلیم دیتی تھیں۔ ان درس گاہوں میں مرد حضرات بھی حاضر ہوتے اور پردے کی اوٹ سے مسائل پوچھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ صحابیات حصول علم کے لیے حضور ﷺ کے کاشانۂ نبوت پر حاضر ہوتیں اور کبھی براہ راست اور کبھی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعے سے علم دین سیکھتی تھیں۔ اسی طرح خطبۂ جمعہ اگرچہ عورتوں کے لیے فرض نہیں ہے مگر انھیں اس میں حاضر ہونے کی اجازت تھی۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کہتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کا خطبہ، جمعہ کے دن سب سے پچھلی صف میں بیٹھ کر سنتی تھی۔

عورتوں کی تعلیم کے سلسلے میں یہ آداب جاننا ضروری ہیں کہ آپ ﷺ ان کا مردوں سے اختلاط پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لیے ایک اسلامی ریاست میں عورتوں کی تعلیم کے لیے الگ سے انتظام ضروری ہے۔ اس طرح عورتوں کے تعلیمی نصاب کو بھی ان کی طبعی اور نفسیاتی کیفیات کے موافق ہونا چاہیے۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم و تربیت کا خصوصیت سے انتظام کریں۔ یہ اوّلیت ہمیشہ اسلام اور داعیٔ اسلام ﷺ کے ساتھ مخصوص رہے گی کہ تاریخ انسانی میں آپ ﷺ نے طبقۂ نسواں کو تعلیم کے حقوق عطا فرمائے اور آپ ﷺ نے اس کے لیے ریاست میں خصوصی انتظامات فرمائے۔ حدیث میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ آپ ﷺ جب مدینہ تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ نے انصار کی خواتین کو ایک مکان پر جمع کیا اور ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کو وعظ کے لیے بھجوایا۔ انھوں نے اس مکان کے دروازے پر کھڑے ہو کر خواتین کو سلام کیا اور کہا کہ میں آپ خواتین کے پاس رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ کی ایسی ہی ترغیبات کا یہ نتیجہ تھا کہ بہت جلد صحابیات کی ایک بہت بڑی تعداد مختلف علوم و فنون کی ماہر بن گئی۔ ان میں قرآن مجید کی حفاظ بھی تھیں، مفسرہ بھی تھیں، شاعرات بھی تھیں۔ فن کتابت سے شناسائی بھی رکھتی تھیں۔ افتاء اور فقاہت کے درجے پر بھی فائز تھیں۔ تاریخ کے اوراق کھنگالیں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے کہ صحابیات صرف علوم اسلامیہ ہی کی ماہر نہ تھیں بلکہ مختلف فنون میں بھی مہارت رکھتی تھیں۔ ان کی ذہنی بالیدگی اور نفسیاتی شعور اس قدر پختہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں شرائط کی وجہ سے صحابہ میں جو بددلی موجود تھی اور جس کے باعث وہ قربانی کا حکم سننے کے باوجود متذبذب تھے، یہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ جن کے مشورے سے یہ صورت حال بدل گئی۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں خواتین کی ان تعلیمی سرگرمیوں کے باعث اسلامی معاشرے میں تعلیم نسواں کی روایت پختہ اور مستحکم ہوتی چلی گئی اور یہ فیضان صرف حضور ﷺ کی کوششوں کا مرہونِ منّت تھا۔ اسلامی ریاست میں عورتوں کے حق مشاورت کی یہ سب سے زیادہ روشن اور واضح دلیل ہے۔

حضور ﷺ کے آداب تعلیم

نبی کریم ﷺ کے اسوۂ مبارک پر نظر دوڑائیں تو آپ ﷺ ہمہ وقت دعوتی اور تبلیغی کاوشوں میں مصروف رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی دعوت کا اسلوب تعلیم و تربیت کے ساتھ وابستہ تھا۔ حیات نبویؐ کے تمام ماہ و سال پر نگاہ دوڑائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک کامل ماہر تعلیم تھے جو انسانی نفسیات کا گہرا شعور رکھتے تھے اور مخاطب کی ذہنی سطح اور افتادِ طبع کے مطابق تعلیم دیتے تھے۔

قرآن مجید کی وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ اسے صحابہ رضی اللہ عنہم کو لکھواتے، صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے بھی کچھ خواتین اس وحی کو لکھتی تھیں۔ یوں وحی مسلسل کتابت کے مراحل سے گزرتی رہی۔ صحابہ قرآن مجید کو حفظ بھی کرتے۔ یوں حرم کعبہ اور مسجد نبوی تحفیظ قرآن کے مراکز بن گئے۔ جہری نمازوں میں آپ ﷺ قرآن مجید کو جس انداز میں تلاوت فرماتے اس سے تجوید و قرأت کے آداب سامنے آئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ہر وقت اور ہر موقع پر آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھنا پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے ان کے بیٹھنے کے انداز اور آپ ﷺ کی باتوں کو سننے کا اسلوب بہت مؤدبانہ اور انتہائی احترام پر مبنی ہوتا تھا۔ البتہ اگر کوئی کسی بات کی وضاحت چاہتا تو آپ ﷺ بہت شفقت کے ساتھ اس کی تشفی فرماتے تھے۔ احادیث کے ذخیرے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوالات اور آپ ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جوابات کثرت کے ساتھ محفوظ ہیں جن سے آپ ﷺ کی باتوں کی حکمت وموعظت واضح ہوتی ہے۔آپ ﷺ بسا اوقات کسی عمدہ سوال پر سائل کی تعریف بھی فرماتے تھے۔ اگر کوئی سوال بہت اہم ہوتا تو حاضرین کو اس سوال کی طرف متوجہ کرتے اور پھر سب کو اپنے جواب میں شریک کر لیتے تھے۔

روایاتِ سیرت کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ طلب علم کے لیے آنے والوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے۔حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس وقت آپ ﷺ اپنی سرخ چادر پر ٹیک لگا کر مسجد میں استراحت فرما رہے تھے۔تو میں نے گزارش کی کہ میں علم کی طلب میں حاضر خدمت ہوا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ طالب علم کو خوش آمدید۔یقینی بات ہے کہ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں کے درمیان گھیر لیتے ہیں اور یوں وہ ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہوئے آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔وہ یہ سب کچھ علم کے ساتھ محبت کے لیے کرتے ہیں۔

ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ سے مختلف مواقع پر سوالات کیے اور آپ ﷺ نے ان کے جوابات عطا فرمائے۔آپ ﷺ کے جوابات پر نظر دوڑائیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان سے مخاطب کی مکمل تشفی ہو جاتی تھی۔آپ ﷺ ایک ایسے معلّم اور مربی تھے کہ جو اظہار اور ابلاغ کے ہر پہلو پر نگاہ رکھتا ہو اور پھر مخاطب کو ایسے الفاظ، اسلوب اور استدلال کے ساتھ جواب دے کہ جس سے وہ ہر طرح سے مطمئن ہو جائے۔آپ ﷺ کے جواب کے بعد کسی کے ذہن میں کوئی تشکیک باقی نہ رہتی تھی۔ بعض سوالات کی نوعیت مابعد الطبیعیاتی مسائل اور موضوعات کے بارے میں ہوتی تھی۔ آپ ﷺ ان کے جواب میں وحی کا انتظار فرماتے۔یوں قرآن مجید کے بہت سے مقامات ایسے ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم یا دوسرے حضرات کے سوالات کے جوابات کے بطور پیش کیے گئے۔بعض اوقات مختلف قبائل کے وفود آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تو آپ ﷺ انھیں اسلام کی بنیادی تعلیمات ارشاد فرماتے۔ان کی خرابیوں پر توجہ دلاتے۔ آپ ﷺ کی مختصر تعلیم ان کی زندگیوں کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے طلبہ سے حسن سلوک کا یہ پیغام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عن قریب تمھارے پاس مختلف قومیں علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گی، پس جب تم انھیں دیکھو، تو ان سے کہو:

''رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق خوش آمدید، خوش آمدید اور انھیں تعلیم دو۔''

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کے تفصیلی آداب ارشاد فرمائے۔ آج دنیا میں جو ہزاروں اور لاکھوں مدارس اور مکاتب قائم ہیں وہ دروس نبویؐ ہی کے اتباع اور پیروی کی ایک شکل ہے۔

آپ ﷺ کے آداب تعلیم میں یہ پہلو بہت واضح ہے کہ جب تک حاضرین خاموش نہ ہو جائیں آپ ﷺ اپنی اصل بات شروع نہ کرتے بلکہ بعض اوقات گفتگو میں تمہیداً ایسی باتیں ارشاد فرماتے یا مخاطب سے ایسے سوالات پوچھتے جن کا مقصد لوگوں کو اپنی بات کی طرف متوجہ کرنا ہوتا تھا اور جب وہ کامل درجے میں متوجہ ہو جاتے تو پھر آپ ﷺ اپنا بیان یا گفتگو یا خطبہ شروع فرماتے۔ خطبۂ حجۃ الوداع اس نوعیت کی ایک عجیب مثال ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب فرمایا اور اس تعداد میں ہونے کے باوجود لوگ ہمہ تن آپ ﷺ کی طرف متوجہ تھے۔ اسی طرح بعض اوقات آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جن کا درجہ آپ ﷺ کے حضور شاگردوں کا سا ہے نام یا ان کی کنیت سے پکارتے تھے کہ وہ بطور خاص بات سننے کے لیے تیار ہو جائیں۔

اس امر کی مثال بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے جسم کے کسی عضو کو چھو کر بھی اسے احساس دلاتے تھے، بعض اوقات آپ ﷺ مخاطب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھام کر گفتگو فرماتے جس سے اپنائیت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض مواقع پر آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو علم و عمل کے لیے دعا بھی دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے آدابِ تعلیم کا ایک پہلو اعادے کا اصول بھی ہے۔ بعض اوقات اہم باتوں کو آپ دو دو تین تین دفعہ دہراتے تا کہ مخاطب اسے اچھی طرح سمجھ کر ازبر کر لیں۔ بسا اوقات آپ ﷺ گفتگو کرتے ہوئے ہاتھ یا انگلیوں کے اشاروں سے بھی کام لیتے۔ کچھ مواقع پر آپ ﷺ نے زمین پر لکیروں اور نقشوں کو بھی سمجھانے کے لیے کھینچا۔ بعض باتوں کی تفہیم کے لیے تشبیہ اور تمثیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی کام لیتے۔ بعض اوقات شروع میں ایک اجمالی بات کرتے اور پھر اس کی تفصیل بیان کرتے تھے۔ الغرض یہ وہ آداب تعلیم ہیں جن سے آج بھی اساتذہ کسب فیض کر سکتے ہیں۔

حضور ﷺ بحیثیت معلّم انقلاب

یہ مدینۃ النبیؐ تھا جس کے مرکزی مقام پر مسجد نبوی تعمیر کی گئی۔ اس مرکزی درس گاہ کے پیچھے حجروں کے قریب بائیں طرف ایک چبوترہ تھا جس پر کھجور کی شاخوں اور پتوں کا ایک سائبان دھوپ کی تمازت سے محفوظ رکھتا تھا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اسلامی علوم کی سب سے بڑی اور مرکزی درس گاہ قائم تھی۔ حضور ﷺ اس درس گاہ کے رئیس الجامعہ تھے۔ آپ ﷺ اکثر اُن طلبہ کے درمیان جو مختلف عمروں، مزاجوں اور مقامات سے تعلق رکھتے تھے، تشریف لایا کرتے تھے اور ان کے اسباق و دروس میں باقاعدہ شرکت فرماتے۔ ایک ایسے ہی موقع پر آپ ﷺ صفہ کے چبوترے پر تشریف لائے جہاں طلبہ دو مختلف گروہوں میں منقسم تھے۔ ایک گروہ ذکر و فکر کی مجلس آراستہ کیے ہوئے تھا جب کہ دوسرا درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کا ماحول پیدا کیے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ کچھ وقت کے لیے پہلی جماعت میں تشریف فرما ہوئے مگر پھر مستقلاً تعلیم و تعلم میں مشغول حضرات کے درمیان تشریف لے گئے، اور زبان مبارک سے فرمایا کہ دونوں گروہ اچھی سرگرمیوں میں مصروف اور مشغول ہیں مگر انما بعثت معلماً، مجھے تو معلّم کی حیثیت سے مبعوث کیا گیا ہے۔ اس خاطر آپ ﷺ درس و تدریس والے ماحول میں مستقل طور پر تشریف فرما ہوئے۔

قرآن مجید نے آپ ﷺ کو معلّم کتاب و حکمت اور مزکّی قرار دیا ہے۔ اس طرح زبانِ نبوت نے خود بھی اپنے آپ ﷺ کو معلّمی کے فریضے سے منسلک قرار دیا۔ یوں حضور ﷺ نے عرب کے اس جاہلانہ ماحول میں ایک علمی تحریک کی ابتدا کی جس کے نصاب کے لیے قرآن مجید جیسی کتاب نازل کی گئی جس کی وحی کا پہلا لفظ ہی اقراء ہے۔ جس میں علم کو قلم کے ذریعے سے سکھایا گیا اور انسانوں کو وہ کچھ سکھایا گیا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ اس معلّم کے مخاطب اولوالالباب تھے اور وہ اس مدرسۂ علم و حکمت سے فارغ ہونے کے بعد الراسخون فی العلم کے درجے پر فائز کیے اور سمجھے جاتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الراسخون فی العلم کے لیے سمع وبصر کے ساتھ فواد سے بھی کام لینے کا درس دیا گیا اور اگر کوئی ان ذرائع سے علم حاصل نہ کر سکے تو ایسے لوگوں کو مویشیوں سے بھی بدتر زندگی کا حامل بتایا گیا۔ وہ انسان جسے ''احسن تقویم'' بنایا گیا اگر وہ علم وحکمت کے تقاضوں کے مطابق اپنا تزکیۂ نفس نہ کر سکے تو یہی ''اسفل السافلین'' بن جاتا ہے۔ حضور ﷺ کی برپا کردہ علمی تحریک عقاید میں تبدیلی پیدا کر کے فکری زندگی کو استوار کرتی تھی۔ یہاں علم کا مقصود محض حروف والفاظ کی نوشت وخواند نہ تھی بلکہ عمل صالح کا حصول تھا، جس سے منشائے خداوندی کو معلوم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے ہر اس علم کو غیر نافع قرار دیا گیا جو معرفت کردگار کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرے۔

یہ اسی علمی تحریک کا فیضان تھا کہ جاہلیت کے ماحول سے نکل کر نورِ توحید کی روشنی میں آنے والے حضرات شرف صحابیت سے متصف ہوئے اور انھوں نے زندگی کے ہر ہر میدان میں عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ ان صالح افراد نے ایک متمدن معاشرے کی تشکیل کی اور پھر ان کی پاکیزہ سرگرمیوں سے اسلامی ریاست کے خدوخال واضح ہوئے۔ ریاستی امور، معاشی وسائل، عدالتی فیصلے، حرب وضرب کی معرکہ آرائیاں، تجارت و زراعت، علوم وفنون، بین الاقوامی مسائل اور خارجہ امور، بین المذہبی مکالمات کا نشوونما الغرض فرد اور معاشرے اور ریاست کی تمام سرگرمیاں اور وظائف ایک زبردست تعلیمی حکمت عملی کے نتیجہ میں وجود میں آئے۔ اس نوزائیدہ اسلامی ریاست میں تعلیم ایک سامان تجارت نہ تھی بلکہ تعلیمِ عامہ کی تمام تر سرگرمیوں کے مصارف ریاست برداشت کرتی تھی۔ تعلیم بالکل مفت تھی۔ آپ ﷺ کے فرمان طلب العلم فریضة علی کل مسلم کے مطابق تعلیم لازمی بھی تھی اور جبری بھی۔ آپ ﷺ کے تلامذہ کی عمروں کا لحاظ کیا جائے تو بیشتر تعلیمی حلقے تعلیم بالغاں پر مشتمل تھے۔

اس اوّلین اسلامی ریاست میں بچوں اور خواتین کی تعلیم کے خصوصی حلقے تھے۔ عورتوں کی تعلیم خود عورتوں کے ذریعے سے، تاریخ انسانیت میں تعلیم نسواں کے اس اسلوب کا آغاز آپ ﷺ ہی کے دورِ رحمت میں ہوا۔ اس اولین اسلامی ریاست نے تعلیم کو عوام کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ عوام کو ریاست کی تعلیمی پالیسی کے تابع کیا۔ صحت مند افراد کی تعلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ معذوروں کی بھی تعلیم کا پورا نظام قائم تھا۔ آپ ﷺ کی قائم کردہ اسلامی ریاست کے سو فیصد لوگ ایک تعلیم یافتہ معاشرے کے مفید شہری تھے اور آپ اس تعلیمی تحریک کے سربراہ تھے۔ اس فلاحی ریاست کی اساس حصولِ تعلیم پر مبنی تھی۔

اسلام میں تعلیم انسانی شخصیت کی نشوونما کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ انسانی شخصیت کے حقیقی خدوخال محض لفظوں اور معلومات پر مبنی تعلیم سے تربیت نہیں پاتے بلکہ یہ اخلاقی اقدار اور ایک صالح سیرت کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر یوں بھی فرمایا کہ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ میں تو مکارم اخلاق کی تعلیم و تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ معلّم کتاب و حکمت تھے تو اس کا مقصود تزکیۂ نفوس تھا۔ نفس امارہ کی اخلاقی تربیت کے راستے نفس مطمئنہ کا حصول ہی ایک جامع اور بہتر تعلیم کا نصب العین ہو سکتا ہے۔ پیش نظر رہے کہ اسلام نے جس تعلیمی نظام کو ہر مسلمان کے لیے فرض قرار دیا ہے وہ انجینئرنگ، طب اور سائنسی علوم و فنون کی تعلیم نہیں بلکہ وہ اخلاقی اور دینی تعلیم ہے جو شخصیت کی ایسی نشوونما انجام دیتی ہے کہ جس کے حصول کے بعد عالم مادیات کی ترقیات میں بھی کوئی امر مانع نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی تین صدیوں میں مسلمانوں نے تمام علوم وفنون کے تراجم عربی زبان میں کر دیے اور سیکڑوں طبع زاد کتب مختلف علوم وفنون میں لکھ ڈالیں۔ قرآن مجید سے پہلے عربی زبان کی کسی کتاب کا سراغ ہمیں نہیں ملتا۔ یہ آپ ﷺ کی تعلیمی حکمت عملی کا اعجاز تھا کہ دو سو سالوں میں بیسیوں علوم وفنون کی سیکڑوں کتابیں عربی زبان میں لکھی جا چکی تھیں۔ مسلمان ایک ہزار سال تک دنیا میں ایک سپر پاور کی حیثیت سے حکمران رہے مگر کسی قوم کا استحصال نہیں کیا اور اپنے زیر نگین علاقوں میں ان کو غلامی کے شکنجوں میں نہیں جکڑا۔ آپ ﷺ کی بخشی ہوئی تعلیمی حکمت عملی کے نتیجے میں دنیا نے ایک صالح تہذیب کا چہرہ دیکھا۔ انسانی حقوق کا ایک اعلیٰ و ارفع تصور انسانیت کے سامنے پیش کیا اور یوں صدیوں تک یورپ کی درس گاہیں مسلمانوں کے علوم وفنون سے خوشہ چینی کرتی رہیں۔

اتباع رسالت ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم آج پھر سے اپنے بچوں، خاندانوں، معاشرے اور ریاست کی تعمیر و تشکیل اسی تعلیمی حکمت عملی پر استوار کریں جسے قرآن مجید نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولی طور پر پیش کیا اور اس کی تفصیلات کو نبیٔ امی ﷺ نے تفصیل سے واضح کیا۔ آپ ﷺ کے حکیمانہ طریق تعلیم کی تفصیلات پر بیسیوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اکیسویں صدی کے جدید ماحول میں بھی آپ ﷺ کے اسلوب تدریس اور طریق تعلیم میں وہ عمدگی، جاذبیت، افادیت اور صلاحیت موجود ہے جس سے قوموں کے درمیان پُر امن بقائے باہمی کی ضمانت حاصل کی جا سکتی ہے۔ کون ذی شعور نہیں جانتا کہ موجودہ عصری تعلیم خود ایک بحران سے دوچار ہے اور اس سے نکلنے کا واحد حل پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کی روشن اور حکیمانہ تعلیمات کو سمجھنے اور اپنانے میں مضمر ہے۔ ہمارے جدید تعلیمی تصورات اور عصری نصابات اس مثالی انسان کو بنانے میں ناکام ہو چکے ہیں جو پاکیزہ اور صالح سیرت و کردار سے متصف ہو۔ انسانی شخصیت کی پاکیزہ نشو و نما کے بعد جس نوعیت کی بھی تعلیمی استعداد مہیا کی جائے گی اس سے نظام عالم میں فتنہ و فساد ختم، ہوگا اور اقوام استحصالی رویوں سے نجات پا کر عالمی سطح پر ایک عادلانہ معاشرے کو ترتیب دے سکیں گی۔ پیغمبرانہ تعلیم کے آداب اور حکمت عملی سے ہم جدید سائنسی اور میکانکی ترقیات کو ایک علم نافع میں بدل سکیں گے وگرنہ ہم خود ان علوم کی مضرت رسانیوں اور ہلاکتوں کا شکار ہو جائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپہ سالار اعظم ﷺ کی جنگی حکمت عملی

رسل ورسائل

اسلام دین فطرت ہے۔اس کی تعلیمات عالم گیراوراس کی روایات دائمی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جہاں نبوت ورسالت کے منصب عظیم پر فائز ہوکر اسلام کے وسیع تر تصور حیات کے ایمانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، قانونی، عدالتی، تہذیبی پہلوؤں کو پیش کیا وہاں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا عسکری پہلو بھی ہے۔مکہ مکرمہ کے ابتدائی تیرہ سالوں کے بعد کاروانِ اسلام وادئ یثرب مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوا۔ ۱۷ رمضان ۲ھ کو غزوۂ بدر سے لے کر فتح مکہ اور بعد کے غزوات وسرایا تک رسول کریم ﷺ دنیا کے ایک عظیم فاتح بن کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔تاریخ عالم میں آپ ﷺ جنگ کی بجائے جہاد کے تصور کے قائل اور آپ ﷺ کی جنگ قوانین صلح وامن کو ایک نیا رنگ وآہنگ عطا کرتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری آٹھ سالوں میں اٹھائیس غزوات میں براہ راست شرکت فرمائی اور اسی تعداد میں جنگی مہمات روانہ کیں جن کو سرایا کہتے ہیں۔ان تمام غزوات وسرایا میں جہاں اور بہت سے عسکری خصائص جھلکتے ہیں وہاں رسل ورسائل کے اعتبار سے بھی ان میں ایک خصوصی شان دکھائی دیتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد کی تعلیم اور ترغیب دی۔ان میں شوق شہادت کی آرزو کو پیدا کیا۔جنگ کو فتح وشکست کے تصور سے بالاتر رضائے الٰہی کا سامان قرار دیا، اسے اعلائے کلمۃ الحق اور مظلومین عالم کی مدد کا ذریعہ بنایا۔اس اعتبار سے رسل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورسائل کو قانونی ذرائع کے بطور اختیار کیا گیا، اگر چہ قرآن مجید میں اپنی قوت اور تازہ دم گھوڑوں کو جہاد کے لیے ہمہ وقت تیار رکھنے کی تعلیم ہے مگر ساتھ ہی یہ ارشادِ ربانی بھی ہے:

﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةًۢ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ ۲:۲۴۹)

''کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک قلیل گروہ خدا کے حکم سے ایک کثیر گروہ پر غالب آ گیا۔''

یوں رسل ورسائل کی قلت ایک نظریاتی فوج کو غیر نظریاتی اور سیکولر فوج پر غلبہ دلا دیتی ہے۔ رسل ورسائل کی فراہمی اور دستیابی کے سارے ذرائع کے باوجود حضور ﷺ نے غزوات کے موقع پر خصوصی بیعت بھی طلب کی ہے۔ آپ ﷺ نے منزل اور راستوں کے تعین کے لیے مشاورت کی، اپنے لشکر کا علم متعین کیا۔ دشمن کی سرگرمیوں کی ٹوہ لگانے کے لیے دستے مقرر کیے۔ آپ ﷺ کا کوئی لشکر ممکن حد تک سامان حرب، اونٹوں، گھوڑوں، تیروں، نیزوں، تلواروں اور دیگر ساز وسامان جنگ سے خالی نہ ہوتا تھا۔ سامان حرب اگر کبھی کم ہوتا تو دوسرے معاہد قبائل سے حاصل کیا جاتا۔ سفر کے وقت راحت کا خیال رکھتے، تیز دھوپ میں آرام فرماتے۔ بعض اوقات حیرت انگیز طور پر دشمن پر اچانک دھاوا کر کے اسے حیرت میں مبتلا کر دیا کرتے۔ جنگ کے آغاز میں اللہ کی نصرت طلب کرتے اور شوق شہادت کی تمنا پیدا کرتے۔

نبی کریم ﷺ جنگ کی صورت حال میں دشمن پر صبح کے وقت حملہ کرنے کو ترجیح دیتے تھے یا آفتاب ڈھلنے کے بعد حملہ کرتے، رات کے وقت حملہ کرنے کو مناسب خیال نہ فرماتے۔ غزوات کے آغاز میں طویل ترین مسافتوں کو جلد از جلد طے کرنے کا انتظام کرتے مگر ہر جنگ کے اختتام پر فتح کے بعد تین یوم تک وہیں قیام فرماتے۔ میدان جنگ میں مردوں اور نوجوانوں کے ساتھ ایسی عورتوں کو بھی اجازت مرحمت فرماتے جو مرہم پٹی یا کھانے پینے کی خدمات انجام دے سکتی تھیں۔

مسلمانوں کے تمام غزوات میں اکثر وبیشتر دشمن کا پلہ ساز وسامان اور اسلحہ کے اعتبار سے زیادہ بھاری ہوتا تھا۔ اسلام کے اوّلین معرکے میں اسلامی لشکر کے ستر اونٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تین گھوڑے تھے۔آپ ﷺ نے تین تین سواروں کے لیے ایک اونٹ مقرر کیا۔ راستے کے انتخاب میں بھی بہتر حکمت عملی اختیار کی جاتی۔غزوۂ بدر ہی میں اصافر نامی گھاٹیوں کی راہ اختیار کی اور دبہ نام کے ایک قصبہ میں اترے۔ پھر آپ حنان نام کے ایک بڑے ٹیلے کو دائیں جانب چھوڑتے ہوئے بدر کے قریب پڑاؤ ڈالتے ہیں۔غزوۂ احد میں ایک خاص مقام پر پچاس تیراندازوں کا تعین اور اس درّے کی اہمیت کا کس قدر خیال رکھتے ہیں۔غزوۂ تبوک میں رسل ورسائل کی صورت حال کس قدر عجیب وغریب کیفیت کی حامل ہے۔غزوۂ خندق میں شہر کے اندر رہ کر لڑنے کا فیصلہ کس قدر حکیمانہ ہے۔

الغرض رسل ورسائل کے اعتبار سے اسلامی لشکر کی تیاری میں حضور نبی کریم ﷺ خصوصی توجہ فرماتے تھے۔لشکر کو اپنے سامانِ حرب پر توجہ دینے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کی طرف متوجہ کرتے تھے۔ایک بامقصد نظام جنگ میں رسل ورسائل کی کمی بھی ایمانی جذبات سے پوری ہو جاتی ہے۔آپ ﷺ نے ہر غزوے کے موقع پر تمام ناگزیر تقاضوں اور وسائل کو جمع اور استعمال کیا ہے مگر محض اس پر انحصار نہیں کیا ہے جس سے اسوہ رسول ﷺ کی یہ تعلیم سامنے آتی ہے کہ مسلمان اپنے حربی معرکوں میں ہر طرح کے رسل ورسائل کے سازوسامان کو استطاعت کی حد تک جمع کریں اور استعداد کی حد تک استعمال میں لائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ بنی قریظہ

ہجرت مکہ کے بعد جب اسلامی ریاست مدینہ منورہ میں قائم ہوئی تو اس مختصر اور محدود ریاست کو جن عناصر کی ریشہ دوانیوں کا سب سے زیادہ سامنا کرنا پڑا ان میں سب سے بڑا گروہ یہود کا تھا۔ یہ لوگ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی بعثت سے صدیوں پہلے اشوری اور رومی مظالم سے تنگ آ کر ارض حجاز میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ حجاز میں ان یہودیوں کے بارہ قبائل تھے جن میں سے بنوقینقاع یثرب کی آبادی کے اندر مقیم تھے اور یہ مقامی آبادی میں خزرج کے حلیف شمار کیے جاتے تھے۔ بنونضیر اور بنوقریظہ کی آبادی مدینے کے شہر کے باہر قرب وجوار کے علاقوں میں تھی اور یہ دونوں یہودی قبائل مقامی آبادی میں اوس کے حلیف تھے۔ مدینۃ النبی ﷺ میں اسلامی ریاست کے قیام سے پہلے بھی ان یہود کو اس معاشرے میں معاشی اور ثقافتی تفوق حاصل تھا۔ مختلف قسم کے اموال تجارت پر ان کا قبضہ تھا اور یہ مختلف مقامی قبائل کو آپس میں لڑا کر اپنی سیادت برقرار رکھتے تھے۔

مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے روز اول ہی سے پیغمبر اسلام ﷺ اور دوسرے مسلمانوں کے خلاف شدید عداوت کے جذبات رکھتے تھے اور ان کی حقارت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے۔ اسلامی ریاست، پیغمبر اسلام ﷺ اور اسلامی جماعت کے وجود کو مٹانے کے لیے ان کی کوششیں تیز سے تیز ہوتی چلی گئیں۔ ان حالات میں حضور نبی کریم ﷺ نے یہودی قبائل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کی مختلف دفعات میں سے چند ایک یہ تھیں کہ یہود کو اس اسلامی ریاست میں اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی حاصل ہوگی اور جو کوئی طاقت اس معاہدے کے کسی فریق سے جنگ کرے گی سب اس کے خلاف مل کر مزاحمت کریں گے، نیز اگر کوئی مدینہ پر حملہ کرے تو سب ایک دوسرے کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاون کریں گے اور ہر فریق اپنے اپنے مقام کا دفاع کرے گا۔

یہود نے اپنی سابقہ تاریخ کی روایات کے مطابق اس معاملے میں بھی عہد شکنی کی اور تمام اخلاقی حدود کو پامال کرتے ہوئے اس معاہدے کی روح کے خلاف عمل کیا۔ غزوۂ بدر کے دوران یہود اور منافقین نے افواہ سازی اور جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے اسلامی لشکر کو نقصان پہنچانے اور کمزور کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ معرکۂ بدر میں اسلامی قوت کی سرفرازی کو یہود برداشت نہ کر سکے۔ اب ان کے حسد اور عداوت کا جذبہ کھلی بغاوت کی شکل اختیار کرنے لگا۔ بنوقینقاع نے مسلمانوں کی جماعت کو پریشان کرنے حتی کہ ان کی خواتین کے ساتھ بھی مذاق اور استہزاء کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ایک مسلم خاتون کے ساتھ نا قابل بیان زیادتی کے نتیجے میں مسلمانوں اور بنوقینقاع کے درمیان عملاً لڑائی کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ مسلمانوں نے رسول ﷺ کی سرکردگی میں بنوقینقاع کا محاصرہ کر لیا جس کے نتیجے میں یہ گروہ پسپا ہوگیا اور اسے بالآخر مدینے سے نکال دیا گیا اور یہ لوگ ارض شام کی طرف چلے گئے۔

غزوہ بنوقینقاع سے یہود کے حوصلے پست ہوگئے، انھیں کھلے بندوں تو مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر وہ خفیہ طور پر پیغمبر اسلام ﷺ اور مسلمانوں کی رسوائی کے سامان پیدا کرنے کی سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔ غزوۂ احد کے حالات وواقعات نے ان کی سازشوں کو ایک مرتبہ پھر ہوا دی۔ بنی نضیر نے تو حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کے خاتمے کی سازشیں کرنا شروع کر دیں۔ ایک موقع پر تو خود جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو یہود کے ارادۂ قتل کی اطلاع دی جس پر آپ ﷺ نے ان کی ریشہ دوانیوں کے قلع قمع کے لیے اسلامی لشکر کے ساتھ ان کا محاصرہ کر لیا۔ جلد ہی ان کے حوصلے پست ہوگئے حتیٰ کہ ان کے قریب آباد یہودی قبیلے بنوقریظہ نے بھی ان کی کوئی مدد نہ کی۔ وہ اس درجے مرعوب ہوگئے کہ ہتھیار ڈال کر جلاوطنی کی سزا قبول کر لی۔ آپ ﷺ نے ان کی جلاوطنی کی شرط منظور کرتے ہوئے انھیں ہتھیاروں کے علاوہ سب کچھ ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ یوں بنی نضیر خیبر اور شام کی طرف نکل گئے۔

یہود کی فطرت میں جو بغض وعداوت مسلمانوں کے لیے شروع سے موجود تھا، وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب خیبر پہنچ کر پھر ایک نئے جذبۂ انتقام میں بدل گیا۔ بنونضیر کے بیس سرداروں نے مکہ میں سردارانِ قریش سے مل کر انھیں پھر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکسایا۔ اس طرح بنو غطفان کو بھی اس جنگ میں شریک کرنے میں کامیاب ہوگئے، یوں مختلف قبائل کے مشرکین کے ایک لشکر نے مدینے کا رخ کیا جہاں مسلمانوں نے ایک خندق کھود کر حجاز میں دفاع کا ایک نیا باب تحریر کیا۔

غزوۂ احزاب کے محرکین میں بھی یہودیوں کے علاوہ ہمیں کوئی اور دکھائی نہیں دیتا۔ بنونضیر کا سردار حی بن اخطب تمام مشرک قبائل کو اُکسانے کے بعد مدینہ کے نواح میں بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس آیا جس نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ جنگ کی صورت میں مسلمانوں کا ساتھ دے گا۔ کعب نے ابتدا میں اپنا دروازہ حیی بن اخطب کے لیے بند کر دیا مگر اس کی مسلسل فہمائش نے کعب کو مسلمانوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کو توڑنے پر مجبور کر دیا۔ اب بنوقریظہ کے تمام یہود عملاً غزوۂ احزاب میں مشرکین کے لشکر کے ساتھ شریک ہوگئے۔ یوں بنوقریظہ نے غداری، بغاوت اور عہد شکنی کے جرائم کا ارتکاب کیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چند ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ بنوقریظہ کی سازش اور عہد شکنی کے باوجود لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور مشرکین کا تمام لشکر طویل محاصرہ کرنے کے باوجود ناکام ونامراد واپس لوٹ گیا۔

غزوۂ احزاب شوال ۵ ھ میں بنونضیر کے یہودیوں کی اسلام دشمنی اور کینہ پروری کے نتیجے میں سامنے آیا، غزوۂ بنوقریظہ بھی اسی غزوے کی ایک توسیعی صورت ہے۔ جب غزوۂ احزاب میں دشمن کی تمام فوجیں اپنے مقاصد میں مکمل طور پر ناکام ہونے کے بعد واپس لوٹ گئیں تو بنوقریظہ اکیلے میدان میں رہ گئے تاکہ اپنی غداری، بغاوت، عہد شکنی اور دھوکہ بازی کے فطری نتائج کو بھگت سکیں۔

غزوۂ احزاب میں دشمن کی پسپائی کے بعد رسول اکرم ﷺ خندق سے واپس مدینہ تشریف لائے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیے۔ نماز ظہر کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ﷺ نے ہتھیار اتار دیے ہیں مگر فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ اٹھیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بنو قریظہ کی طرف بڑھیے۔ میں بھی آپ ﷺ کے آگے آگے جا رہا ہوں تا کہ ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کر دوں اور ان کے دلوں پر رعب طاری کر دوں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پیغام کے ملتے ہی آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعے منادی کرادی کہ جو شخص سننے والا اور اطاعت گزار ہے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کے انتظامی اختیارات حضرت ابن امکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ کا علم دے کر دستے کے بطور بنو قریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ کر دیا اور خود بھی مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان قلعوں کے محاصرے کے لیے پہنچ گئے۔ یوں آپ ﷺ کی قیادت میں اسلامی لشکر نے بنو قریظہ کے تمام قلعوں کا مکمل محاصرہ کر لیا۔

یہ لشکر نماز ظہر کے بعد روانہ ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے مجاہدین کو حکم دیا کہ وہ عصر کی نماز بنو قریظہ پہنچ کر ادا کریں۔ راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہوا تو ایک گروہ نے عصر کے مقررہ وقت پر نماز ادا کی جبکہ باقی ماندہ مجاہدوں نے عصر کی نماز بنو قریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچ کر مغرب کے بعد پڑھی تا کہ حضور نبی ﷺ کے حکم کی ٹھیک ٹھیک پیروی کی جا سکے۔ جب آپ ﷺ کو دونوں گروہوں کے عمل کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے کسی کے عمل پر اعتراض نہ کیا اور سب کے عمل کو درست قرار دے دیا۔ یوں آپ ﷺ نے ایک ہی حکم کی مختلف تعبیرات کو درست قرار دے کر اسلام کی ایک عظیم حکمت عملی کو واضح کیا۔ بنو قریظہ کے یہودیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لشکر کے ساتھ پہنچتے ہی دیکھ کر حضور ﷺ پر مختلف قسم کی گالیوں کی بوچھاڑ کر دی جو ان کے لیے ناقابل برداشت تھیں۔ جب حضور ﷺ بھی باقی ماندہ لشکر کے ساتھ تشریف لا رہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو وہیں پر روکنے کی کوشش کی تا کہ آپ ﷺ کو یہود کے اس ناشائستہ طرز عمل سے ناگواری نہ پہنچے۔ مگر آپ ﷺ مسلسل بڑھتے ہوئے ان کے قلعوں کے قریب تر پہنچ گئے۔ یہود نے اس لشکر کی صورت حال کو دیکھ کر فوراً پینترا بدلا۔ آپ ﷺ کی تعریفیں کرنے لگے اور مختلف حیلے بہانوں سے صلح یا تخفیف سزا کی تجاویز دینے لگے مگر انھیں خوب معلوم تھا کہ کس طرح سے انھوں نے غزوۂ احزاب میں مسلمانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور انتہائی نامساعد حالات میں شہر کے اندر مسلمانوں کے قتل وغارت کا منصوبہ تیار کیا۔ان کے ذہنوں میں مشرکین کے لشکری سیلاب کے باعث یقین تھا کہ وہ اس بستی سے اسلام اور مسلمانوں کو پوری طرح ختم کر دیں گے اور نعوذ باللہ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی قتل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسلام کا راستہ صاف کر دیں گے۔

بنو قریظہ کے تمام افراد میں سے تین یہودیوں نے اسلام قبول کیا اور ایک چوتھے سردار عمرو بن سعدی نے خود کو تو یہودیت پر قائم رکھا مگر مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہونے والے معاہدے پر پابند رہا اور غداری کے جرم میں شریک نہ ہوا۔یہودی سردار عمرو بن سعدی نے محاصرے سے قبل ہی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے انھیں اسلام قبول کرنے اور تورات کی بشارتوں کے مطابق حضور ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی مگر انھوں نے رعونت کے باعث اس کی خیر خواہی کو ٹھکرا دیا۔عمرو بن سعدی کے ان جذبات کی اطلاع مسلمانوں کو مل چکی تھی جس کے باعث جب وہ رات کی تنہائی میں اپنے قلعے سے نکلا تو مسلمان پہرے داروں نے اسے آزادی کے ساتھ نکل جانے کا موقع فراہم کر دیا۔

بنو قریظہ نے شروع شروع میں تو اس محاصرے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر چالیس روز گزرنے کے بعد ان کے حوصلے مسلسل پست ہونے لگے، خوف ان کے رگ وریشے میں سما گیا اور وہ سوچنے لگے کہ کس طرح وہ اپنی غداری اور عہد شکنی کی سزا سے بچ سکتے ہیں۔محاصرے کی اس سختی کے دوران یہود کے سردار کعب بن اسد نے ان کے سامنے تین متبادل صورتیں پیش کیں:

اول: یہ کہ اسلام قبول کر لو اور تورات کے مطابق آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کو تسلیم کر لو۔

دوم: یہ کہ اپنے بیوی بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کر کے مسلمانوں کا مقابلہ کریں جس کے بعد یا تو فتح پالیں یا ان کے ہاتھوں مارے جائیں۔

سوم: دھوکے کے ساتھ سبت یا سنیچر کے دن ان پر حملہ کر دیا جائے کیونکہ اس دن کی نسبت مسلمانوں کو یقین ہوگا کہ ہم حملہ نہیں کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یہود نے ان تینوں تجاویز کو رد کر دیا اور آپ ﷺ کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے لیے اپنے مسلمان حلیفوں سے مشورے کی مہلت طلب کی۔

ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ بنی قریظہ کے حلیف تھے۔ یہودیوں کی درخواست پر حضور ﷺ نے انھیں بنو قریظہ سے ملاقات کی اجازت دی۔ ابولبابہ رضی اللہ عنہ جب بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے آہ و بکا کر کے ان سے رہنمائی طلب کی کہ غیر مشروط اطاعت کی صورت میں ان کی بھلائی کا کیا امکان ہے۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان کی صورت حال سے متاثر ہو کر ان سے ہاں کر دی اور ساتھ ہی اپنی انگلی سے حلق کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ آپ قتل کر دیے جائیں گے لیکن ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو فوراً اپنی خیانت کا احساس ہوا۔ زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود آپ پر تنگ ہو گئی اور شرمندگی کے باعث خود کو مسجد نبوی ﷺ کے ایک ستون سے باندھ لیا اور کہا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اس غلطی کی معافی نہیں دے گا میں اسی طرح بندھا رہوں گا۔ سترہ دن تک وہ اسی حالت میں بندھے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور حضور ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے انھیں رہا کیا۔

بنو قریظہ کے اس طویل محاصرے کے بعد آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ قلعوں میں داخل ہو کر عام حملہ کیا جائے۔ جب یہودیوں کو اس حملے کا پختہ یقین ہو گیا تو انھوں نے خود کو غیر مشروط اطاعت کے ساتھ پیش کر دیا۔ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو الگ سے قید کر لیا گیا اور عورتوں اور بچوں کو الگ رکھا گیا اور اس بات کا خیال رکھا گیا کہ انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ یہود کی گرفتاری کے ساتھ ہی قبیلۂ اوس کے سرداروں کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس سزا میں تخفیف کی درخواست لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ کیا یہ مناسب نہیں کہ اس کا فیصلہ آپ ہی کے قبیلے کا ایک فرد سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کرے۔ اس پر یہ سب مطمئن ہو گئے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ احزاب میں ہاتھ کی رگ کٹنے کے باعث علیل تھے، اسی لیے گدھے پر سوار کر کے انھیں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان سب قیدیوں کے فیصلے کا اختیار دے دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تورات ہی کی تعلیم کے مطابق فیصلہ دیا کہ ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور اموال تقسیم کر دیے جائیں۔ چنانچہ اسی فیصلے کے مطابق عمل کر دیا گیا۔ یہودیوں کے سردار حی بن اخطب اور بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے ساتھ سینکڑوں دوسرے یہودی بھی اپنی عہد شکنی ،بغاوت ،غداری اور دھوکہ دہی کے نتیجے میں قتل کر دیے گئے۔ یہودی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو خلاد بن سوید پر چکی کا پاٹ گرا کر قتل کرنے کے قصاص میں قتل کیا گیا۔ انھی یہودی عورتوں میں سے ایک ریحانہ بنت عمرو بن خنانہ کو آپ ﷺ نے منتخب کیا اور چھ ہجری میں آزاد کر کے شادی کر لی۔ مال غنیمت سے مجاہدین کے لیے شام اور نجد کے علاقوں سے اسلحہ اور گھوڑے خریدے گئے۔

یوں غزوۂ بنو قریظہ کے بعد اسلامی ریاست یہودیوں کی ظاہری سازشوں سے ایک خاص مدّت تک محفوظ ہوگئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہماتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے بعد مکتہ المکرّ مہ میں تیرہ سال گزارے جو تمام تر مصائب ونوائب اور ابتداو آزمائش کی مختلف صورتوں اور مراحل سے وابستہ ہیں۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے مطابق یثرب کی طرف ہجرت اختیار کی جس کا مقصد اور غرض وغایت محض امن وسکون اور عافیت کے ساتھ اپنے لیے کسی جگہ اور منزل کی تلاش نہ تھی اور نہ ہی اس سے کوئی معاشی مفادات یا اقتصادی سہولتیں پیش نظر تھیں۔ بلکہ اعلائے کلمتہ الحق کے لیے ایک دینی اور فلاحی معاشرے کی تشکیل اور اسلام کے ابدی اصولوں کے مطابق ایک اسلامی ریاست کا قیام واستحکام مطلوب تھا۔یہی باعث ہے کہ ہجرت کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے بہ حفاظت مکہ سے نکل جانے کا کفار مکہ کو بہت رنج اور قلق تھا اور اس صورت حال نے انھیں ایک انتقام کی کیفیت سے دوچار کر رکھا تھا۔ان کے سینوں میں کینے کی آگ بھڑک رہی تھی جو حسد کی بھٹی میں بھڑکی اور زیادہ شدید ہوگئی تھی۔ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار ساتھی نوزائیدہ اسلامی ریاست کے تحفظ کی تدابیر کر رہے تھے تو دوسری طرف کفار مکہ اور ان کے حلیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگی اور معاندانہ منصوبوں اور سرگرمیوں میں مصروفِ کار تھے۔اس کشمکش میں سن ایک ہجری سے نو ہجری تک مختلف مراحل اور کارروائیوں میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان جو چھوٹی بڑی معرکہ آرائیاں ہوئیں ان کی تعداد بیاسی کے قریب قریب ہے جن میں سے اٹھائیس (۲۸) کے قریب غزوات اور چون (۵۴) کے قریب سرایا ہیں۔

اس موقع پر یہ جان لینا ضروری ہے کہ وہ دفاعی،عسکری،انتظامی اور پیش بندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صورتیں جن کی قیادت خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہو انھیں اصطلاح میں غزوہ کہتے ہیں اور وہ دفاعی یا عسکری نقل و حرکت جس کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے سپرد کی ہو اسے سریہ کہتے ہیں۔

غزوات وسرایا کی وسیع تر سیاسی، جنگی، عسکری، دفاعی اور انتظامی صورتوں میں سے جو نو سال کے عرصے پر محیط ہیں، ہمیں اس موقع پر ان میں سے صرف چار جنگی مہمات کا تذکرہ کرنا ہے جو تاریخ اسلامی میں سریۂ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ، سریۂ دومتہ الجندل، سریہ فدک اور سریۂ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ اس موقع پر ان چاروں سرایا کا ذکر ان کی زمانی ترتیب کے ساتھ کیا جاتا ہے تاکہ واقعات کی زمانی ترتیب کے حوالے سے ان کی نوعیت کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جا سکے۔

ہجرت سے قبل یثرب میں اصل قوت اور اختیارات کے مالک یہود کے تین قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری کے بعد یہود کے ان قبائل کی سرکشی میں بہت اضافہ ہوا، یہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف مختلف قسم کی ریشہ دوانیوں اور مخاصمت اور کینہ پروری میں بہت آگے نکلے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کعب بن اشرف تھا جس کی ہجوگوئی، اہانتِ رسالت اور اسلام دشمنی کی سرگرمیوں کے باعث آپ ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دی تو قبیلۂ اوس کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا کام تمام کر دیا۔ یہود کا دوسرا فرد جو اسلام دشمنی میں بہت سی حدود پھلانگ چکا تھا وہ سلام بن ابی الحقیق تھا جو ابو رافع کی کنیت کے حوالے سے زیادہ معروف تھا، ابو رافع نے غزوۂ احزاب میں کفار کے مختلف قبائل کو جنگ کرنے کے لیے اکسایا اور ان قبائل کی ہر طرح سے مدد بھی کی۔ غزوۂ خندق یا احزاب میں دشمن ناکام ہو کر واپس لوٹ گیا مگر ابو رافع کی معاندانہ اور مخاصمانہ سرگرمیاں ابھی جاری تھیں اور وہ ایک دوسرے حملے کے لیے مختلف قبائل کو اکسا رہا تھا اور اس ضمن میں اس کی کوششیں روز بروز بڑھ رہی تھیں۔

مسلمانوں کو یہودی ابو رافع کی ان کوششوں کی مسلسل اطلاعات مل رہی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مشورے میں طے ہوا کہ اس سازشی دشمن کو کیفرِ کردار تک پہنچانا ضروری ہوگیا ہے۔ اس موقع پر قبیلہ خزرج کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس موذی کو ٹھکانے لگانے کی ذمہ داری ان کے قبیلے کے سپرد کی جائے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل کعب بن اشرف کے قتل کی ذمہ داری قبیلۂ اوس کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد کی گئی تھی۔ یوں خزرجی صحابہ رضی اللہ عنہم اس سلسلے میں کسی دوسرے سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کرتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے اس موقع پر پانچ خزرجی صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس معرکے کی ذمہ داری سپرد کی مگر انھیں اس سلسلے میں یہ ہدایت بھی کردی کہ ابورافع کے علاوہ اس کے خاندان کی کسی عورت یا بچے پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ ان پانچ خزرجی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے امیر لشکر عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک تھے۔ ان پانچوں مجاہدین کا تعلق قبیلۂ خزرج کی ایک شاخ بنوسلمہ سے تھا۔

ابورافع خیبر کے قریب اپنے ایک مضبوط قلعے میں مقیم تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت یہاں پر ایک ایسے وقت میں پہنچی کہ سورج غروب ہو رہا تھا اور لوگ اپنے مال مویشی لے کر گھروں کو لوٹ چکے تھے۔ امیر لشکر عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں کے مشورے سے طے کیا کہ وہ خود قلعے کے پھاٹک کے محافظ سے کسی حیلے بہانے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک دروازے کے قریب اپنے سر پر ایک کپڑا ڈال کر اس طریق پر بیٹھ گئے کہ جیسے وہ رفع حاجت کے عمل میں مصروف ہیں۔ اس موقع پر محافظ نے اونچی آواز میں کہا کہ اللہ کے بندے اگر تمھیں اندر آنا ہے تو آ جاؤ ورنہ میں دروازہ بند کر کے جا رہا ہوں۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک اسی عالم میں دروازے کے اندر داخل ہوگئے اور ایک مناسب جگہ پر چھپ کر تدبیر کرنے لگے۔ انھیں معلوم ہوگیا تھا کہ محافظ نے چابیاں کہاں لٹکائی ہیں۔ وہاں سے چابی لے کر انھوں نے دروازہ کھول دیا۔ ابورافع اس قلعے کے ایک بالا خانے میں مقیم تھا۔ اس کی خواب گاہ کئی کمروں سے گزر کر آتی تھی۔ اس وقت اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں ایک محفل اور مجلس آراستہ تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ انتظار کرنے لگے اور جب تمام شرکائے مجلس وہاں سے رخصت ہوگئے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ مختلف کمروں سے گزرتے ہوئے بالآخر اس کمرے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے جہاں پر ابورافع اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سورہا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہر کمرے سے گزرتے ہوئے اندر سے اس کی کنڈی لگا دی تھی تاکہ باہر سے کوئی اندر آکر مدد نہ کرسکے۔ ابورافع کی خواب گاہ میں مکمل اندھیرا تھا جس کے باعث اس کا پہچاننا مشکل تھا۔ لہٰذا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابورافع کا نام پکارا تو اس نے کہا کہ کون ہے؟ اس آواز کو پہچانتے ہی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار کا وار کیا جس پر اس نے زور سے چیخ ماری مگر اس کا کام ابھی تمام نہیں ہوا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ اب اس کی خواب گاہ کے کمرے میں موجود تھے۔ انھوں نے آواز بدل کر پوچھا: ابورافع کیا بات ہے۔ اس نے کہا تیری ماں برباد ہو ابھی ایک آدمی نے مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک زوردار تلوار کے وار سے اسے مزید زخمی کردیا اور تلوار کی نوک اس کے پیٹ میں چبھو کر اس بات کا یقین کرلیا کہ اب اس کا کام تمام ہوچکا ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ اب جلدی سے مختلف کمروں کو کھولتے ہوئے ایک سیڑھی کے قریب آئے اور غلطی سے اس سیڑھی سے پاؤں یوں نیچے رکھا کہ نیچے گرنے سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی جسے انھوں نے اپنی پگڑی سے مضبوطی کے ساتھ باندھ لیا۔ صبح جب مرغ نے بانگ دی تو ایک خبر دینے والا قلعے کی فصیل سے اعلان کررہا تھا کہ ابورافع کو قتل کردیا گیا ہے۔ سیرت ابن اسحٰق کی روایت میں بتایا گیا ہے کہ یہ پانچوں صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے مکان میں گھس گئے تھے اور انھوں نے مل کر ابورافع کا کام تمام کیا۔ یہود نے طلوع آفتاب سے قبل قاتلوں کو تلاش کیا مگر یہ سب وہاں سے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک کو اٹھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور ابورافع کے قتل کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے جب عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک کی پنڈلی کی ہڈی کے ٹوٹنے کا سنا تو اس پر اپنا دست مبارک یوں پھیرا کہ یہ معجزانہ طور پر درست ہوگئی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

دومۃ الجندل کے نام سے عہد نبوی ﷺ میں تین معرکوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک غزوۂ دومۃ الجندل ہے جو ربیع الاول میں ہوا۔ آپ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ اہل دومہ مدینہ پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ ایک ہزار جاں نثاروں کے ساتھ اہل دومہ کی طرف بڑھے مگر جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ خبر درست نہیں تو مقابلے کے بغیر واپس لوٹ آئے، البتہ راستے میں عیینہ بن حصین سے معاہدہ ہوا۔

جہاں تک دومۃ الجندل کے سرایا کا تعلق ہے ان میں سے پہلا سریہ شعبان ۶ھ میں ہوا۔ دومۃ الجندل کی اقتصادی، دفاعی اور قبائلی صورت حال کے پیش نظر خدشہ تھا کہ وہ کہیں مدینے پر حملہ آور نہ ہوں۔ اسی باعث حضور ﷺ ربیع الاول ۵ھ میں اس کی جانب اقدامی قدم اٹھا چکے تھے مگر جنگ وجدال کا کوئی موقع سامنے نہ آیا۔ اس علاقے کی سیاسی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو ان کی طرف روانہ کیا اور نصیحت کی کہ سب سے پہلے اس قبیلے کو اسلام کی پُر زور دعوت پیش کرنا تاکہ یہ لوگ دامن اسلام میں آ جائیں اور اگر جنگ کی نوبت آ جائے تو پھر ان کی عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہ اٹھانا اور ان سے جو عہد باندھ لو اسے پورا کرنا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے بشارت آمیز لہجے میں فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو پھر اس قوم کے سردار اصبغ بن عمرو کلبی (جسے اصم بن عمرو کلبی بھی لکھا گیا ہے) کی بیٹی سے شادی کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کی دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں سردارِ قوم خود اصبغ بن عمرو کلبی نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف سے کر دیا اور یوں ریاست مدینہ سے اپنے تعلقات کو مضبوط بنا لیا۔

دومۃ الجندل کے حوالے سے ایک سریہ وہ بھی ہے جس میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کو اکیدر والی دومۃ الجندل کی جانب بھیجا گیا۔ اس سریہ میں اکیدر قید ہوا اور اس کا بھائی مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اکیدر کو پھر اس کے اختیارات کے ساتھ بحال کر دیا اور دیگر عیسائی حکومتوں کے ساتھ معاہدے کر لیے۔

شعبان ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ یہود کا ایک قبیلہ اپنے سردار بنو سعد بن بکر کی رہنمائی میں خیبر کے یہود کو مدد اور کمک پہنچانا چاہتا ہے تاکہ وہ مدینہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حملہ آور ہوسکیں۔ اس اطلاع پر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو سو مجاہدین کے ساتھ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔ یہ مجاہدین راستے کے خدشات کے باعث دن بھر چھپے رہتے اور رات کو سفر کرتے۔ اثنائے سفر انھیں ایک جاسوس ہاتھ آیا جس نے اعتراف کیا کہ بنوسعد نے خیبر کی کھجوروں کے بدلے یہود کو امداد فراہم کرنے کی پیشکش کی ہے اور یہ بھی اطلاع دی کہ بنوسعد نے کس جگہ پر جتھہ بندی کر رکھی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اطلاع کی روشنی میں ایک شب خون مار کر ان کے پانچ سو اونٹ اور دو ہزار بکریوں پر قبضہ کرلیا۔ بنوسعد کا سردار اپنے قبیلے، عورتوں اور بچوں سمیت بھاگ نکلا۔ مسلمان مال غنیمت سمیت بحفظ وامان واپس مدینہ لوٹ آئے۔

سرایا کے اس سلسلے میں جس آخری سریہ کا تذکرہ ہمیں مقصود ہے اسے سریہ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ یا سریہ خیبر بھی کہتے ہیں جو ایک تحقیق کے مطابق شوال ۷ ہجری میں پیش آیا۔ اسیر بن رزام ایک یہودی بنوغطفان کو مسلمانوں پر چڑھائی کے لیے جمع کر رہا تھا۔ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کو تیس صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ کیا۔ مسلمانوں نے اسیر کو یقین دلایا کہ اگر وہ ان کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائے تو آپ ﷺ اسے خیبر کا گورنر مقرر کردیں گے۔ وہ اپنے تیس ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا، ابھی یہ سب لوگ راستے میں قرقرہ نیار کے مقام پر پہنچے تھے کہ ان کے درمیان ایک شک اور بدگمانی پیدا ہوگئی۔ یہ بدگمانی اس قدر بڑھی کہ جنگ کی سی صورت پیدا ہوگئی جس کے نتیجے میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے تیس یہودیوں کو وہیں پر تہ تیغ کردیا۔ بعض اوقات بدگمانیاں ایک ہلاکت خیز کیفیت کو جنم دیتی ہیں۔ یہ سریہ بھی ایسی ہی ایک بدگمانی کے سبب واقع ہوا۔ عجیب اتفاق دیکھیے کہ فریقین کی تعداد تیس تیس تھی اور یہ سب تیس اونٹوں پر یوں سوار تھے کہ ہر اونٹ پر ایک مسلمان اور ایک یہودی موجود تھا بدگمانی کا آغاز یوں ہوا کہ اسیر نے جو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کے اونٹ پر سوار تھے، چپکے سے ان کی تلوار پر ہاتھ ڈالا، وہ فوراً اونٹ سے نیچے اترے اور اسیر پر تلوار کا وار کیا۔ دونوں سرداروں کو لڑتے دیکھ کر سبھی اس میں شریک ہوگئے اور یوں تیس صحابہ رضی اللہ عنہم نے تیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودیوں کا کام تمام کر دیا۔

غزوات و سرایا کے بیاسی معرکوں میں حقیقی معنوں میں چار پانچ مقامات پر ہی شدید نوعیت کی لڑائی ہوئی۔ جہاں تک سرایا کا تعلق ہے ان کا بنیادی مقصد وقتی طور پر ہنگامی حالات میں پیدا ہونے والی صورت حال کی اطلاع، تدارک یا اصلاح تھا۔ ان سرایا کے نتیجے میں کوئی بڑی جنگ واقع نہیں ہوئی۔ ان سرایا میں شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد اور ان کی کارروائیوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان سب کا مقصود نوزائیدہ اسلامی ریاست کے دفاع کے لیے اطلاع رسانی، پیغام رسانی، صلح جوئی کا ماحول پیدا کرنا اور سفارت کاری یا پھر کسی فوری فتنے کی سرکوبی تھا۔ ان تمام غزوات و سرایا کے حوالے سے جو شماریات یا اعداد و شمار ہمارے سامنے آتے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے ہر باشعور اس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے کہ غزوات و سرایا کی اس طویل فہرست میں صرف چند بڑے معرکے ہوئے جب کہ باقی ماندہ جنگی مہمات یا سرایا کا مقصد محض ہنگامی نوعیت کے فتنوں کی فوری سرکوبی، ان کی اصلاح یا پھر مدینہ کی اسلامی ریاست کے تحفظ کے لیے ناگزیر دفاعی اقدام تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح مکہ

(یوم باب الاسلام)

یہ صرف آٹھ سال پہلے کی بات تھی کہ نبی آخرالزمان ﷺ کو ان کی دعوتی سرگرمیوں کی بنا پر ان کے پیدائشی اور اجداد کے شہر مکۃ المکرمہ سے تین سو میل دور مدینہ طیبہ میں ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا مگر یہ ۸ ہجری کے رمضان المبارک کی بیس تاریخ ہے کہ آپ ﷺ فاتحانہ اسلوب میں اس چھوڑے ہوئے شہر میں دس ہزار جان نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔ وہ بیت اللہ اور حرم کعبہ جو کل تک آپ ﷺ کے لیے کھولا نہیں جا رہا تھا اس کی کلید آپ ﷺ اسی خاندان کے عثمان بن ابی طلحہ کے سپرد کر رہے ہیں اور وہ کعبہ جو تین سو ساٹھ بتوں سے بھرا ہوا تھا اسے ان معبودان باطل سے پاک کر رہے ہیں۔ آٹھ سال کے اس قلیل عرصے میں عرب کا یہ بوریا نشیں حجاز کی سلطنت کا مکمل اقتدار سنبھالے ہوئے ہے۔ تاریخ کا یہ عظیم تغیر کیسے رونما ہوا۔ فتح مکہ کے اس یوم باب الاسلام کی تفصیل بہت ایمان افروز ہے۔

۶ ھ میں صلح حدیبیہ کا معاہدہ جن شرائط کے ساتھ طے ہوا حق تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے دس سالہ جنگ بندی کی قرارداد منظور ہوئی اور ساتھ ہی یہ بھی طے پایا کہ جو قبائل معاہدے کے دونوں فریقین میں سے جس کے ساتھ الحاق کرنا چاہیں، انھیں اس سلسلے میں اختیار حاصل ہو گا۔ اس کے نتیجے میں بنی خزاعہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ اور بنو بکر قریش کے حلیف قرار پائے۔ ابھی اس معاہدے کو تقریباً دو سال گزرے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور قریش نے ان کی بھرپور مدد کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوخزاعہ امان طلب کرتے رہے مگر ان کی کوئی شنوائی نہ ہوئی یہاں تک کہ انھوں نے خانہ کعبہ میں پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس مقام کے تقدس کو بھی پامال کرتے ہوئے انھوں نے بنوخزاعہ کے افراد کو بے رحمی کے ساتھ قتل کیا۔ بنوخزاعہ کے چالیس مظلوموں نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضور ﷺ کے سامنے اپنی بپتا بیان کی۔ اس موقع پر عمرو بن سالم الخزاعی نے اس آشوب کو ایک نظم کی صورت میں پیش کیا ہے۔ آپ ﷺ نے معاہدے کی پابندی اور اپنے مظلوم فریق کی حمایت میں دس ہزار جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ کو روانگی اختیار کی۔

ادھر مکہ میں سرداران قریش کو جب اپنی بدعہدی کا احساس ہوا تو انھوں نے تجدید صلح کے لیے ابوسفیان کو روانہ کیا۔ ابوسفیان سیدھا اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے کی کوشش کی تو بیٹی نے بستر کو تیزی سے لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا کہ بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہیں جانا۔ بیٹی نے جواباً کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا پاکیزہ بستر ہے اور آپ صرف ناپاک ہی نہیں مشرک بھی ہیں۔

ابوسفیان اس پر مسلمانوں میں سے ابوبکر، عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے سفارش کے لیے ملا مگر کسی ایک نے حامی نہیں بھری۔ البتہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ تم بنوکنانہ کے سردار ہو، لہٰذا لوگوں کے درمیان جا کر امان کا اعلان کر دو اور واپس چلے جاؤ، شاید اسی طرح کوئی راستہ پیدا ہو سکے، نتیجتاً ابوسفیان نے مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں امان کا اعلان کیا اور واپس مکہ لوٹ گیا۔

ادھر کمال رازداری سے رسول اللہ ﷺ جانب مکہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ اہل مکہ میں سے کسی کو خبر نہ ہو سکی۔ رات کے وقت وادیٔ فاطمہ میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا اور سب لوگوں کو آگ کا الاؤ روشن کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر ابوسفیان کا سامنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہوا، وہ رسول اللہ ﷺ کے خچر پر بٹھا کر انھیں کسی نہ کسی طرح سے معافی کے لیے آپ ﷺ کے پاس لے آئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شدید طیش میں تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ابوسفیان کی گردن اڑا دی جائے مگر نبی رحمت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انھیں اس وقت اپنی پناہ میں لے جاؤ اور صبح میرے پاس لاؤ۔ صبح ابوسفیان احساس ندامت میں ڈوبا آپ ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوا۔ آپ ﷺ کی فہمائش پر اس نے اسلام قبول کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے گزارش کی کہ ابوسفیان اعزاز پسند ہے۔ اسے کسی عزت سے نوازا جائے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے اپنی افواج کو جو ہدایات دیں اس میں ابوسفیان کے گھر کو بھی پناہ گاہ قرار دیا۔ آپ ﷺ نے لسانِ رحمت سے فرمایا کہ جو شخص ہتھیار پھینک دے، اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو خانہ کعبہ میں امان کے لیے آجائے اسے بھی قتل نہ کیا جائے۔ جو اپنے گھر میں پناہ گزیں ہو جائے اسے بھی معاف کر دیا جائے۔ جو ابوسفیان اور حکیم بن حزام کے گھر میں پناہ لیں انھیں قتل نہ کیا جائے، بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے، زخمیوں اور قیدیوں کو بھی قتل نہ کیا جائے۔ یوں اس عفو عام کے جذبے کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف راستوں سے مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔

یہ ۲۰ رمضان المبارک کا دن تھا۔ آپ ﷺ اونٹ پر اپنے آزاد کردہ غلام زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار تھے۔ آپ ﷺ کا سر مبارک عاجزی سے جھکا ہوا تھا اور آپ ﷺ سورہ فتح کی آیات کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ سیدھے بیت اللہ میں پہنچے اور تین سو ساٹھ بتوں کو گرا دیا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے عثمان بن ابی طلحہ کو طلب کیا جن کے خاندان میں کعبہ کی کلید برداری کا منصب موجود تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی درخواست پر بیت اللہ کا دروازہ نہیں کھولا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دیکھ لینا کہ ایک دن کلید خود میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے بھی چاہوں گا عطا کروں گا۔ عثمان نے جواباً کہا کہ کیا اس روز قریش کے مرد اس درجہ ذلیل ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ اور بھی زیادہ عزت و اقبال کے حامل ہوں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے کلید لے کر کعبے کے دروازے کو کھولا، اندر پہنچ کر اللہ اکبر کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعرہ لگایا اور اپنا سر مبارک رب العزت کے سامنے سجدہ ریز کر دیا۔اس اثنا میں اکابرین قریش آپ ﷺ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ یہ سب وہ لوگ تھے جن کی ایذا رسانیوں کا ایک ایک منظر آپ ﷺ کے سامنے تھا اور انھی کی جفا کاریوں کے باعث آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی ہجرت اختیار کی۔آپ نے کعبے کی کلید تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عطا کی اور پھر گروہ قریش سے تاریخ ساز خطاب فرمایا۔اس طویل خطاب کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا:''اے گروہ قریش! تمھارا کیا خیال ہے کہ آج میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں۔انھوں نے عرض کیا: ''آپ ﷺ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے فرزند ہیں۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی: لاتثریب علیکم الیوم ''آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو''۔

انسانی تاریخ کی یہ پہلی فاتحانہ جنگ کی شان تھی کہ اس کا اختتام محبت اور عفو عام پر ہوا۔انیس روز تک قیام کے بعد آپ ﷺ اس باب الاسلام سے رخصت ہو کر پھر مدینہ النبی ﷺ میں تشریف لے آئے۔

اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ بحیثیت سیرت نگار

مسلمانوں میں علم حدیث اور سیرت نگاری دو ایسے علمی اوصاف ہیں جن کا مقابلہ دنیا کی کوئی دوسری قوم اور کوئی دوسرا مذہب نہیں کر سکتا۔ ان دونوں علوم میں سے پہلے میں حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ گفتگو، اعمال حسنہ اور طریق زندگی کے ہر پہلو کو اس حزم و احتیاط سے محفوظ کیا گیا ہے کہ محدثین کی اس علمی اور تحقیقی کاوش کو غیر مسلموں نے بھی خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس علم کے دفاع کی خاطر اسماء الرجال جیسا عظیم فن ایجاد ہوا جس کی نظیر اس سے قبل دنیا کے کسی مذہب میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس پر مستزاد درایت کا ایک ایسا اسلوب وضع کیا جس سے اس اندیشے کا امکان رفع ہو گیا کہ کوئی ظالم آپ ﷺ کی شخصیت اور کلام کے ساتھ کوئی غلط بات منسوب کر سکے۔ جہاں تک دوسرے علم یعنی سیرت نگاری کا تعلق ہے اس میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے ہر ممکنہ اور ضروری پہلو کو اس درجے محفوظ کیا گیا ہے کہ جس کے مطالعے سے ایک زندہ اور متحرک شخصیت کے بچپن سے وصال تک کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جسے سیرت نگاروں نے محفوظ نہ کیا ہو۔ اس ضمن میں احوال حجاز و عرب، قبائل عرب اور ان کے نسب نامے، تاریخ و جغرافیۂ عرب، عرب کی تہذیبی اور ثقافتی روایات، سیاسی اور تمدنی نقشہ، ادبی اور شعری سرمایہ اور ان کے خصائل سب کچھ تفصیل کے ساتھ فراہم کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے کارنامۂ زندگی اور احوال سیرت کو صحیح طور پر جاننے کے لیے مذکورہ تفصیلات بہت مدد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

سیرت نگاری کا آغاز عربی زبان میں ہوا، اسی باعث سیرت کے تمام تر منابع، مصادر اور مراجع بھی اسی زبان میں موجود ہیں۔ قرآن مجید جو سراپا آپ ﷺ کے احوال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت کی سب سے بنیادی اور اساسی کتاب ہے۔اس کے علاوہ احادیث نبوی ﷺ، کتب سیرت، مغازی، تفاسیر، تواریخ، اسماء الرجال، دلائل، شمائل آثار واخبار، ادب وشاعری، تاریخ الحرمین، حج کے سفرنامے اور انساب وجغرافیہ کی کتب بنیادی ماخذ قرار پاتی ہیں۔ان میں سے قرآن مجید تو خود آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں مکمل اور محفوظ ہوا۔احادیث صحابہ رضی اللہ عنہم کے وردِ زبان تھیں تو سنت ان کے اعمال کا مصفا آئینہ بھی۔انساب عربوں کا دل پسند علم تھا اور اس کے ماہرین اور متخصصین ان میں بکثرت پائے جاتے تھے۔خود آپ ﷺ کے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے۔غزوات میں صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ خود شریک ہوتے تھے۔اس لیے ان سے بڑھ کر ان کا شاہد کون ہوسکتا ہے۔اسی باعث مغازی کی کتابیں عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں مرتب ہونا شروع ہوگئیں۔ان تمام مراجع اور مصادر کو دیکھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ قدرت سابقہ انبیاء ورسل کے برخلاف نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی حیات وخدمات کو اس کی تمام جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ہمیں سیرت نگاروں کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ اگر صرف قرآن مجید کو دیکھا جائے تو اس میں آپ ﷺ کی سیرت کے تمام تر پہلو ہر اعتبار سے محفوظ اور موجود ہیں۔اس ضمن میں ہم سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کے ۱۹۲۷ء میں لکھے ہوئے ایک اقتباس کو درج کرتے ہیں:

''دنیا کے تمام ہادیوں میں یہ خصوصیت صرف محمد ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کی شخصیت ۱۳ صدیوں سے بالکل اپنے حقیقی رنگ میں محفوظ ہے اور خدا کے فضل سے کچھ ایسا انتظام ہوگیا ہے کہ اب اس کا بدلنا غیر ممکن ہے۔انسان کی اوہام پرستی اور عجوبہ پسندی سے بعید نہ تھا کہ وہ اس برگزیدہ ہستی کو بھی جو کمال کے سب سے اعلیٰ درجے پر پہنچی ہوئی تھی افسانہ بنا کر الوہیت سے کسی نہ کسی طرح متصف کر ڈالتی اور پیروی کی بجائے محض ایک تحیر واستعجاب اور عبادت وپرستش کا موضوع بنالیتی لیکن اللہ تعالیٰ کو بعثت انبیاء کے آخری مرحلے میں ایک ایسا ہادی ورہنما بھیجنا منظور تھا، جس کی ذات انسان کے لیے ایک دائمی نمونہ عمل اور عالمگیر سرچشمہ ہدایت ہو۔اس لیے اس نے محمد ابن عبداللہ ﷺ کی ذات کو اس ظلم سے محفوظ رکھا جو جاہل معتقدوں کے ہاتھوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے انبیا اور ہادیان اقوام کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ اول تو آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور بعد کے محدثین نے پچھلی امتوں کے برعکس اپنے نبی ﷺ کی سیرت کو محفوظ رکھنے کا غیر معمولی اہتمام کیا ہے جس کی وجہ سے ہم آپ ﷺ کی شخصیت کو چودہ سو برس گزر جانے پر بھی آج تقریباً اتنے ہی قریب سے دیکھ سکتے ہیں جتنے قریب سے خود آپ ﷺ کے عہد کے لوگ دیکھ سکتے تھے لیکن اگر کتابوں کا وہ تمام ذخیرہ دنیا سے مٹ جائے جو ائمہ اسلام نے سالہا سال کی محنتوں سے مہیا کیا ہے۔ حدیث و تفسیر کا ایک ورق بھی دنیا میں نہ رہے جس سے حضرت محمد ﷺ کا کچھ حال معلوم ہو سکتا ہے اور صرف کتاب اللہ (قرآن) ہی باقی رہ جائے تب بھی ہم اس کتاب سے ان تمام بنیادی سوالات کا جواب حاصل کر سکتے ہیں جو اس کے لانے والے کے متعلق ایک طالب علم کے ذہن میں پیدا ہو سکتے ہیں۔''

سیرۃ النبی ﷺ کا سب سے بڑا اور وقیع ذخیرہ عربی زبان میں موجود ہے۔ فارسی زبان میں بھی بعض کتابیں اہمیت کی حامل ہیں۔ یورپی بالخصوص انگریزی زبان میں بھی حمایت و مخالفت میں بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے۔ یوں دنیا کی ہر زندہ زبان میں سیرت نگاری کے شواہد موجود ہیں مگر ان میں جو تنوع اور وسعت اردو زبان کو حاصل ہے وہ لائق توجہ اور قابل ذکر ہے۔ اس زبان میں نثر و نظم میں سیرت کا جو ذخیرہ ملتا ہے وہ تین ہزار سے زائد کتب و رسائل پر مشتمل ہے۔ خود سیرت میں بیسیوں اصناف موجود ہیں مگر ان میں مغازی سیر، دلائل، شمائل، مدارج اور معارج زیادہ معروف ہیں۔ عہد حاضر میں موضوعات کے لحاظ سے سیرت کی سیکڑوں تصانیف لکھی گئی ہیں۔ اس ضمن میں (ڈی ایس مارگولیتھ) کی کتاب محمد ﷺ کے دیباچے کا یہ ابتدائی جملہ لائق توجہ ہے:

The biographers of the prophet Mohammad form a long series which it is impossible to end, but in which it would be honourable to find a place.(2)

''پیغمبر محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے مگر اس میں جگہ حاصل کرنا قابل عزت ہے۔''

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ (۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء) کے بطور سیرت نگار کے جائزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومطالعہ سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان میں سیرت نگاری کے ارتقا کا ایک اجمالی جائزہ لیا جائے تاکہ اس کی روشنی میں مولانا محترم کے سیرت نگاری کے مقام ومرتبے کا صحیح تعین کیا جا سکے۔ اردو زبان جس کے مولد ومسکن کے ابتدائی مقامات، جنوبی ہند اور شمالی ہند میں واقع ہیں سیرت نگاری کے ابتدائی نمونے بھی انھی علاقوں میں لکھے گئے ہیں اور سیرت کی ابتدائی کتابیں اولاً گیارہویں صدی ہجری میں نظم میں لکھی گئی ہیں۔ جب کہ نثر میں اس موضوع پر بارہویں صدی ہجری کے اواخر اور تیرہویں صدی ہجری کے اوائل میں لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ (۳)

اردو زبان میں سیرت کا ابتدائی ذخیرہ میلادناموں، معراج ناموں، وفات ناموں، شمائل ناموں اور نور ناموں پر مشتمل ہے۔ اور یہ بیشتر ذخیرہ منظوم صورت میں ملتا ہے جس کی ابتدائی شکلیں یوں ہیں:

۱۰۰۹ھ میں عبدالمالک بہروچی کا مولودنامہ، ۱۰۵۴ھ میں مراد نابینا کا ''نورنامہ'' ۱۰۵۶ھ میں سید بلاقی کا معراج نامہ، ۱۱۴۰ھ میں امامی کا وفات نامہ اور ۱۱۵۰ھ میں عبدالحمید ترین کی ''شمائل النبی'' سبھی مثنوی کی ہیئت میں لکھے گئے ہیں۔ مولودناموں کی تفصیل پر تحقیقی کام محمد مظفر عالم جاوید صدیقی نے ''اردو میں ''میلادالنبی ﷺ'' کے عنوان سے کیا ہے۔ (۴) اس سلسلے کی سب سے اہم منظوم سیرت محمد باقر آگاہ کی ہشت بہشت ہے جو انھوں نے ۱۱۸۵ء میں آٹھ رسائل کی شکل میں لکھی ہے۔ یہ کتب ضعیف اور کمزور روایات سے بھری ہوئی ہیں۔ اردو نثر میں سیرت کے ابتدائی نمونوں کو جاننے کے لیے ہمیں ذیل کی ایک مختصر تفصیل کا علم ہونا ضروری ہے:

① ریاض السیر ۱۲۱۰ھ/۱۷۹۵ء از محمد باقر آگاہ

② ممتاز التفاسیر ۱۲۵۰ھ از سید امیر الدین حسین۔ ص: ۵۲۶

③ فوائد بدریہ ۱۲۵۵ھ از قاضی بدر الدولہ مولانا محمد صبغت اللہ، ص: ۳۷۴
مصنف ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے دادا ہیں۔

④ تجلیات الانوار ۱۲۴۴ھ از سید عبدالغفور قاضی

⑤ انوار محمدی ﷺ ۱۲۱۲ھ از کرامت علی جونپوری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ مرغوب القلوب فی معراج المحبوب ۱۲۴۹ھ از شاہ رؤف احمد رافت

⑦ جلاء القلوب فی ذکر المحبوب ﷺ ۱۲۵۸ء از سر سید احمد خاں، ص: ۲۵

⑧ چار باغ احمدی ۱۲۷۰ھ از شیخ حسرت کرنولی ص: ۷۴

⑨ عشق مصطفیٰ ۱۲۷۴ھ از مرزا قربان علی بیگ سالک (یہ مرزا غالب کے شاگرد اور سید مودودی رحمہ اللہ کے حقیقی نانا ہیں)۔

⑩ تواریخ حبیب الٰہ ۱۲۷۵ھ از مفتی عنایت احمد کاکوروی ص: ۱۷۶ (یہ کتاب مصنف نے جزائر انڈیمان میں قید کے دوران ایک فرمائش پر لکھی۔)

ان تمام کتابوں میں ''فوائد بدریہ'' کے علاوہ کوئی کتاب علمی اور تحقیقی سطح پر نہیں لکھی گئی۔ مذکورہ کتب روایتی انداز میں وقائع سیرت کو زیادہ تر عقیدت کے پیرائے میں پیش کرتی ہیں، بہرطور اردو زبان میں سیرت کی کتب کی ابتدا ایسی ہی کتابوں سے ہوئی ہے۔ ان کا تفصیلی تذکرہ یہاں مقصود نہیں۔ اس مقصد کے لیے ڈاکٹر انور محمود خالد کے تحقیقی مقالے ''اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ'' کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔ (۵) سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کی ''سیرت سرور عالم ﷺ'' سے قبل اردو زبان میں جو اہم، معتبر اور مستند ذخیرہ سیرت ملتا ہے اس کا تذکرہ کرنے سے پہلے ہم عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں سے اردو ترجمہ ہونے والی سیکڑوں کتابوں کا ذکر چھوڑ رہے ہیں۔ اسی طرح سے عیسائی، ہندو، سکھ مصنفین کی سیرت کی کتابوں کو بھی ہم نظر انداز کر رہے ہیں۔ قادیانی اور پرویزی حضرات نے بھی بہت سالوازمۂ سیرت فراہم کیا ہے جو اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔ اردو میں سیرت کی سب سے اہم تحقیقی اور علمی تصنیف سر سید احمد خاں (۱۸۱۷ء۔۱۸۹۸ء) کی ''خطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ'' ہے جسے انھوں نے انگلستان کے قیام کے دوران ۱۸۷۰ء میں تحریر کیا۔ ایک تمہید اور بارہ مقالات پر مشتمل یہ کتاب بنیادی طور پر چار جلدوں میں انگریزی میں لکھی جانے والی کتاب کا ایک نامکمل جواب ہے مگر ہم اس کوشش کی علمی اور تحقیقی نہج سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس سے قبل اردو زبان میں اس نوعیت کی تحقیقی کاوش کا نمونہ نہیں ملتا۔ مرزا حیرت دہلوی نے ۱۸۹۵ء میں ''سیرت محمدیہ ﷺ'' اور پھر ۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۰ء تک کے دس سالوں میں سیرت رسول ﷺ پر چھ جلدوں میں ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع کتاب تحریر کی۔ اصول سیرت کی پیروی میں یہ ایک اہم کتاب ہے۔ فیروز الدین ڈسکوی نے ۱۹۰۵ء میں تین جلدوں میں ایک کتاب ''سیرت النبی ﷺ'' کے نام سے تحریر کی۔ یہ سیرت کے موضوع پر ایک عام فہم اسلوب میں لکھی گئی کتاب ہے۔

سیرت نبوی پر اردو کی اہم ترین، جامع اور مستند کتابوں میں ایک اہم کوشش قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری (۱۸۶۷ء۔۱۹۳۰ء) کی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' ہے جس کی پہلی جلد ۱۹۱۲ء دوسری ۱۹۲۱ء اور تیسری ان کی وفات کے بعد جولائی ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی۔ اس آخری جلد کا دیباچہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حکیم محمد عبداللہ (جہانیاں والے) کے حوالے سے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی یہ رائے قابل ذکر ہے:

''اگرچہ اردو میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں تاہم ان کتب میں سے چند ہی ایسی ہیں جن کے اندر واقعات کی صحتِ بیان کا کما حقہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور ان چند کتب میں قاضی صاحب کی رحمۃ للعالمین ﷺ سرفہرست ہے''۔(۶)

رحمۃ للعالمین کے بعد اردو زبان میں سیرت کا ایک عظیم نمونہ علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷۔۱۹۱۴) اور ان کے نامور شاگرد سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۳ء) کی کتاب ''سیرۃ النبی ﷺ'' ہے۔ جس کی پہلی دو جلدیں علامہ شبلی نے لکھیں۔ ان میں سے پہلی جلد ان کی وفات کے چار سال بعد اور دوسری چھے سال بعد شائع ہوئی۔ بقیہ پانچ جلدوں میں سے پہلی چار ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۸ء کے درمیان شائع ہوئیں جب کہ ساتویں اور آخری جلد سید سلیمان ندوی کی وفات کے بعد ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی۔ سیرت کے موضوع پر یہ ایک کامیاب اور مقبول علمی اور تحقیقی کوشش ہے جس میں اصولِ سیرت کے ایک خاص منہج کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے بعض اجزا خصوصاً غزوات کی پیش کش میں ان کے معاصرین نے بہت سے اعتراضات بھی کیے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اسے اردو زبان میں سیرت کے مثالی اسلوب کا پہلا کامیاب نمونہ سمجھنا چاہیے۔ ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' اگر ایک صاحب دل مصنف کے جذب وعشق کا نمونہ ہے تو ''سیرۃ النبی ﷺ'' صاحبان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقل وخرد کی وسعت مطالعہ اور اعجازِ نگارش کی مثال ہے۔ سید سلیمان ندوی کے سیرت پر آٹھ خطبات جو انھوں نے مدراس میں پیش کیے وہ ۱۹۲۶ء میں ''خطبات مدراس'' کے عنوان سے شائع ہوئے اپنے موضوع، معلومات، استناد اور اثرات کے لحاظ سے اردو سیرت میں ہمیشہ ایک خاصے کی چیز سمجھے جائیں گے۔

۱۹۳۱ء میں پروفیسر سید نواب علی کی ''سیرت رسول اللہ''، ۱۹۳۲ء میں مولانا عبدالرؤف دانا پوری کی ''اصح السیر'' ۱۹۳۶ء میں سید مناظر احسن گیلانی کی ''النبی الخاتم ﷺ'' ۱۹۴۰ء میں چودھری افضل حق کی ''محبوب خدا'' بھی سیرت نگاری کے عمدہ نمونے ہیں۔ اردو سیرت نگاری میں ایک اور روشن نام ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۹۰۸ء-۲۰۰۲ء) کا ہے جنھوں نے بیک وقت انگریزی، فرانسیسی، عربی اور اردو زبان میں سیرت کا بہت بڑا تحقیقی لوازمہ اور موضوعاتی سیرت پر کامیاب نمونے پیش کیے ہیں۔ اردو زبان کی حد تک ان کی سیرت کی خدمات میں ''عہد نبوی ﷺ کا نظام تعلیم'' ۱۹۳۲ء میں، ''آنحضرت ﷺ اور جوانی'' ۱۹۴۰ء میں، ''عہد نبوی کے میدانِ جنگ'' ۱۹۴۰ء میں اور ''رسول اکرم کی سیاسی زندگی'' ۱۹۵۰ء میں اہل علم اور خوانندگان سیرت میں مقبول تحریریں ہیں...... سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کی طرح ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم کا تعلق بھی حیدر آباد دکن کی زرخیز سرزمین سے ہے۔

برصغیر کی تقسیم سے قبل آخری اہم کتاب مولانا محمد ادریس کاندھلوی (۱۹۰۱ء-۱۹۷۴ء) کی ''سیرت المصطفیٰ ﷺ'' ہے جس کی پہلی تین جلدیں ۱۹۴۱ء میں اور آخری جلد ۱۹۴۴ء میں شائع ہوئی اور اب اس کے ایڈیشن چار کی بجائے تین جلدوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ اس کتاب کی تیاری میں مستند مصادر علمی سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مولانا کا اسلوب اگرچہ جدید تقاضوں کا ساتھ نہیں دیتا مگر وقائع سیرت کی صحت و استناد کے اعتبار سے یہ ایک اہم کوشش ہے۔ تقسیم کے بعد اور اس سے پہلے اگرچہ سیکڑوں کتابیں اردو میں سیرت کے موضوع پر لکھی گئی ہیں مگر ان میں سے ''حیات سرور کائنات ﷺ'' ملا واحدی نے تین جلدوں میں ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۷ء کے دوران میں لکھی۔ یہ کتاب واقعات کی ترتیب اسلوب کی شگفتگی اور سلاست پر دو اعتبار سے اہم ہے۔ تحریک اسلامی کے معروف دانشور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا نعیم صدیقی (م۲۰۰۲ء) کی ''محسن انسانیت'' اپنے اسلوب اور پیش کش میں ایک منفرد کتاب ہے جس کا نقش اوّل ۱۹۶۰ء میں سامنے آیا۔ اِسے دور حاضر کی اردو زبان کی مقبول ترین سیرت کی کتابوں میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ ہم اس کتاب کو سید مودودی رحمہ اللہ کی برپا کردہ تحریک اور فکر کے تاثر کا سیرت میں ایک نمائندہ اظہار کہہ سکتے ہیں۔ سید مودودی رحمہ اللہ نے ''محسن انسانیت ﷺ'' کے دیباچے میں سیرت نگاری کے منہج اور مقصود کو یوں واضح کیا ہے:

''پرانے ادوار کی طرح اب اس نئے دور میں بھی انسان کو نعمت اسلام میسّر آنے کے وہی دو ذرائع ہیں، جو ازل سے چلے آرہے ہیں، ایک خدا کا کلام جو اب صرف قرآن مجید کی صورت ہی میں مل سکتا ہے، دوسرے اسوۂ نبوت جو اَب صرف محمد عربی ﷺ کی سیرت پاک ہی میں محفوظ ہے۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی اسلام کا صحیح فہم انسان کو اگر حاصل ہوسکتا ہے تو اس کی صورت صرف یہ ہے کہ وہ قرآن کو محمد ﷺ سے اور محمد ﷺ کو قرآن سے سمجھے، ان دونوں کو ایک دوسرے کی مدد سے جس نے سمجھ لیا، اس نے اسلام کو سمجھا، ورنہ فہم دین سے بھی محروم رہا اور نتیجتاً ہدایت سے بھی۔

...... میرے پیش نظر صرف یہ ہے کہ نعیم صاحب نے ایک طویل مدت اور محنت شاقہ برداشت کرکے سیرت پاک کے چشمۂ صافی سے خلقِ خدا کو سیراب کرنے کی جو کوشش کی ہے، اس میں کچھ تھوڑا سا حصہ لے کر میں بھی کسی حد تک سعادت کا مستحق بن سکوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی کتاب پڑھنے سے پہلے ہر ناظر اچھی طرح سمجھ لے کہ سیرت پاک کا مطالعہ اس کو کس مقصد کے لیے اور کس نقطۂ نظر سے کرنا چاہیے...... (۷)

''محسن انسانیت ﷺ'' کی طرح بیسیوں دوسری ایسی تصانیف سیرت ہیں، جن میں سید مودودی کی فکر اور تحریروں سے براہ راست استفادہ کیا گیا ہے۔ بہت سی کتابوں پر تو ان کے دیباچے، تقریظات یا تاثرات بھی درج ہیں۔ مولانا کی وفات (۱۹۷۹ء) کے بعد گذشتہ تئیس سال میں سیکڑوں کتابیں سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی ہیں، ان میں سے بہت سی کتابوں کے آخر میں مراجع اور مصادر کی کتابیات بھی درج کی گئی ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتنے مصنفین نے ان کی تحریروں سے استفادہ کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید مودودی رحمہ اللہ کے کارنامۂ سیرت کو بیان کرنے سے پہلے ایک اہم کتاب کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ یہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ (۱۸۸۸ء-۱۹۵۸ء) کی سیرت پر تحریروں کا مجموعہ ''رسول رحمت ﷺ'' ہے۔ اس کتاب کی سید مودودی رحمہ اللہ کی ''سیرت سرورِ عالم ﷺ'' کے ساتھ ایک تالیفی اور تصنیفی مناسبت ہے۔ یہ دونوں کتابیں مصنفین نے خود نہیں لکھیں، بلکہ انھیں ان کی تصنیفات، مقالات اور خطبات سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مگر ان دونوں کی ترتیب میں ایک فرق یہ ہے کہ ''سیرت سرورِ عالم ﷺ'' کا خاکہ مرتبین (مولانا نعیم صدیقی، مولانا عبدالوکیل علوی) نے مصنف کے سامنے پیش کیا جسے نہ صرف مولانا نے بالاستیعاب دیکھا بلکہ اس میں مناسب تجاویز کے بعد بذاتِ خود سیکڑوں صفحات کے موزوں اضافے تحریر کیے مگر ''رسول رحمت ﷺ'' مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات (۱۹۵۸ء) کے بعد ان کے ایک محبّ خاص مولانا غلام رسول مہر کی سوچ کی پیداوار ہے۔ مولانا کے قلم سے ساٹھ سال کے دوران میں بہت سی ایسی تحریریں شائع ہوئیں، جن کا تعلق براہِ راست وقائع سیرت کے ساتھ رہا ہے مگر انھیں ترتیب دینے کی ذمہ داری ان کی وفات کے بعد مولانا مہر نے اٹھائی۔ انھوں نے اسے ۱۹۶۴ء میں اشاعت کے لیے تیار کرلیا مگر یہ کتاب بوجوہ ۱۹۷۰ء میں شائع ہوسکی جو ابتقریباً آٹھ سو صفحات کے بڑے سائز کے کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ مولانا مہر لکھتے ہیں:

''میں نے ان مقالوں پر ضروری حواشی لکھے، تمہیدی عبارتیں تحریر کیں، جہاں جہاں خلا محسوس ہوئے، انھیں مختصر تحریروں کے ذریعے سے پر کردیا۔ کاش سید مودودی رحمہ اللہ کی طرح مولانا ابوالکلام آزاد کو یہ موقع نصیب ہوتا کہ وہ اپنی ان منتشر نگارشات کو خود مرتب کرتے اور موضوعاتی اور واقعاتی خلا کے لیے اپنے قلم سے لوازمہ فراہم کرتے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ (۱۹۰۳ء- ۱۹۷۹ء) سے قبل دو سو سال تک سیرت میں جو لوازمہ اردو زبان میں، اور بالخصوص اس کی نثر میں دکھائی دیتا ہے، وہ اگرچہ دو ہزار سے زاید خورد و کلاں کتب و رسائل کی شکل میں دستیاب ہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی اگرچہ سیکڑوں کتابیں صرف اردو زبان میں وقائع سیرت کے ضمن میں لکھی جاچکی ہیں۔ سیرت کے موضوعات کے تنوعات کی یہ درخشانی اس کے حال سے زیادہ اس کے مستقبل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے وابستہ ہے۔ سال ہا سال سیرت کے نو بہ نو بوقلموں موضوعات ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ سیرت پر مستقل رسائل شائع ہورہے ہیں۔ صرف بیسویں صدی میں سیکڑوں رسائل کے سیرت نمبر شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ روز اول کی طرح جاری و ساری دکھائی دیتا ہے۔ گذشتہ دوسو سال کے لوازمۂ سیرت کے اسالیب اور دبستانوں پر نگاہ ڈالیں تو سیرت کی ابتدائی کتابیں بہ استثنائے چند زیادہ تر حضور ﷺ کے دلائل و شمائل پر مشتمل ہیں اور ان میں پیغام سیرت کا کوئی باب بہت ہی کم دکھائی دیتا ہے۔ اس کے بعد بیسویں صدی کے رُبع اول میں جید اور نمایاں سیرت نگاروں کی ایک کہکشاں دکھائی دیتی ہے جن کے ہاں وقائع سیرت میں علم و تحقیق کے اسالیب سامنے آتے ہیں۔ وسیع تر مصادر علمی سے رجوع کار جحان دکھائی دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے کارنامۂ سیرت کی بہت جامع تفصیلات سامنے آتی ہیں۔ مستشرقین اور برصغیر کے عیسائیوں، ہندوؤں، آریہ سماجیوں، قادیانیوں اور پرویزیوں کی سیرت کے بارے میں پیدا کردہ گمراہیوں اور ضلالتوں کے جواب میں ایک بہت بڑا لٹریچر دکھائی دیتا ہے جس میں آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات سے محبت وعقیدت کے بہت حسین پیرائے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لٹریچر میں بعض کتب اپنے منہج تحقیق، اسلوب نگارش، وسعت معلومات، مصادر علمی اور مقاصد و غایات کے لحاظ سے بہت نمایاں ہیں اور ایسی بیشتر کتابوں اور ان کے مصنفین کا تذکرہ بہت اختصار کے ساتھ ہم کر چکے ہیں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ نے سیرت نگاری میں ایک نئے دبستان کی بنیاد رکھی ہے۔ اسے ہم تفہیم کی خاطر ایک داعیانہ اسلوب سیرت قرار دے سکتے ہیں۔ اس داعیانہ اسلوب نے سیرت میں ایک انقلابی رجحان کو پیدا کیا ہے۔ اب سیرت کی یہ فکر محض کتابوں میں حسن عقیدت کی خاطر ہی نہیں لکھی جارہی تھی کہ اس سے صرف مولود کی محفلیں سجائی جائیں بلکہ سیرت پر ان تحریروں کا مقصود ایک اسلامی ریاست، صالح تہذیب و تمدن، اسلامی معاشرت، اصول عدل اجتماعی، منصفانہ معیشت، احیائے علوم اسلامیہ اور تشکیل فکر دینی کی اساسیات کا احیا تھا۔

بیسویں صدی کے سائنسی اور میکانکی ماحول میں اس سیرت کے ذریعے وہ صالح انقلاب کیسے برپا کیا جاسکتا ہے جسے محمد عربی ﷺ نے اپنی بے مثال حکمت عملی کے ذریعے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودہ سو سال پہلے ایک عالمی تہذیب کا مرکز ومحور بنا دیا تھا۔ برصغیر میں مکران اور سندھ کی ابتدائی اسلامی ریاستوں کے بعد طویل عرصے تک سلاطین کی حکومتیں قائم رہیں۔ انگریزی استبداد کے دور میں پہلی دفعہ ایک اسلامی تحریک سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید نے قائم کی اور اس کے تحت ایک محدود وقت کے لیے ایک محدود تر علاقے میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام بھی قائم ہوا۔ ۱۸۳۱ء کی اس تحریک مجاہدین کے بعد برصغیر کی تقسیم کے بعد پاکستان ہی ایک ایسی اسلامی ریاست قائم ہوئی جو قرارداد مقاصد کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ماڈل قرار پائی۔ اس نومولود اور نوزائیدہ ریاست کے آئینی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، تہذیبی، تمدنی، علمی ثقافتی وجود کے اسلامی تشخص کے لیے سید مودودی رحمہ اللہ نے ایک طرف احیائے اسلام کے لیے ایک نظریاتی تحریک کی بنیاد رکھی تو دوسری طرف اسوۂ حسنہ اور سنت رسول ﷺ کی صالح بنیاد پر ایک اسلامی ریاست کی تشکیل کے لیے بھرپور علمی اور عملی مساعی کیں۔ اس لحاظ سے سیرت نبوی ﷺ پر ان کی تحریروں کا مزاج محض مستند علمی معلومات کو پیش کرنا اور وقائع نویسی تک محدود رہنا نہیں ہے بلکہ وہ سیرت کے اس فکری اور انقلابی سامان کو ایک اسلامی ریاست کی تشکیل اور ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں صرف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ سیرت پر ان کی تحریروں کا اسلوب اور منہج ماقبل کے تمام ذخیرۂ سیرت سے جدا اور منفرد تشخص رکھتا ہے۔

سید مودودی رحمہ اللہ کی سیرت پر تحریریں چونسٹھ برس کے عرصے (۱۹۱۵ء-۱۹۷۹ء) پر پھیلی دکھائی دیتی ہیں۔ ہزار ہا صفحات پر مشتمل ان تحریروں کا آغاز ۱۹۱۵ء میں ہوا جب آپ نے بارہ برس کی عمر میں سیرت النبوی ﷺ کے عنوان سے ایک مجوزہ کتاب کا پہلا باب تحریر کیا۔ اس مضمون میں علم انساب کی ایک نازک بحث شامل ہے۔ اس مضمون کا اختتام ان سطور پر ہوتا ہے:

''اس نسبی بحث کے بعد ہم اس حقیقی مبحث کی طرف راجع ہوتے ہیں، جس کے بعد ہم حبیب رب العالمین ﷺ کی سیرت پاک کو زیادہ روشن اور بہت واضح دکھا سکتے ہیں اور جس کے ذریعے لوگ نہایت آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ حقیقتاً تمام دنیا کے انسانوں سے، خواہ وہ حکیم ہوں یا عالم، زاہد ہوں یا متقی، ولی ہوں یا پیغمبر،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ بلند سے بلند مرتبہ کے انسانوں سے زیادہ افضل اور برگزیدہ ہیں، اگر کوئی شخص انسانیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے صرف آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ تمام دنیا کی کتابوں کی چھان بین سے زیادہ مفید ہے اور سب سے زیادہ بہتر طریقے سے وہ اس آئینے میں نہ صرف انسانیت بلکہ جمال خداوندی کا عکس دیکھ سکتا ہے۔ یعنی ہم اسلام سے قبل عرب کی بدویت وجہالت کا ایک مختصر سا خاکہ دکھائیں گے اور اس تاریک قوم میں آنحضور ﷺ کے خاندان کی حیثیت سے بحث کریں گے اور پھر بتائیں گے کہ آنحضرت ﷺ کا کن لوگوں میں نشو ونما ہوا اور کن حالات میں انھوں نے پرورش پائی اور کس زمین میں اپنی اصلاحات کا بیج بویا۔'' (۹)

سید مودودی رحمہ اللہ کے قلم سے بارہ سال کی عمر میں لکھی ہوئی اس تحریر سیرت کے موضوع اور اسلوب سے ان کے ذہنی اور قلبی احساسات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان اثرات کا سراغ لگانے کے لیے ہمیں ان کے خانوادے کی علمی اور روحانی حیثیت اور پھر والدین کی تربیت کا جائزہ لینا چاہیے جس کے باعث کم عمر ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ کے قلب وذہن میں اسوۂ رسول ﷺ کی یہ رعنائیاں اور لطافتیں پختہ سے پختہ تر اور عمیق سے عمیق تر ہوتی چلی گئیں۔ اس ضمن میں ہم سید مودودی رحمہ اللہ کی ۱۹۳۲ء میں لکھی گئی ایک خودنوشت کے یہ مختصر اقتباسات پیش کرتے ہیں:

''میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جس میں تیرہ سو برس تک سلسلۂ ارشاد و ہدایت اور فقر ودرویشی جاری رہا ہے۔ اس خاندان کے ایک نامور بزرگ حضرت ابواحمد ابدالی چشتی (م ۳۵۵ھ) حضرت حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ انھی سے صوفیہ کا مشہور سلسلہ چشتیہ جاری ہوا ہے...... حضرت ناصر الدین ابویوسف کے فرزند اکبر حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی (م ۵۲۷ھ) تھے جو تمام سلاسل چشتیہ ہند کے شیخ الشیوخ اور خاندان مودودیہ کے مورث ہیں۔

میرے والد مرحوم مولوی سید احمد حسن صاحب ۱۸۵۷ء کے ہنگامے سے دو سال پہلے دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ سرسید مرحوم نے جب مدرسہ قائم کیا تھا تو وہ اپنے خاندان اور رشتہ داروں میں سے بھی بہت سے لڑکوں کو چن کر علی گڑھ لے گئے تھے۔ چونکہ میری دادی صاحبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحومہ سے ان کی قرابت داری ہوتی تھی، اس لیے میرے والد مرحوم کا انتخاب بھی اس سلسلے میں ہوا، اس زمانے میں انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب کے خلاف مسلمانوں میں جو شدید نفرت پھیلی ہوئی تھی، اس کا حال سب جانتے ہیں مگر ہمارا خاندان اس نفرت میں عام مسلمانوں سے بھی کچھ زیادہ بڑھا ہوا تھا کیونکہ یہاں مذہب کے ساتھ مذہبی پیشوائی بھی شامل تھی۔

میں ۳ رجب ۱۳۲۱ھ (ستمبر ۱۹۰۳ء) کو اورنگ آباد میں پیدا ہوا۔ پیدائش سے تین سال پہلے ایک بزرگ والد مرحوم کے پاس آئے تھے، انھوں نے میری پیدائش کی پیشین گوئی کی تھی اور والد سے فرمایا تھا کہ اس کا نام ابوالاعلیٰ رکھنا۔ والد مرحوم اور والدہ ماجدہ دونوں کی زندگی ایک ہی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ ان کی اس تربیت اور عملی نمونے کا یہ اثر تھا کہ ابتدا ہی سے میرے دل ودماغ پر مذہب کے گہرے نقوش مرتسم ہو گئے۔ والد مرحوم نے اول دن ہی تہیہ فرما لیا تھا کہ مجھے مولوی بنائیں گے، چنانچہ میری تعلیم بھی اسی ڈھنگ پر ہوئی۔ اردو اور فارسی کے ساتھ عربی زبان اور فقہ وحدیث کے درس پر ڈال دیا گیا۔ (۱۰)

سید مودودی رحمہ اللہ کے کارنامۂ سیرت کی تفصیلات جو انھوں نے اپنی ۷۶ سالہ زندگی میں سے چونسٹھ سال کے دوران تحریر کیں ہم ان کی ایسی تمام تحریروں، کتابوں، مقالات، مضامین، خطابات، مصاحبوں، مکاتیب، استفسارات، پیغامات، تقریظات اور دیباچوں کی تفصیل یہاں ایک ترتیب کے ساتھ درج کرتے ہیں جس سے یہ اندازہ ہوگا کہ انھوں نے سیرت نگاری میں کس قدر وسیع ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے:

۱۹۱۵ء: سیرت النبوی ﷺ مشمولہ، وثائق مودودی، ص: ۲۱

۱۹۲۵ء: مدینۃ الرسول ﷺ ''مشمولہ صدائے رستاخیز'' ص: ۳۳۱

۱۹۲۶ء: سرکار دو عالم ﷺ کی توہین، مشمولہ ''بانگ سحر'' ص: ۳۱۶

۱۹۲۷ء: مقدمۂ رنگیلا رسول کا فیصلہ، رنگیلا رسول کا فیصلہ اور اس کے نتائج، رنگیلا رسول کا معاملہ، رنگیلا رسول کے فیصلے کی غلطیاں، پیشوایان دین کی عزتوں کے تحفظ کی ضرورت، رنگیلا رسول کی مزید اشاعت، مشمولہ ''آفتاب تازہ'' ص: ۱۴۲، ۱۸۲، ۲۲۶، ۲۵۲، ۲۶۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۲۸ء: دیار مقدسہ میں توہین رسول کا فتنہ ''مشمولہ'' جلوۂ نور''ص:۳۶

۱۹۴۱ء: سرورِ عالم ﷺ مشمولہ ''نشری تقریریں''ص:۱۳۔۱۹

۱۹۴۱ء: معراج کی رات، مشمولہ نشری تقریریں''ص:۲۹۔۴۶

۱۹۴۲ء: میلاد النبی ﷺ، مشمولہ نشری تقریریں، ص:۲۰۔۲۷

۱۹۴۳ء: معراج کا سفرنامہ، مشمولہ، نشری تقریریں، ص۔۶۰۔۶۹

۱۹۴۸ء: سرورِ عالم ﷺ کا اصلی کارنامہ، مشمولہ، نشری تقریریں۔ص:۲۸۔۳۸

۱۹۴۸ء: معراج کا پیغام، مشمولہ، نشری تقریریں۔ص:۴۷۔۵۹

۱۹۴۸ء: اسلام کی ابتدا، مشمولہ نشری تقریریں۔ص:۵۔۱۲

۱۹۵۳ء: قادیانی مسئلہ، اسلامک پبلی کیشنز لاہور۔ص:۱۲۴

۱۹۶۰ء: دیباچہ ''محسن انسانیت'' از نعیم صدیقی ص:۱۵۔۱۶

۱۹۶۲ء: ختم نبوت'' اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ص:۷۰

۱۹۶۲ء: توحید رسالت اور زندگی بعد موت کا عقلی ثبوت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۴

۱۹۶۹ء: دیباچہ، جہاد از بریگیڈیئر گلزار احمد، مشمولہ، تذکرہ سید مودودی رحمہ اللہ، ج ۷۲۶۔۷۲۹

۱۹۶۹ء: رحمۃ للعالمین ﷺ۔ سیرت کانفرنس ڈھاکہ کھلنا، مکتبہ منصورہ لاہور۔ ص:۱۶

۱۹۷۰ء: پیش لفظ ''سیرت المختار'' الشیخ مصطفیٰ غلامینی، مترجم ملک غلام علی، ص،۳

۱۹۷۵ء: ''سیرۃ النبی ﷺ کا پیغام'' سٹوڈنٹس یونین جامعہ پنجاب سے خطاب، ص:۳۶

۱۹۷۸ء: نبی اکرم ﷺ کا نظام حکومت اور پاکستان میں اس کے نفاذ کی تدریج و ترتیب، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ص:۳۲

۱۹۷۸ء: پیغام برائے ''تذکار سیرت'' لاہور۔ص:۷۔۸

مذکورہ نگارشات سیرت کے علاوہ درج ذیل تحریریں ایسی ہیں کہ ان کے سنین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعین نہیں ہو سکے:

(۱) ''نظام مصطفیٰ کے عملی تقاضے''ص:۸

(۲) ''درود وسلام''ادارہ ترجمان القرآن ،ص:۱۶

(۳) ''وانك لعلىٰ خلقٍ عظيم'' مشمولہ''قائد انسانیت''احباب پبلی کیشنز، لاہور،ص:۲۲۔۱

(۴) ''دیباچہ'' ''آئینہ حقیقت''از سر عبدالباسط سید، مقدمہ قادیانیت، بہاولپور، ۱۹۳۵ء مشمولہ''تذکرہ سید مودودی''ج:۲،ص:۷۱۵۔۷۱۸

(۵) ''دیباچہ'' سراپائے رسول ﷺ'' از اعجاز الحق قدوسی، مشمولہ''تذکرہ سید مودودی، ج:۲،ص:۷۳۷۔۷۳۸

(۶) ''دیباچہ''،''فیوض الحرمین''از سید عبدالعزیز شرقی، مشمولہ''تذکرہ سید مودودی'' ج:۲،ص۷۵۷۔۷۵۸

سید مودودی کے معاف پرور اور فکر انگیز قلم سے چھوٹی بڑی ایک سو کے قریب کتابیں لکھی گئی ہیں۔اس علمی گلستان کا گل سرسبد ''تفہیم القرآن'' ہے جو چھ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔قرآن مجید ہی حقیقتاً سیرت کا سب سے اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔مولائے محترم نے بھی اس شاہ کلید کتاب کی تفسیر میں وہ مقامات جو سیرت سے متعلق ہیں، ان کی تفہیم،تفسیر اور تشریح میں بہت عرق ریزی اور جگر سوزی سے کام لیا ہے،جس کے نتیجے میں اس تفسیر کے سیکڑوں مقامات میں سیرت کے لوازمے کو تحقیقی تاریخی اور داعیانہ اسلوب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔یہی باعث ہے کہ سید صاحب کی تالیف ''سیرت سرور عالم ﷺ'' جو تمام تر ان کی مختلف کتابوں کی سیرت سے متعلق تحریروں سے ترتیب پائی ہے، اس کا غالب حصہ تفہیم القرآن کی چھ جلدوں سے اخذ کیا گیا ہے۔''سیرت سرور عالم ﷺ'' کی پہلی جلد ۷۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔جس میں سے ۴۰۸ صفحات کا لوازمہ سیرت صرف تفہیم القرآن کی چھ جلدوں سے ماخوذ ہے۔جب کہ باقی ماندہ ۲۴۳ صفحات کا لوازمہ ان کی سولہ کتابوں تفہیمات، دینیات، رسائل ومسائل، قادیانی مسئلہ، تحریک آزادی ہند اور مسلمان، نشری تقریریں، ختم نبوت، سنت کی آئینی حیثیت، اسلامی ریاست، اسلامی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، تجدید و احیائے دین، خلافت و ملوکیت، اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے، الجہاد فی الاسلام، سود اور سیرت کا پیغام، سے منتخب کیا گیا ہے۔

اسی طرح ''سیرت سرور عالم ﷺ'' جلد دوم ۷۶۳ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں ۳۵۵ صفحات کا لوازمۂ سیرت صرف تفہیم القرآن کی چھ جلدوں سے ماخوذ ہے، جب کہ ۶۱ صفحے کا لوازمہ ان کی چھ کتابوں، خطبات، رسائل و وسائل، اسلامی ریاست، اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوئی ہے، آزادی اور تفہیمات سے ماخوذ ہے۔ یہ امر لائق توجہ ہے کہ جلد دوم میں انہوں نے ۳۴۷ صفحات کے جو نئے اور تازہ اضافے کیے ہیں، وہ ان کی درایت سیرت، مؤرخانہ ژرف نگاہی، تحقیقی بصیرت، وسعت مطالعہ اور شوکت اسلوب کا شاہکار ہیں۔ یوں ''سیرت سرور عالم ﷺ'' کی دو جلدوں کے ۱۵۲۷ صفحات میں تفہیم القرآن سے ۸۷۶، ان کی دوسری اٹھارہ کتابوں سے ۳۰۴ اور مؤلف کے اپنے قلم سے ۳۴۷ صفحات کا لوازمۂ سیرت ہمارے سامنے آتا ہے۔ اس لوازمے کے بارے میں اپنی کتاب کی دوسری جلد کے دیباچہ میں وہ لکھتے ہیں:

''اس کتاب (سیرت سرور عالم ﷺ) کی پہلی جلد تمام تر ان مضامین پر مشتمل تھی جو جناب نعیم صدیقی صاحب اور جناب عبدالوکیل علوی صاحب نے رسالت اور سیرت پاک سے تعلق رکھنے والے مختلف مباحث پر میری تحریروں سے نہایت خوبی کے ساتھ جمع اور مرتب کیے تھے۔ اس میں مجھے کسی حذف و اضافہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

لیکن اس دوسری جلد کے لیے جو مضامین انھوں نے جمع کیے تھے، ان کے درمیان جگہ جگہ ایسے خلا باقی رہ گئے تھے، جن کی موجودگی میں یہ کسی طرح سیرت کی کتاب نہ بن سکتی تھی۔ اس لیے میں نے اس میں بکثرت اضافے کر کے اسے ایک مسلسل اور مربوط کتاب سیرت بنا دیا ہے۔ یہ جلد ہجرت کے بیان پر ختم ہوئی ہے۔ آگے مدنی دور شروع ہوتا ہے، جو درحقیقت ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اس کتاب کو مکمل کرنے کی طاقت اور توفیق عطا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے اور اس کو اپنے بندوں کے لیے مفید بنائے۔''(۱۱)

سید مودودی رحمہ اللہ سے پہلے سیرت نگاری کا دور اول مغلوں کے زوال اور برطانوی استعمار کی برصغیر میں آمد سے شروع ہوتا ہے۔ دردمند مسلمان علمائے دین اسلام کے لیے ایک نئی تہذیب اور کفر کے سیلاب سے شدید خطرہ محسوس کر رہے تھے۔ ہندو مذہب اور اس کے مختلف فرقے ایک ہزار سالہ مغلوبیت کے بعد نئے بدیسی حکمرانوں کی آمد سے ایک دوسری فضا میں سانس لے رہے تھے کہ جس میں مسلمانوں اور مسلم تہذیب سے تعصب اور نفرت نے کئی پیرائے اختیار کر رکھے تھے۔ خود برطانوی سامراج مسلمانوں کے جہادی جذبات اور برصغیر کی پہلی اسلامی تحریک کے داعیوں کی سرگرمیوں سے پریشان تھے۔ عیسائی مشنریوں کا ایک جال پھیلا دکھائی دیتا ہے، ان میں سے چند پادریوں نے ایسی کتابیں تحریر کیں، جن سے اہانت رسول ﷺ کا واضح پہلو نکلتا ہے۔ ہندو بھی اپنے ان نئے بدیسی حکمرانوں سے پیچھے نہ رہے انھوں نے ایسی ایسی تحریریں لکھیں، جن سے اسلام اور اس کے پیغمبر آخر الزمان کے خلاف ایک زہر اگلتی زبان دکھائی دیتی ہے۔ سوامی دیانند سرسوتی کی ''ستیارتھ پرکاش'' بالخصوص اس کا چودھواں اور آخری باب، نیز پنڈت کالی چرن کی ''رنگیلا رسول'' اس تعصب اور زہر افشانی کے نمائندے نمونے ہیں۔ ایسی کتابوں کے جواب میں سیرت النبی ﷺ کے مطلوبہ منہج پر کتابیں مرتب کرنے کی بجائے جوابی کتب میں لکھی جا سکتی تھیں۔ لہٰذا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے آریہ سماجیوں کی ان کتب کے جواب میں ''محمد رشی''، ''حق پرکاش'' اور ''مقدس رسول ﷺ'' جیسی لافانی کتابیں تحریر کیں۔ عیسائی پادریوں کی ہرزہ سرائیوں کے جواب میں بھی بہت سا مناظرانہ لٹریچر سامنے آیا۔ خود برطانوی حکمرانوں کے مہرے اور کل پرزے بھی اس آتش تعصب میں جلتے نظر آتے ہیں۔ خاص طور پر آگرہ اور اودھ کے لیفٹیننٹ گورنر سر ولیم میور نے پادری پی فنڈر کی فہمائش اور فرمائش پر چار جلدوں میں انگریزی زبان میں سیرت پر ایک کتاب لکھی اور اس میں جابجا علم وتحقیق کی بجائے روایتی عیسائی مشنریوں اور مستشرقین کے الزامی لٹریچر کا سہارا لیا۔ اس کے جواب میں سر سید احمد خاں نے ۱۸۶۹ء میں خود انگلستان میں بیٹھ کر ایک جوابی کتاب لکھی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے وہاں سے بھی شائع کرایا۔ اردو زبان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی ''خطبات الاحمدیہ'' کے بارہ مقالات کے ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ برطانوی حکمرانوں نے مسلمانوں کے جہادی جذبات کے توڑ کے لیے ایک ایسی نبوت کاذبہ کی سرپرستی کی، جس کے ذریعے جہاد کی تنسیخ کا مقصد پورا ہو سکے۔ یوں قادیانیوں کے سیرت سے متعلقہ لٹریچر کے جواب میں بھی ایک بہت بڑا سرمایہ ہمارے سیرت نگاروں نے پیدا کیا ہے۔ مستشرقین کے پھیلائے ہوئے دجل کے مقابلے میں بھی ہمارے مصنفین نے بہت مؤثر لٹریچر تیار کیا۔ سید مودودی رحمہ اللہ نے بھی ان تمام محاذوں پر اپنی تحریروں میں مختلف ادوار میں بہت اہم مضامین اور تحریریں لکھی ہیں، جن سے وقائع سیرت کے ان پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے بہت مدد ملتی ہے۔

سید مودودی رحمہ اللہ کا سیرت پر ابتدائی مضمون جو انھوں نے ۱۹۱۵ء میں بارہ سال کی عمر میں لکھا، اپنے موضوع کے لحاظ سے علم انساب کی ایک ایسی بحث سے متعلق ہے، جس کا تفصیلی نقشہ ہم سر سید احمد خاں کے ہاں دیکھتے ہیں۔ مولانا مودودی رحمہ اللہ بھی اس عمر میں اس موضوع پر ایک تفصیلی کتاب لکھنا چاہتے ہیں، جس آرزو کا اظہار ان کے اس مضمون کے آخر میں ہوتا ہے۔ ذبیح کون ہے؟ سیرت کا ایک ایسا موضوع ہے جو مستشرقین اور مسلمان محققین کے درمیان صدیوں سے موضوع بحث ہے۔ ''سیرت سرور عالم ﷺ'' کی دوسری جلد کے صفحات ۶۱ سے ۶۵ کے درمیان اس موضوع پر ایک ایسی تحقیقی تحریر سامنے آتی ہے، جو اس عنوان پر قاری کے لیے مکمل تشفی کا سامان فراہم کرتی ہے۔ ''سیرت سرور دو عالم ﷺ'' کی دونوں جلدوں کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سید موصوف نے مختلف ابواب میں دوسرے مذاہب کی کتب بالخصوص عہد نامہ قدیم اور جدید سے براہ راست استشہاد کر کے بہت سے الزامات اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ اسی طرح ہندومت، آریہ سماجیوں، قادیانیوں، منکرین سنت اور دوسرے فرقِ ضالہ کے الزامات کی تردید اور تغلیط میں ان کے قلم کے تحقیقی شہ پارے ہمیں قدم قدم پر دکھائی دیتے ہیں۔ ''سیرت سرور عالم ﷺ'' کے مرتبین کی نگاہوں سے البتہ ایک مبحث اوجھل رہا۔ سید مودودی رحمہ اللہ کے سوانح سے دلچسپی رکھنے والے احباب کو علم ہوگا کہ وہ بائیس سال کی عمر میں دہلی میں سہ روزہ ''الجمعیت'' کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۵ سے ۱۹۲۸ء کے چار سالہ دورِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارت میں انھوں نے سیکڑوں موضوعات پر اداریے لکھے ہیں۔ ان میں سے کچھ اداریے آریہ سماجیوں کی نفرت انگیز کتب، بالخصوص پنڈت کالی چرن کی ''رنگیلا رسول'' اور اس کے پبلشر راجپال کے حوالے سے لکھے گئے ہیں۔ مگر ان میں اہم ترین موضوع پیغمبروں اور رسولوں کی اہانت کا ہے۔ توہین رسالت اور Blasphemy کا موضوع بہت قدیم ہے۔ سید مودودی رحمہ اللہ نے سہ روزہ الجمعیت میں جو اداریے لکھے ہیں وہ ان دنوں چار مستقل کتابوں کی صورت میں ترتیب دیے گئے ہیں۔ ذیل میں ہم ان چاروں مجموعوں میں شائع ہونے والے ان مضامین کی تفصیل پیش کرتے ہیں، جو رسالت، منصب رسالت، یا توہین رسالت وغیرہ کے موضوعات پر تحریر کیے گئے ہیں۔

(ا) ''صدائے رستاخیز'' (۱۹۲۵ء میں چھپنے والے اداریے اور مضامین) ''مدینۃ الرسول'' (۱۲)

(ب) ''بانگ سحر'' (۱۹۲۶ء میں شائع ہونے والے اداریے اور مضامین) ''سرکار دو عالم ﷺ کی توہین'' (۱۳)

(ج) ''آفتاب تازہ'' (۱۹۲۷ء میں شائع ہونے والے اداریے اور مضامین) ''مقدمہ رنگیلا رسول کا فیصلہ''، ''رنگیلا رسول کا فیصلہ اور اس کے نتائج''، ''رنگیلا رسول کا معاملہ''، ''رنگیلا رسول کے فیصلے کی غلطیاں'' قانون تغیرات کا اصلی نقص، ''پیشوایانِ دین کی عزتوں کے تحفظ کی ضرورت'' اور ''رنگیلا رسول کی مزید اشاعت'' (۱۴)

(د) ''جلوۂ نور'' (۱۹۲۸ء میں شائع ہونے والے اداریے اور مضامین'' ''دیار مقدسہ میں توہین رسول کا فتنہ'' (۱۵) (ان مضامین کا حوالہ گزشتہ صفحات میں بھی دوسرے انداز میں گزر چکا ہے)

سید مودودی رحمہ اللہ کی مذکورہ چار کتابوں کے نو مضامین کے مطالعے سے ان کی نوجوانی کے ان خاص جذبات و احساسات کا اندازہ ہوتا ہے، جو محبت رسول اور عشق مصطفیٰ ﷺ سے عبارت ہیں۔ بارہ سال کی عمر میں نمو پانے والے احساسات اور بائیس سال کی عمر میں تشکیل پانے والے جذبات جب پچاس برس کی عمر میں ختم نبوت کی تحریک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک خاص تاریخ ساز مرحلے (۱۹۵۲ء) تک پہنچتے ہیں، تو قدرت حق نے محبت رسول کے صلے میں انھیں ایک ایسے اعزاز کا حق دار ٹھہرایا، جو بارگاہ الٰہی میں اخص الخواص لوگوں کا حصہ ہوا کرتا ہے۔ پمفلٹ قادیانی مسئلہ کے جرم میں انھیں پھانسی کی سزا سنائی گئی اس موقع پر ان کے مقربان نے مشاہدہ کیا کہ ان کے چہرے پر ایک طمانیت اور نورانیت ضوپاش تھی۔ آپ نے رفیق خاص میاں طفیل محمد اس موقع کے بارے میں لکھتے ہیں:

"......... اس کے بعد یہ افسر مولانا مودودی کی طرف متوجہ ہوا، اور ان کے چہرے پر آنکھیں گاڑتے ہوئے ان سے کہا:

"آپ کو قادیانی مسئلہ کا پمفلٹ لکھنے کے جرم میں موت کی سزا دی گئی ہے، اور علما کی گرفتاری پر بیان جاری کرنے کے جرم میں سات سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ہے۔ مارشل لا کے تحت سزاؤں کے خلاف اپیل کا کوئی حق نہیں ہے، آپ چاہیں تو اپنی موت کی سزا کے خلاف سات دن کے اندر مسلح افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف سے رحم کی اپیل کر سکتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا چہرہ بلا مبالغہ انگارے کی مانند تمتا اٹھا اور آپ نے نہایت باوقار لہجے میں جواب دیا:

"مجھے کسی سے کوئی اپیل نہیں کرنی ہے، زندگی اور موت کے فیصلے زمین پر نہیں آسمان پر ہوتے ہیں، اگر وہاں میری موت کا فیصلہ ہو چکا ہے، تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے بچا نہیں سکتی۔ اور اگر خدا کو یہ منظور نہیں تو چاہیں یہ الٹے لٹک جائیں میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔" (۱۶)

اس سیرت نگار رحمہ اللہ کا صاحب سیرت ﷺ سے قلبی اور ذہنی رشتہ کس نوعیت کا تھا، ان کی تحریروں کے علاوہ، ان کے عمل و کردار سے بھی واضح ہوتا ہے۔ سیرت نگاری کی چودہ صدیوں میں سیرت نگاروں کی محبت و الفت کے بہت سے مظاہر عقیدت سامنے آتے ہیں۔ علمی اور تحقیقی اعتبار سے آپ ﷺ کے وقائع کا ایسا ذخیرہ مرتب کیا گیا ہے جس کی نظیر اقوام عالم اور علوم ماضیہ میں دکھائی نہیں دیتی۔ مگر سیرت نگاروں کی اس پوری صف میں یہ امتیاز شاید صرف سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کو حاصل ہے کہ انھوں نے اس سیرت مطہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سنت ثابتہ کے احیا کے لیے ایک تحریک دعوت کی بنا ڈالی اور پھر عملاً ریاست مدینہ کی سیاسی، آئینی، تمدنی، تہذیبی، عدالتی، عسکری، معاشرتی، معاشی اور ثقافتی اقدار کے احیا کے لیے ایک خطۂ زمین کو دارالسلام میں تبدیل کرنے کے لیے اپنی زندگی کی تمام تر توانائیاں وقف کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تفہیم القرآن میں تفسیری مباحث پیش کر رہے ہوں، یا سنت کی آئینی حیثیت پر قلم اٹھا رہے ہوں یا اسلامی ریاست کے مباحث کی تفصیلات مہیا کر رہے ہوں، ہر جگہ ان کا قلم وقائع سیرت میں سے ایک ایسی تصویر پیش کر دیتا ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے معتبر، مستند اور اپنے مقاصد کے لحاظ سے ایک پُر تاثیر مرقع ہوتی ہے۔

مولانا مودودی رحمہ اللہ جب تریسٹھ سال کی عمر کو پہنچے، تو ان کے رفقائے خاص نے انہیں یہ تجویز پیش کی اگر وہ پسند کریں تو ان کی نصف صدی پر پھیلی ہوئی (۱۹۱۲ء۔۱۹۶۲ء) تحریروں سے سیرت نبوی ﷺ پر چار جلدوں میں ایک مفید کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ مولانا محترم نے اس موضوع پر مختصر ہدایات بھی دیں اور پھر دو سال تک ان کے دو رفقا نے ان کے وسیع تر لٹریچر میں سے مفید مطلب عبارات کی نشاندہی کے بعد ان کی نقول تیار کر لیں۔ اس کام کے آغاز، طریق کار اور منہج کے بارے میں نعیم صدیقی لکھتے ہیں:

”خاموشی سے ڈیڑھ دو سال کے عرصہ میں انجام پانے والے اس کام کو جب تکمیلی مرحلے پر پہنچنے کے بعد مولانا محترم کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا گیا، تو ایک حد تک ان کو بھی اس پر حیرت ہوئی کہ انھوں نے نبی ﷺ کی شخصیت اور سیرت کے متعلق اتنا وسیع مواد اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے۔ اور پھر یہ چیز بھی ان کے لیے کسی نہ کسی حد تک مسرت کا باعث ہوئی کہ ہمارے ناچیز ہاتھوں سے تقریباً تین مجلدات کی ابتدائی ترتیب مکمل ہو چکی ہے۔ ان میں سے پہلی جلد کا تعلق بنیادی مباحث، منصب نبوت اور نظام وحی، بعثت آنحضور ﷺ اور ماقبل بعثت کے ماحول، اور دعوت کی مخاطب قوم اور عرب کے مختلف گروہوں کے احوال سے ہے۔ دوسری جلد حضور ﷺ کی پیدائش سے لے کر ہجرت مدینہ تک کے احوال و واقعات پر مشتمل ہے، تیسری جلد میں اس انتہائی سرگرم تحریکی زندگی کا مرقع سامنے آتا ہے جو لمحۂ وصال تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ نے مدینے میں گزاری۔ چوتھی جلد جو ابھی باقی ہے، اس میں حضور ﷺ کی اصلاحات، تعلیمات اور نظام زندگی اور مختلف شعبوں میں لائے جانے والے تغیرات کا نقشہ پیش کرنا مطلوب ہے، خدا کرے کہ ہم اسے بھی جلد مکمل کر سکیں۔" (۱۷)

"سیرت سرور عالم ﷺ" کی پہلی جلد کے چار حصوں کے انیس ابواب میں جن موضوعات کو پیش کیا گیا ہے، وہ ہر چند ہماری روایتی سیرت نگاری کی کتابوں کے موافق نہیں ہیں، مگر ان میں نبوت رسالت کے منصب کے حوالے سے ایسے مباحث کو ترتیب دیا گیا، جن کے مطالعے سے رسالت کی اہمیت وضرورت، حقیقت نبوت، نظام وحی، بشریت رسول، بعث نبوی کا ماحول، دین حق، معجزات، مسئلہ شفاعت، سرور عالم ﷺ کا حقیقی کارنامہ، بعثت نبوی کی پیش گوئیاں، ختم نبوت، آنحضور ﷺ کی شخصی اور نبوی حیثیت، قرآن مجید، احادیث اور حضور ﷺ کی اہم پیش گوئیاں، قرآن اور حضور ﷺ کے بارے میں مستشرقین کی علمی خیانتیں، سابقہ امتوں کے احوال وآثار، قبل بعثت کا ماحول اور مذاہب، جزیرۃ العرب کی تمدنی، جغرافیائی اور ثقافتی اہمیت اور آخر میں سیرت کے مجموعی پیغام کو ایک مؤثر اور دلنشین انداز میں متعارف کرایا گیا ہے۔ بظاہر یہ سب روایتی سیرت نگاری سے ہٹے ہوئے موضوعات ہیں، مگر ان کے مطالعے سے نبوت ورسالت کے حوالے سے ان تمام مباحث سے آگاہی نصیب ہوتی ہے، جسے جانے اور سمجھے بغیر وقائع سیرت کا مطالعہ ایک جامد تاریخ کا سفر ہے جو اپنے مسافر کے قلب ونظر میں کوئی انگیخت یا ارتعاش پیدا نہیں کرتا۔ ان مباحث کو سمجھے بغیر اس کار رسالت کے احیا اور نفاذ کے لیے کوئی جذبات پیدا نہیں ہوتے۔ ۷۶۵ صفحات پر پھیلے ہوئے یہ سب مباحث پہلے سے تحریر شدہ یا خطابات پر مشتمل ہیں، جنہیں ایک خاص ترتیب سے قاری کے لیے جمع کر دیا گیا ہے اور ان میں کوئی اضافہ یا ترمیم کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔

"سیرت سرور عالم ﷺ" کی جلد دوم بعثت نبوی سے قبل کے چالیس سالہ احوال اور بعد نبوت کے تیرہ (ابتلا اور آزمائش سے بھرے ہوئے) برسوں کی ایمان افروز اور استقامت آموز تفصیل ہے۔ ۷۶۳ صفحات پر مشتمل اس جلد کو مولانا محترم نے ۳۴۷ صفحات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے جن حواشی اور اضافوں سے آراستہ کیا ہے، اس نے اس کتاب کے مقام ومرتبہ اور علمی اور تحقیقی شان کو کہیں بڑھا دیا ہے۔ چودہ ابواب پر پھیلی ہوئی اس جلد میں ایسے بنیادی مباحث پیش کیے گئے ہیں اور ان میں اس نوعیت کا لوازمہ فراہم کیا گیا ہے، جس سے سیرت نگاری کے موضوع پر یہ ایک محققانہ، مستند، معتبر اور منفرد کتاب کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ اس کے چودہ مباحث کی تفصیل فہرست مضامین میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اس کے چودہ مباحث کی تفصیلی فہرست بالخصوص دوسری جلد کے مطالعے سے فنی، تحقیقی اور علمی اعتبار سے سید مودودی رحمہ اللہ کے کارنامۂ سیرت کی مندرجہ ذیل خصوصیات اور امتیازات سامنے آتے ہیں۔

سیرت نبوی پر سید مودودی کے اس کارنامے کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک قاری جس حیرت سے دوچار ہوتا ہے، وہ ان کا قدیم وجدید علوم وفنون کا وسیع مطالعہ ہے۔ وہ اپنے مطالعے میں ایسی تحقیقی نظر سے کام لیتے ہیں کہ بسا اوقات وہ برسوں کی رائج غلط فہمیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے نئے، درست اور تازہ حقائق کا انکشاف کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنے نتائج فکر کو اس ترتیب اور انداز سے پیش کرتے ہیں کہ قاری کو تاریخی تناظر اور دینی پس منظر میں صحیح صورت حال کا علم ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس کتاب میں بعض معلومات پہلی مرتبہ یکجا نظر آتی ہیں اور سیرت کے بعض وقائع پر منفرد انداز میں روشنی پڑتی ہے۔ بعثت کے بعد کے تین سالوں میں خفیہ دعوت کے نتیجے میں مختلف قبائل کے جن خوش نصیب افراد نے شرف صحابیت حاصل کیا، اس کی ایک کامل تفصیل اردو سیرت نگاری میں پہلی دفعہ پیش کی گئی ہے جس میں ۱۲۹ اشخاص کا تذکرہ ملتا ہے۔ مکہ کے کفار ومشرکین نے آپ ﷺ کی دعوت پر جس نوعیت کے الزامات عائد کیے یا اعتراضات اٹھائے، اس کی جامع تفصیل بھی پہلی مرتبہ اس میں یکجا پیش کی گئی ہے۔

ان دونوں جلدوں کا مطالعہ کرتے ہوئے ایسی صحیح اور مستند معلومات کا ایک چشمہ رواں دکھائی دیتا ہے جن میں سے کسی کو مستند حوالوں کے بغیر درج نہیں کیا گیا۔ اگر اس لوازمۂ سیرت کے منابع، مراجع، مصادر اور مآخذ پر نگاہ ڈالی جائے تو مولانا محترم کے وسعت مطالعہ اور استخراج نتائج کی داد دینا پڑتی ہے۔ وقائع نگار کا کام محض معلومات کو جمع کرنا نہیں بلکہ ان کی تنقید، تنقیح اور تصحیح بھی ہے۔ اس حوالے سے ایک قاری کو بیسیوں مقامات پر یہ علمی اور تحقیقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل دکھائی دیتا ہے۔ کتب سیرت میں اگر مستند اور محقق روایات و معلومات کے حوالے سے تقابل کیا جائے تو ''سیرت سرور عالم ﷺ'' ایک ممتاز کاوش نظر آتی ہے۔ اس کی ایک مثال حضور ﷺ کے عہد طفولیت کی تفصیلات سے پیش کی جا سکتی ہے۔

سیرت نگاری میں اماکن کا تعین، اسماء الرجال سے واقفیت، ماہ و سال اور سنین کا تعین، ہجری اور عیسوی تقویم میں مطابقت اور عربوں کی معاشرتی اور ثقافتی زندگی کا بھرپور علم اور قبائل کی زندگی کا دستور اور عرف، چند ایسے مسائل ہیں، جن سے عہدہ برا ہوئے بغیر کوئی سیرت نگار اپنے موضوع سے انصاف نہیں کر سکتا۔ وہ ارباب علم جن کو سیرت نگاری کے ارتقا کا بھرپور علم ہے، وہ اس امر کی شہادت دیں گے کہ مذکورہ مطلوبہ معلومات کے سلسلے میں سید مودودی ایک کامیاب سیرت نگار کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

مستشرقین کے اعتراضات سیرت کا جواب یوں تو سرسید سے لے کر علامہ شبلی نعمانی اور پروفیسر ظفر علی قریشی تک سب نے فراہم کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ مگر ان میں سید مودودی نے ان مستشرقین کے فساد نیت سے لے کر ان کے منہج تحقیق پر جو گرفت کی ہے، وہ علمی تحقیق کا ایک ایسا نمونہ ہے، جس سے کام لے کر ہم مستشرقین کی اسلام، قرآن اور صاحب قرآن کے خلاف تمام معاندانہ اور مخاصمانہ سرگرمیوں کا علمی اور تحقیقی احتساب کر سکتے ہیں۔

سیرت نگاری کی چودہ صدیوں میں اہل علم اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ روایت و درایت کا جو معیار ہمارے ہاں محدثین کرام نے تدوین حدیث میں پیش نظر رکھا ہے، وہ احتیاط وقائع سیرت میں نسبتاً کم دکھائی دیتی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے ہرچند درایت سیرت کے حوالے سے سیرۃ النبی ﷺ کی جلد اول کے مقدمہ میں چند واضح اشارات پیش کیے ہیں، مگر ان اصولوں کا اطلاق خود ان کی اپنی تصنیف میں بھی بعض مقامات پر محل نظر ہے۔ بالخصوص غزوات کے باب میں ان کی آراء اس مقام سے ہٹی ہوئی دکھائی دیتی ہیں، جو قرآن و حدیث کا حقیقی منشا ہے۔ اسی طرح سے بحیرہ اور نسطورا راہب کی قبل نبوت کی روایات ہوں یا حرب فجار کی تفصیلات، ہمارے سیرت نگاروں نے ان موضوعات پر انصاف کی میزان کا پورا لحاظ نہیں رکھا ارباب علم اور صاحبان تحقیق اگر ان مقامات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں سید مودودی رحمہ اللہ کے تحقیقی موقف اور درایت کو دیکھیں گے تو انہیں سید محترم اور دوسرے سیرت نگاروں میں مابہ الامتیاز فرق دکھائی دے گا۔ ایسے ہی ازواج النبی میں عمر عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ ہو یا پھر بناتِ رسول کا تذکرہ، مولانا مرحوم کے قلم میں تجزیہ وتحقیق کی ایک خاص انفرادیت دکھائی دے گی۔

سیرت نگاری کی تحریک میں سرسید احمد خاں اور جسٹس امیر علی مغربی مصادر علمی سے اخذ واستفادہ کی اگر پہلی کڑی ہیں تو مولانا مودودی رحمہ اللہ اس ضمن میں مطالعہ مغرب کے حوالے سے اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ مغرب شناسی کی اس درایت میں علامہ اقبال رحمہ اللہ کے استثناء کے بعد سید مودودی رحمہ اللہ ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں الغرض سید مودودی رحمہ اللہ کی سیرت نگاری کی یہ انفرادیت ہے کہ انھوں نے سیرت کو ایک متحرک فکر اور فعال تحریک کے تناظر میں دیکھا ہے۔ انہوں نے وقائع سیرت کا خزینہ مرتب کرنے کے ساتھ ان واقعات کے بطن میں مضمر اسباب، عوامل اور محرکات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے نزدیک یہ کام، اسلوب دعوت کا ناگزیر تقاضا ہے۔ وہ چونکہ خود ایک اسلامی تحریک کے مؤسس تھے جو خلافت علی منہاج النبوۃ کی طرز پر ایک انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے لہٰذا انھوں نے سیرت کے تمام تر وقائع کو ایک دعوت کے پیرائے میں، اسلامی تحریک کے کارکنوں کے لیے ایک نظام تزکیہ وتربیت کے شعور کے ساتھ پیش کیا ہے۔ وہ سیرت نگاری میں ایک وقائع نگار کے کام سے آگے بڑھ کر اس کارنامۂ رسالت کے ازسرنو احیا کے متمنی ہیں جو عصری طاغوت اور گلوبل لادینیت کے مقابلے میں ایک صالح انسان، ایک اسلامی معاشرے اور ایک اسلامی ریاست کی تعمیر وتشکیل میں معاون بن سکے۔ بس یہی ایک پہلو انھیں نہ صرف اُردو سیرت نگاری میں بلکہ عالمی سیرت نگاری میں بھی ممتاز ومنفرد بنا دیتا ہے۔

سیرت نگاری کے اس داعیانہ اسلوب اور دبستان کے اثرات گزشتہ نصف صدی میں ان کے معاصر اور بعد میں آنے والے سیرت نگاروں نے بھی قبول اور جذب کیے ہیں۔ ایسے سیرت نگاروں میں ملا واحدی کی تین جلدوں میں ''حیات سرور کائنات ﷺ''، نعیم صدیقی کی ''محسن انسانیت ﷺ'' اور ''سیدُ انسانیت'' محمد شریف قاضی کی ''اسوۂ حسنہ ﷺ''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید اسعد گیلانی کی ''رسول اکرم ﷺ کی حکمت انقلاب'' اور ''حضور اکرم ﷺ اور ہجرت'' ڈاکٹر خالد علوی کی ''انسان کامل ﷺ'' ابو سلیم محمد عبدالحی کی ''حیات طیبہ'' ماہر القادری کی ''در یتیم ﷺ'' ڈاکٹر اسرار احمد کی ''منہج انقلاب نبوی''، دوسرے بہت سے رسائل سیرت، علی اصغر چوہدری کی تین جلدوں میں ''محمد ﷺ'' اور دوسری کتابیں اور مولانا امین احسن اصلاحی کے تلمیذ خاص خالد مسعود کی ''حیات رسول امی ﷺ'' وغیرہ کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

گذشتہ بیس سالوں میں سیکڑوں کتابیں سیرت کے موضوع پر اردو زبان میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں بیسیوں ایسی کتابیں ہیں، جن کی کتابیات اور مراجع و مصادر میں سید مودودی رحمہ اللہ کی کتب کثیرہ کے حوالے دیے گئے ہیں یہاں صرف مثال کے طور پر چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے، ''الرحیق المختوم'' از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری، ''ضیاء النبی ﷺ''، از پیر کرم شاہ الازہری، ''پیغمبر اعظم و آخر'' از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، ''الامین'' از محمد رفیق ڈوگر، وغیرہ۔ ایسی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید مودودی رحمہ اللہ کو علم و تحقیق میں کس قدر رسوخ عطا کر رکھا تھا۔

ڈاکٹر انور محمود خالد نے اپنے تحقیقی مقالے ''اردو نثر میں سیرت رسول'' میں سید مودودی رحمہ اللہ کی سیرت نگاری پر قلم اٹھاتے ہوئے اپنے مضمون کے آخر میں اپنے تاثرات کو یوں سمیٹا ہے:

''مولانا مودودی نے (سیرت سرور عالم ﷺ) جلد دوم میں جہاں جہاں اضافے کیے ہیں، وہاں ان کا تصنیفی تجربہ، سیرتی علم اور اسلوبی حسن اپنے معراج پر ہے۔ بحیثیت مجموعی ''سیرت سرور عالم ﷺ'' آنحضرت ﷺ کی سیرت و کردار اور آپ ﷺ کے ابدی پیغام کو جس خوبصورت اور عالمانہ انداز میں پیش کرتی ہے اس کی مثال دور حاضر کی کتب سیرت میں کم کم ملتی ہے۔'' (۱۸)

''سیرت سرور عالم ﷺ'' کی پہلی اشاعت اکتوبر ۱۹۷۸ء میں منصۂ شہود پر آئی تو اہل علم نے اس کا استقبال کیا۔ معروف سیرت نگار مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلوی نے ربیع الاول ۱۳۹۹ھ میں ریڈیو پاکستان، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مولانا محترم کی اس تصنیف پر تبصرہ کرتے ہوئے آخر میں فرمایا:

''بہر کیف کتاب اپنی افادیت اور جامعیت میں ایک بلند پایہ کتاب ہے جو معنوی خوبیوں کے ساتھ ظاہری محاسن سے بھی آراستہ ہے، سیرت نبوی کے موضوع پر علمی دنیا میں یہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ قدرومنزلت کی نظروں سے دیکھی جائے گی۔'' (۱۹)

سید مودودی رحمہ اللہ کی ''سیرت سرور عالم ﷺ'' کے مطالعے اور تجزیے کا ایک رخ اس کے اسلوب نگارش کا جائزہ بھی ہے۔ یہ رخ اپنی جگہ ایک مستقل مقالے کا تقاضا کرتا ہے۔اور زبان وادب کی تاریخ کے قارئین اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اس کا اولین علمی سرمایہ مذہبی تحریروں پر مبنی ہے۔اس دور کی تحریروں کا اسلوب عربی اور فارسی زبان اور مقامی بولیوں کے متروک اور نامانوس الفاظ سے مرکب ہے، جواب محض اس کے ارتقا کے جائزے کے بطورِ نمونہ درج کیا جاتا ہے۔شاہ اسمٰعیل شہید کی ''تقویۃ الایمان'' دینی ادب میں اسلوب کی پہلی کامیاب کوشش ہے۔ پھر دبستان سرسید کے ارکان نے دینی ادب میں علمی اسلوب کے کامیاب نمونے پیش کیے ہیں۔ دبستان سرسید کے بعد ایک چونکا دینے والا نام مولانا ابوالکلام آزاد کا ہے، جن کا نثری اسلوب ایک صاحب طرز ادیب کی نشاندہی کرتا ہے۔اردو میں عربی اور فارسی تراکیب کا جس قدر خوبصورت اور حسین استعمال ان کے ہاں ہوا ہے، اس کی مثال ان کے عہد سے پہلے بہت کم ملتی ہے، مگر یہ ایک قاری کو مرعوب کر دینے والا اسلوب ہے، جس کا سحر مطالب کی تفہیم کی نسبت اس کے انشائی پہلوؤں سے باہر نہیں نکلنے دیتا۔اور ادب کے تمام تر دینی سرمائے میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کا اسلوب کئی اعتبار سے منفرد اور ممتاز ہے۔سید مودودی جن کی پرورش حیدر آبادی ماحول میں ہوئی تو جوانی دہلی کے روزمرہ سے آشنا رہی۔شروع دن سے ان کے اسلوب میں ایک ادبی توازن دکھائی دیتا ہے۔ان کا اسلوب جن اجزا سے تشکیل پاتا ہے، اس میں روح مطالب تک پہنچنے کے لیے لفاظی، عبارت آرائی، آرائش اور تصنع کی بجائے ایک سادگی، سلاست، روانی، شگفتگی اور وضاحت کا احساس ہوتا ہے۔ پیش نظر رہے ادبی لوازم کو دینی موضوعات میں کامیابی سے استعمال کرنے والی پہلی شخصیت شبلی نعمانی کی ہے۔ دینی ادب کی اس رو کو ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحر مواج میں تبدیل کرنے والی شخصیت ابوالکلام آزاد کی ہے۔ مگر ایک جوئبار کی طرح سنگلاخ وادیوں سے نکلتی، میدانوں میں اترتی اور سیرابیوں اور شادابیوں کا سامان پیدا کرتی ہوئی ادبی لہر صرف سید مودودی کے قلم سے پیدا ہوئی ہے۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو مقام علامہ اقبال کو اردو شاعری میں حاصل ہے تقریباً وہی حیثیت سید مودودی کی اردو نثر کو میسر ہے۔ اقبال نے مسلمہ قومیت کے دھاروں کو اسلامیت کے رنگ سے آشنا کیا۔ اقبال نے اسلامیت کے جس دروازے کو کھولا، سید مودودی نے اس میں داخل ہو کر ملت کے لیے اسلامی تہذیب و ثقافت کا ایک ایوان تعمیر کر دیا۔ اس ایوان ادب میں جہاں قدیم علوم کی اینٹیں چنی گئیں وہاں جدید علوم کا مسالہ بھی آپ نے فراہم کیا۔ یوں ان کے اسلوب میں قدیم اور جدید موضوعاتی ہم آہنگی اور توازن ملتا ہے۔ سید مودودی رحمہ اللہ چونکہ ایک مشنری انسان ہیں، اسی لیے وہ اپنے اسلوب سے ذہنوں کو تبدیل کرنے کا کام لینا چاہتے ہیں، اس مقصد کے لیے ان کے اسلوب کی مقصدیت اور متانت نے ان کے قلم میں تجزیہ و تحلیل اور زور استدلال کی خوبی پیدا کی ہے۔ مولانا کے ہاں مختلف موضوعات کے حوالے سے اسلوب کے تنوعات اور نیرنگیاں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ انھیں عمر بھر مخالف ہواؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ بادِ صرصر کی اس فضا میں انھیں بادِ نسیم بن کر گزرنا پڑا۔ اسی باعث ان کے لہجے یا اسلوب میں کرختگی کی بجائے شستگی اور شائستگی ہے۔ انہوں نے زندگی کے مختلف مراحل میں متون اور اصطلاحات کے بڑے کامیاب ترجمے کیے ہیں، قرآن مجید کا متن ہو یا احادیث کا ذخیرہ، سائنسی علوم کی اصطلاحات ہوں یا عمرانی علوم کی مصطلحات، یہ انگریزی زبان کے الفاظ و تراکیب ہوں یا عربی کے، ان کے خلاق ذہن نے ایسے عمدہ، دلآویز، صوتی آہنگ سے لبریز اور لحن و مخارج کے لحاظ سے دلآویز تراجم کیے ہیں کہ ان کا دشمن اور مخالف ان کے فکری موضوعات پر تو اعتراض کر سکتا ہے مگر ان کے اسلوب کی دل نشینی اور سحر کاری سے انکار نہیں کر سکتا۔ یوں ہم ان کے اسلوب کو الہیاتی ادب میں نثر کا نقطۂ کمال کہہ سکتے ہیں۔ اگر اس اسلوبیاتی جدت طرازیوں کا خالق بھی اور ادب کا صاحب طرز ادیب نہیں کہلا سکتا تو پھر دوسرا کون ہے، بقول مولانا ماہر القادری ع

نگارش پر تری حسنِ ادب نے ناز فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر سیرت نبوی کے احوال اور وقائع کے بیان میں ان کے اسلوب میں کچھ اور صحت، پختگی، لطافت اور نفاست پیدا ہو گئی ہے۔ ان ادبی محاسن اور اسلوب کی معجزہ طرازیوں کے نظائر و امثلہ پیش کرنے کے بجائے، جن کا انتخاب بالکل مشکل کام نہیں، صرف یہ عرض کرنا بہتر ہوگا کہ ان کے تمام تر سیرتی ادب کے بارے میں بلا تامل کہا جا سکتا ہے ع

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

سیرت لکھنا اگر ایک وصف و کمال ہے تو اس سیرت میں خود ڈھل کر دوسروں کو اس کے لیے آمادۂ عمل کر دینا ایک دوسرا اعجاز ہے جو سید مودودی رحمہ اللہ کو حاصل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی

(۱) تفہیمات (حصہ دوم)، ص:۱۷۔۱۸، ''سیرت سرور عالم ﷺ'' سید ابوالاعلیٰ مودودی، ج ۲، ص ۳۱

(2) Margoliouth. D.S. "MOHAMMED" G.P. Putram's sons Newyark and london. 1905 P.III

(۳) ''اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ'' از ڈاکٹر انور محمود خالد۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۸۸۹: ص ۲۱۹

(۴) ''اردو میں میلاد النبی ﷺ'' از محمد مظفر عالم جاوید صدیقی، فکشن ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۸ء: ص ۹۱۹

(۵) ''اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ'' ڈاکٹر انور محمود خالد، حوالۂ مذکورہ

(۶) حوالۂ مذکور: ص ۵۰۰

(۷) دیباچہ ''محسن انسانیت ﷺ'' نعیم صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور: ص ۱۵۔۱۶

(۸) ''رسول رحمت'' مرتب غلام رسول، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ص: ی

(۹) ''وثائق مودودی'' مرتبہ سلیم منصور خالد، ۱۹۸۴ء: ص ۲۱

(۱۰) ''مولانا مودودی اپنی اور دوسروں کی نظر میں'' مرتبہ محمد یوسف: ص ۳۱۔۳۹

(۱۱) ''سیرت سرور عالم ﷺ'': ج ۲، سید ابوالاعلیٰ مودودی: ص ۲۳

(۱۲) ''صدائے رستاخیز'' ادارہ معارف اسلامی، لاہور: ص ۳۳۹

(۱۳) ''بانگ سحر'' ادارہ معارف اسلامی، لاہور: ص ۳۱۶

(۱۴) ''آفتاب تازہ'' ادارہ معارف اسلامی، لاہور: ص ۱۴۲، ۱۸۲، ۱۸۶، ۲۲۴، ۲۵۲، ۲۶۷

(۱۵) ''جلوۂ نور'' ادارہ معارف اسلامی، لاہور: ص ۳۶

(۱۶) ''تذکرہ سید مودودی'': ج ۳، ادارہ معارف اسلامی، لاہور: ص ۵۲۔۵۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) ''سیرت سرورِ عالم ﷺ'': ج۱ص۱۰

(۱۸) ''اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ'' حوالۂ مذکور: ص ۴۳۸

(۱۹) ''سیرت سرورِ عالم پر تبصرہ'' مشمولہ ''ماہنامہ ترجمان القرآن'' لاہور، مارچ ۱۹۷۹: ص ۴۳۔۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغامِ سیرت

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جس دین کو منتخب کیا، اسے اسلام کہتے ہیں۔ دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے مختلف زمانوں اور مختلف زمینوں پر بہت سے ہادی، رسول اور پیغمبر مبعوث کیے گئے۔ ان انبیائے کرام علیہم السلام میں سے آخری نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے چھٹی صدی عیسوی کی ابتدا میں حجاز کی سرزمین سے اپنے پیغام اور اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ مکہ مکرمہ میں تیرہ سال کی شبانہ روز محنت کے نتیجے میں تین سو کے قریب سعید روحوں نے اس پیغام کو قبول کر لیا اور تمام تر سختیوں اور دشواریوں کے باوجود دین حق پر جمے رہے۔ دین حق کا یہ قافلہ جب تیرہ سال بعد یثرب کی وادی میں داخل ہوا تو اسلامی معاشرے کو ایک ریاست کا وجود ملا جس کا اولین تحریری دستور آپ ﷺ نے خود لکھوایا۔ یہ دستور اور آئین ایک بین الاقوامی اور بین المذاہب سطح کے اصول و ضوابط پر مبنی دستاویز تھی جسے آج ہم تاریخ کی کتابوں میں ''میثاق مدینہ'' کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ آئینی دستاویز انسانی تاریخ کے پہلے تحریری دستور کا درجہ رکھتی ہے۔

ہم اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ سے قبل تمام انبیاء علیہم السلام مخصوص زمانوں اور محدود علاقوں میں اپنی دعوت کا فریضہ انجام دیتے تھے مگر سرور عالم ﷺ کی رسالت سے نبوت کا دائرہ کار عالمی سطح پر پھیل گیا۔ آپ ﷺ کی دعوت ساری انسانیت اور تمام کائنات کے لیے تھی۔ یہی باعث ہے کہ آپ ﷺ کی مبارک زندگی میں اسلام کا پیغام حجاز سے باہر قیصر و کسریٰ کی ریاستوں تک پھیل گیا۔ خلافت راشدہ کے آخری دور میں اسلام کا علم تین براعظموں پر لہرا رہا تھا۔ یوں دعوت اسلام کے قافلے عرب و عجم اور مشرق و مغرب کے تمام خطوں میں پھیلتے چلے گئے اور آج اسلام دنیا کے گلوب کے ہر حصے پر اپنی کامل تعلیمات کے ساتھ موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی دعوت کی گذشتہ چودہ صدیوں پر نگاہ دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر عہد میں اس کے راستے میں روڑے اٹکائے گئے اور مختلف قسم کا پروپیگنڈا جاری رکھا گیا۔ آج بھی مغربی معاشروں میں اسلام کے خلاف بہت تند و تیز حملے کیے جاتے ہیں، مسلم امہ کو دہشت گرد، انتہا پسند اور بنیاد پرست کے مذموم القاب سے پکارا جاتا ہے مگر یہ سب کچھ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور مسلمانوں کے تہذیبی رویے کے منافی ہے۔

نبی مکرم ﷺ جس پیغام کو لے کر مبعوث ہوئے وہ امن و سلامتی کی تعلیمات پر مشتمل دین ہے۔ قرآن مجید وحدت آدم کی تعلیم دیتا ہے اور اسوۂ رسول ﷺ اپنے پیغام کے لحاظ سے جامع اور عالمگیر ہے۔ آپ ﷺ کے دامن رحمت میں روم کے صہیب رضی اللہ عنہ، حبش کے بلال رضی اللہ عنہ اور فارس کے سلمان رضی اللہ عنہ سب ہی نے محبت و شفقت کی خوشبو محسوس کی۔ یہ اسی تعلیم کا اعجاز ہے کہ آج اسلام دنیا میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا دین ہے اور قرآن مجید دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔

ملت اسلامیہ اپنے مزاج اور منصب کے لحاظ سے ایک امت دعوت ہے جسے ہادیٔ عالم ﷺ کے پیغام کو تمام انسانیت کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ماضی کی تمام صدیوں سے لے کر آج تک اسلام اپنی فطری اور حقیقی تعلیمات کے باعث دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے لیے ایک خاص کشش رکھتا چلا آرہا ہے۔ اسلام میں تمام مذاہب کے ساتھ رواداری کا درس دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے اکابر کا احترام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مسلمان معاشروں میں غیر مسلموں کو ہر طرح کے حقوق کا تحفظ اور احترام حاصل رہا ہے۔ اسلام کی تعلیمات اپنا ایک مستقل اخلاقی وجود رکھتی ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل کرنے کے نتیجے میں ایک پاکیزگی میسر آتی ہے۔ اس سے دلوں کو سکون اور ذہنوں کو طمانیت نصیب ہوتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ مسلمان مبلغین نے ہمیشہ اپنے اخلاق کے ذریعے دوسروں کو متاثر کیا ہے۔ دنیا کے مختلف براعظموں میں بسنے والی انسانیت پر ایک نگاہ دوڑائیے، آج انسانیت مادیت اور ابلیسی ثقافت کے چنگل میں گرفتار دکھائی دیتی ہے۔ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کا استحصال کر رہی ہیں۔ دنیا پر بارود اور تباہی کے بادل منڈلاتے دکھائی دیتے ہیں۔ امیروں اور غریبوں کے درمیان خلیج بڑھ رہی ہے اور مختلف طبقات ایک دوسرے کے ساتھ برسر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیکار اور الجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ عالمی طاقتوں کی روش اور مغربی ثقافت کے اثرات سے انسانی اقدار کو بہت سے خطرات لاحق ہیں۔ اس صورتحال کی روشنی میں انسانیت کے لیے اخوت، احترام، ایثار، ہمدردی، محبت اور غم گساری کا پیغام صرف اور صرف حضور ﷺ کی سیرت میں مضمر ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت ایک سراج منیر ہے جس کی روشنی میں انسانیت کو اپنی حقیقی اور گم شدہ منزل دکھائی دے سکتی ہے۔

دورِ حاضر میں انسانیت اپنے رہنماؤں کی سیرت کو گم کر چکی ہے۔ آج تاریخ کے کٹھرے میں صرف ایک ہی سیرت سلامت دکھائی دیتی ہے کہ جس کے نقوش تابندہ ہیں اور وہ تا ابد رخشندہ رہیں گے۔ آج اس امر کی ضرورت ہے کہ امت مسلمہ خود اس سیرت کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنائے، اپنے مسلم معاشروں کو اس سیرت کی تعلیمات سے منور کرے۔ غیر مسلم ممالک میں جہاں مسلمان اقلیتیں موجود ہیں، وہ اپنے نبی مکرم ﷺ کے اسوہ اور کردار کے نمائندے بن کر اپنی زندگی کو دوسروں کے لیے مثال بنائیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج غیر مسلم مصنفین کی سیکڑوں تحریریں اور کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں جن میں حضور ﷺ کی عظیم نبوت کے کارناموں کو شاندار لفظوں میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے ہمیں اعلیٰ اخلاق کا ورثہ عطا فرمایا ہے۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا انسانیت کے نام آخری پیغام کامل شکل میں موجود ہے اور اپنے نبی مکرم ﷺ کی سیرت علمی اور عملی ہر دو اعتبار سے محفوظ ہے۔ آج مشرق ومغرب میں ہر جگہ ایک روحانی افلاس دکھائی دیتا ہے اور اخلاقی پیاس محسوس ہوتی ہے جس کا علاج رحمتِ عالم ﷺ کے انوار سیرت میں موجود ہے۔ انسان کامل ﷺ کی یہی وہ جامع سیرت ہے جس کو محبت وحکمت سے پیش کر کے ہم اسلامی تعلیمات کے ذریعے اسلام کے پیغام کو سربلند کر سکتے ہیں:

بمصطفیٰ بر رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہمِ سیرت میں اماکن سیرت کی اہمیت☆

اسلامی ادبیات میں مرکزی حیثیت ہمیشہ قرآن و حدیث کو حاصل رہے گی۔ قرآن مجید اپنے متن، موضوع اور معانی کے لحاظ سے ایک ابدی معجزہ ہے جس میں انسانیت کی جملہ ایمانی ضروریات کا سامان ہدایت موجود ہے۔ اسلام انسانیت کا آخری دین ہے، اس لیے وحی والہام کے نوشتہ قرآن کی اللہ تعالیٰ نے کمال درجہ حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے۔ قرآن مجید کے اس الہامی متن کی تشریح وتوضیح کا سب سے کامل اور مستند ماخذ حدیث کی وہ صحیح روایات ہیں جن کی خاطر محدثین نے انسانیت کے سب سے بڑے سائنٹِفک علم کو روایت ودرایت کی کسوٹیوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ قرآن مجید کو حدیث کے بغیر سمجھنے کی حماقت جس جس دور میں جن جن افراد نے کی ہے ان کی بوالعجبیوں کے قصے اہل علم پر بہت روشن اور واضح ہیں۔ قرآن مجید نے نبوت ورسالت میں نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی شخصیت اور کارناموں کو جس انداز اور اسلوب کے ساتھ پیش کیا ہے، اس کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخصیت کے ایک ایک پہلو کو کمال محبت وعقیدت اور حزم و احتیاط کے ساتھ محفوظ کیا ہے۔ یہ سیرت ایک طرف خود قرآن مجید کی آیات میں نمایاں ہے تو دوسری جانب احادیث کے ذخیرے میں اس کی تفصیلات ہماری علمی اور عملی رہنمائی کا سامان فراہم کرتی ہیں۔ انھی دو ابدی سرچشموں سے نبی کریم ﷺ کی شخصیت اور رسالت کے جملہ نقوش فراہم ہوئے ہیں۔ تاریخ انسانیت میں کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کے احوال وسوانح اور کارنامے اس حزم واحتیاط اور کاملیت کے ساتھ محفوظ کرنے اور رکھنے کی سعی کی گئی

☆ مصنف مرحوم کی یہ تحریر ماہنامہ ''دعوۃ'' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے اکتوبر ۲۰۰۶ء کے شمارے میں شایع ہوئی ہے۔ محمد شبیر قمر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ یہی باعث ہے کہ ''سیرت'' کی اصطلاح علوم اسلامیہ میں اپنا ایک خاص اور متعین مفہوم رکھتی ہے۔

''سیرت'' کا لفظ اپنے لغوی مفاہیم اور معانی کے لحاظ سے لغت العرب میں متعدد معانی رکھتا ہے۔ عربی زبان میں اسے سیرۃ یا السیرۃ لکھا اور پڑھا جاتا ہے جس کے جمع کے طور پر سِیَر کا لفظ مستعمل ہے۔ لغت کی ابجدی ترتیب میں سار، یسیر، سیراً و مسیراً سے تشکیل پانے والا یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کے ظاہری معنوں میں چال چلن، روش، مسافت، ہیئت اور گذشتہ لوگوں کے احوال و واقعات بیان کرنا جیسے مفاہیم شامل ہیں۔ صاحبِ تاج العروس نے السیرۃ کے معنیٰ ''طریقہ'' کے بیان کیے ہیں۔ اسی طرح احسن السیر کے معنیٰ اچھے طریقہ کے ہیں جیسے ھذا فی سیرۃ الاولین یعنی یہ بات گذشتہ لوگوں کے طریقے میں موجود ہے۔ اس کے ایک معنیٰ ہیئت اور حالت کے بھی بیان کیے جاتے ہیں جس طرح سنعیدھا سیرتھا الاولی۔ سیر کا لفظ اور سیرۃ (کسرۃ کے ساتھ) کی اصطلاح کے معنیٰ پہلے لوگوں کی باتیں اور احوال بیان کرنے کے بھی ہیں۔ دیگر متعدد لغات کی کتب سے استفادہ کرنے کے بعد اس لفظ ''سیرت'' یا ''سیرۃ'' کے حسب ذیل مفاہیم سامنے آتے ہیں:

① جانا، روانہ ہونا، چلنا
② روش، طریقہ
③ شکل وصورت
④ ہیئت
⑤ حالت
⑥ کردار
⑦ سنت
⑧ زندگی، کام کاج کرنے کا چلن، زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ
⑨ عادت
⑩ گذشتہ لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو لغت کی کتابوں میں صاحب ''جامع اللغات'' نے سیرۃ کے معنی سوانح عمری، صاحب ''فیروز اللغات'' نے علم و تاریخ اور صاحب نسیم اللغات نے ذاتی جوہر کے بیان کیے ہیں۔ یورپ کے علما اور مصنفین نے سیرت کے لیے جو اصطلاح وضع کی ہے وہ Hagiology یا Hagiography ہے، جسے حقیقتاً وہ ''سیرۃ الاولیا'' کے مفہوم میں بیان کرتے ہیں۔ یورپی اقوام نے چونکہ انبیا و رسل علیہم السلام کی پاکیزہ سیرتوں کی تفصیل کو گم کر دیا ہے اور اس کا کوئی عملی نقشہ آج ان کے پاس موجود نہیں، اسی باعث وہ سیرت جیسے عظیم موضوع کو محض سیرۃ الاولیا سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے Life یا Biography جیسی علمی اصطلاحات بھی اس کے لیے وضع کی ہیں مگر یہ بھی کسی شخصیت کے محض احوال و سوانح تک محدود ہیں۔ انبیا و رسل کے کارناموں کو ان اصطلاحات کی محدودیت میں پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ یورپ میں انبیا و رسل علیہم السلام کی جو سوانح عمریاں ترتیب دی گئی ہیں ان کے مطالعے سے ان کا یہ نقص اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ سیرت کے اس لوازمے اور ذخیرے پر نظر ڈالیں تو مسلمان سیرت نگاروں کا موقف روز روشن کی طرح واضح اور نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

انسان کو اپنے نفس کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے لیے کسی کامل سیرت کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے اور رہے گی۔ اسی باعث تمام مذاہب اور ادیان نے اپنے مذہبی رہنماؤں کی سیرت و سوانح کو پیش کرنے کی کوششیں اور کاوشیں کی ہیں۔ ان کے مطالعے سے جو عملی نقوش ان مذاہب کے ماننے والوں نے پیدا کیے ہیں انھیں دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک صالح تربیت اور عمدہ اخلاقی تعلیم کا کامل نمونہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ تاریخ انسانی کی واحد سیرت جو انسانیت کی ایمانی، اخلاقی، روحانی اور مابعد الطبیعیاتی ضرورتوں کو ہر سطح پر فطری اسلوب میں پورا کر سکتی ہے وہ حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ مبارکہ ہے۔

آیئے ہم ایک نظر معروف مذہبی پیشواؤں کے حالات و سوانح پر ڈالیں۔ ہندو مت اور جین مت کی تمام مذہبی شخصیات طلسمات کا ایک مجموعہ دکھائی دیتی ہیں۔ ان افسانوی کرداروں میں آج انسانیت کے لیے کسی عملی رہنمائی کی گنجائش نہیں۔ بدھ مت کے پیروکاروں نے گوتم بدھ کی شخصیت کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ ان کی شخصیت کے ہر پہلو کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف مجسموں میں ڈھالنے کے باوجود ان کی تعلیم کے مرکزی نکات سے بے خبر ہیں۔ اہل فارس کے پاس اپنے مذہبی پیشواؤں کی کتابیں ژند اور پاژند تک موجود نہیں ہیں۔ ان کے مذہبی پیشواؤں کی سیرت جاننے کا ماخذ اب صرف فردوسی کا ''شاہنامہ'' ہے جو اپنی شاعرانہ خوبیوں کے باوجود ان شخصیات کے گرد مبالغہ آمیز روایات کا ایک ایسا ہالہ تعمیر کرتا ہے کہ یہ افراد بھی افسانہ وفسوں دکھائی دیتے ہیں۔ یہودیت کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی تعلیمات کا ماخذ صرف تورات ہے جس کا موجودہ متن عہد نامہ قدیم کی شکل میں موسیٰ علیہ علیہ السلام کی وفات کے سیکڑوں برس بعد مرتب ہوا۔ اس کا متن تو کجا اس کی حقیقی زبان تک محفوظ نہیں۔ یہی باعث ہے کہ ارباب تحقیق اس متن کے منزل من اللہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ رہا مسئلہ عیسائیت کا تو اصل انجیل اس قوم کے پاس محفوظ نہیں۔ انجیل جس زبان میں نازل ہوئی آثار و عتیقات کے یہ ماہرین آج اس زبان کے بنیادی خدوخال بھی پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اناجیل اربعہ کی ملفوظاتی روایات سے حضرت مسیح علیہ علیہ السلام کی شخصیت کا جو نقشہ ہمارے سامنے آتا ہے اس میں تحمل و برداشت، صلح و آشتی، عفوو درگزر، توکل وایثار اور انفرادی اصلاح وسدھار کا ایک مدھم نقش تو ہمارے سامنے آتا ہے مگر معاشرتی اور اجتماعی اقدار و روایات کا کوئی نقشہ اور آئین وریاست اور حکومت کا کوئی تذکرہ اس متن میں عنقا ہے۔ یہی باعث ہے کہ مسلمان سیرت نگاروں کے علاوہ حضرت محمد ﷺ کے غیر مسلم سوانح نگار بھی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی اور زندہ تعلیم کے تمام نقوش ہر اعتبار سے محفوظ ہیں۔ راقم کے علمی و تحقیقی ادارے ''بیت الحکمت'' میں جو پانچ ہزار کے قریب سیرۃ النبی ﷺ پر ذاتی کتب موجود ہیں ان میں سیکڑوں کتب غیر مسلم مصنفین کی لکھی ہوئی ہیں اور ان کتب میں ایک مخصوص تعصب کے باوجود آپ ﷺ کی عظمت کے لیے خراج تحسین کے الفاظ موجود ہیں۔

نبی آخرالزمان ﷺ کی سیرت آج انسانیت کے پاس وہ واحد نمونۂ عمل ہے جس کی ایک ایک تفصیل اور اس کی تمام تر جزئیات اس طرح محفوظ رکھی گئی ہیں کہ یہ سیرت و سوانح کی دنیا میں تاریخیت اور کاملیت کی سب سے مستند مثال ہے۔ ہمارے ہاں ایسے مسلم سیرت نگاروں کی کمی نہیں جنھوں نے صرف قرآن مجید سے رسول اکرم ﷺ کی تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت کے لوازمے کو پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اہل علم اس حقیقت سے بھی باخبر ہیں کہ عربوں میں اسلوب تحریر اور طرز نگارش کی روایت بھی رسول کریم ﷺ کے عہد مبارک میں مستحکم ہوئی۔ ارباب تحقیق نے اس ضمن میں جو درست معلومات فراہم کی ہیں ان کے مطابق حجاز میں عربی خط کا تجربہ بنو مخلد بن نضر بن کنانہ کے خاندان میں ہوا۔ مرامر بن مرہ، اسلم بن سورہ اور عامر بن جدرہ نے سب سے پہلے عربی عبارتوں کو لکھنے کے تجربات کیے۔ عرب یادداشت اور استحضار کو شخصیت کا حسن اور وقار گردانتے تھے۔

قرآن مجید کی پہلی وحی میں علــم بــالقلم نے علم کو قلم کے ذریعے سے محفوظ کرنے کی پختہ روایت کو جنم دیا۔ کاتبین وحی کی ایک خاص تعداد کا ہمیں ذکر ملتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی احادیث بھی آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں لکھی گئیں۔ اس کے علاوہ اسلامی مملکت کا دستور، عہد نبوی ﷺ کے سلاطین، ملوک اور سربراہان مملکت کے نام خطوط، خطبات، معاہدات، مردم شماری، فرمان نامے، رہبر نامے اور متعدد نوعیت کی تحریریں لکھی جا رہی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک طرف دین و شریعت کے جملہ امور نبی کریم ﷺ سے سیکھ رہے تھے تو دوسری طرف ان تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی ڈھال رہے تھے۔ یوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شخصیات میں بھی مرقعِ سیرت کے نمونے دکھائی دیتے ہیں۔ عربوں میں اس دور میں رزم گوئی کی صنف ممتاز تھی۔ شجاعت اور بہادری کے قصے زبان زد عام تھے۔ یہی باعث ہے کہ مسلم معاشرے میں قرآن مجید اور احادیث کی کتابت کے ساتھ اگر کسی فن میں تحریر و تسوید کا ذوق و شوق اور لوازمہ دکھائی دیتا ہے تو وہ فن مغازی ہے۔ رسول کریم ﷺ جو مکہ مکرمہ کی ہجرت سے قبل ایک نبی، رسول اور پیغمبر تھے جب مدینہ میں تشریف لائے تو ایک اسلامی ریاست کے باقاعدہ حکمران اور سربراہ بھی تھے۔ اس نوزائیدہ اسلامی ریاست کو اپنے دفاع اور فروغ کے لیے جو ۸۲ دفاعی اور جہادی اقدامات اختیار کرنا پڑے وہ تاریخ اسلام میں غزوات و سرایا کی اصطلاحات سے یاد کیے جاتے ہیں۔ بس انھی واقعات سے عربوں کی رزم گوئی اور رزمیہ شاعری سے ایک ایسی علمی روایت کا آغاز ہوا جو مغازی کے نام سے موسوم کی گئی۔ یوں پہلی صدی کے اختتام کے ساتھ ہی قرآن و حدیث کے بعد مغازی کا فن مسلمانوں میں رواج پا گیا۔ مسلمان خلفاء نے حدیث و مغازی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قلم بند اور مدون کرنے کی تحریک پیدا کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے خصوصیت سے اپنے عہد خلافت میں مغازی پر توجہ دی۔ خلافت راشدہ کے اس دور ثانی میں غزوات نبوی ﷺ کے خصوصی حلقہ ہائے درس قائم ہوئے جس سے مغازی نگاری کے فن کو مزید استناد حاصل ہوا۔ ابان بن عثمان، عروہ بن زبیر، ابن ہشام رحمہ اللہ اور ابن اسحاق رحمہ اللہ وغیرہ نے سیر ومغازی کا ابتدائی لوازمہ فراہم کیا۔

ہر چند سیر ومغازی کے بہت سے مصادر اور مراجع ہیں مگر قرآن اور حدیث اس کے اساسی منابع ہیں۔ اگرچہ وقائع سیرت کو درایت کا پابند ہونا چاہیے مگر ہمیں تسلیم ہے کہ بعض سیرت نگاروں نے حاطب اللیل کی طرح رطب ویابس بہت کچھ اپنی تصنیفات اور مرتبات میں جمع کر دیا، جس طرح تفسیر قرآن میں اسرائیلی روایات کا ذخیرہ موجود ہے اور ان کی تنقیحات کا عمل ابھی جاری ہے۔ یوں سیرت کی روایات کے جائزے کے لیے بھی فقہ السیرہ کے ماہرین نے بہت سی کوششیں کی ہیں۔ مسلمان اہل علم نے تفسیر میں اصول تفسیر، حدیث میں اصول حدیث اور فقہ میں اصول فقہ جیسے مفید اور نافع علوم وفنون میں اپنی ابداعی اور اختراعی مہارتوں کا اظہار کیا مگر نہ جانے کیا اسباب ہوئے کہ انھوں نے سیرت نگاری کے مراحل میں کسی اصول سیرت کو مرتب نہ کیا جس کے نتیجہ میں روایات سیرت میں بعض ناپختہ اور غیر ثقہ وقائع کو بھی در آنے کے مواقع ملے۔ مقام شکر ہے کہ اب فقہ السیرہ کے نام سے بہت سی کتب سامنے آ رہی ہیں۔ ان میں محمد سعید رمضان البوطی، منیر محمد رمضان، محمد الغزالی، ڈاکٹر مہدی رزق اللہ، فرید الدوسری، ہاشم یحییٰ الملاح، الدکتور عبدالرحمٰن علی یحییٰ جیسے حضرات نے فقہ السیرہ کے موضوع پر مناسب اور موزوں علمی کاوشیں پیش کی ہیں مگر ہنوز ایک معیاری اسلوب سیرت کی کتاب کی ضرورت ہے جس میں سیرت کے منہج اور اس کی درایت پر کماحقہ دادِ تحقیق دی گئی ہو۔ ظاہر ہے کہ اصول سیرت بھی اصول حدیث کے قریب تر ایک مماثل فن ہے جس میں روایت ودرایت کا معیار قریب قریب یکساں ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں عربی زبان میں د۔ اکرم ضیاء العمری کی السیرة النبویہ الصحیحہ اور اُردو زبان میں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری کی رحمۃ للعالمین ﷺ کے علاوہ عبدالرؤف دانا پوری کی اصح السیر کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ ان کتابوں میں واقعات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے استناد اور صحت کا خصوصی طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔

سیرت النبی ﷺ کے بہت سے علمی و تحقیقی مصادر اور مراجع کی طرح فہم سیرت کے بھی بہت سے لوازم ہیں۔اس ضمن میں جہاں قرآن مجید کے متن، احادیث صحیحہ کا مطالعہ بہت ضروری ہے وہاں حجاز کے جغرافیہ، زبان، ادب اور ثقافت کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے۔ سیرت میں بہت سے اماکن کا ذکر ہوتا ہے۔وقائع سیرت کو پڑھیے تو ورق بہ ورق شہروں، ملکوں، وادیوں، بستیوں، پہاڑوں، نخلستانوں، دریاؤں، سمندروں، جھیلوں، صحراؤں، قلعوں، غاروں، میدان ہائے جنگ اور کنوؤں وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔ ماضی میں ان اماکن اور مقامات کی نوعیت کیا تھی؟ زمانۂ حال میں ان آثار کی نوعیت کیا ہے اور یہ کس حالت میں موجود ہیں۔ مرورایام اور امتداد زمانہ کی گردشوں نے ان میں کیا کیا تغیرات بپا کیے ہیں اور ان کے نام و نقشہ میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں؟ان سب امور کی درست اطلاعات اور صحیح معلومات فہم سیرت کا ایک ناگزیر تقاضا ہے مگر افسوس کہ اس سمت کوئی ٹھوس علمی کام اٹلس یا خرائط کی شکل میں نہیں کیا گیا۔

ہمیں اعتراف ہے کہ ماضی میں ہمارے اسلاف نے تاریخ و سیرت کے بہت سے ایسے تذکرے مرتب کیے ہیں جن کی مدد سے اماکن سیرت کی نشان دہی یا تعارف ممکن ہے۔ایسی علمی کاوشوں اور تحقیقی آثار میں عبید بن شریہ کی اخبار الملوك واخبار الماضیین، ابوعبیدہ کی کتاب مغازات، مبرد کی کتاب ایام، بنی مازن کی نسب قحطان و عدنان، ہشام کلبی کی مختلف کتابیں، ابن ہشام اور ابن اسحاق کی السیرة النبویة ابن الحائك ہمدانی کی صفة جزیرة العرب اور اکلیل ابوولید ازرقی کی اخبار مکة، ابن قتیبہ کی کتاب المعارف، یعقوبی کی تاریخ الیعقوبی، ابوجعفر طبری کی تاریخ الرسل والملوك، حمزہ اصفہانی کی تاریخ سنی ملوك الارض، مسعودی کی مروج الذهب، ابوالفداء کی المختصر فی اخبار البشر، ابن خلدون کی کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر، اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق بہت معروف کتابیں ہیں۔اسی طرح تاریخ و جغرافیہ کی متعدد کتب میں اماکن سیرت کی نشان دہی ہوتی ہے۔اس موضوع پر ہشام بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد کلبی، ابوسعید الاصمعی، سعدان ابن مبارک، ابوسعید حسن السکری، عمر بن رستہ، ابوزید بلخی ابوسعید السیرافی، حسن بن محمد المعروف محمود بن عمر الزمخشری، البکری، امام سیوطی، ابن خرداز بہ، ابن فقیہ ہمدانی، اصطخری، ابن مردویہ، ابن حوقل، مقدسی، ادریسی، یاقوت حموی، زکریا قزوینی، شمس الدین دمشقی اور بلاذری جیسے صاحب علم اورارباب تحقیق کی کتابیں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ مشہور مستشرق اے جے ونسنک نے المعجم المفهرس لالفاظ الحديث النبوی ؐ کی آخری اور آٹھویں جلد میں اماکن پر بہت تفصیلی اوراہم معلومات فراہم کی ہیں۔ دور حاضر میں حرمین کے بہت سے سفرناموں اور تذکروں میں بھی مفید معلومات سامنے آتی ہیں۔ سامی بن عبداللہ بن احمد المغلوث کی الاطلس التاریخی لسیرۃ الرسول ؐ بھی اس ضمن میں ایک اہم کوشش ہے۔ حال میں بہت سی اہم کتب کے مخطوطات کی تدوین عمل میں آرہی ہے۔ اس طرح سے کچھ نئی بھی لکھی جارہی ہیں۔ ایسی کاوشوں میں جن میں اماکن سیرت اور مقامات نبوت کا تذکرہ ہے نضرۃ النعیم، اعلام النبوۃ از محمد الماوردی الشافعی، سفراء النبی از محمود شیت خطاب، نظام الحکومۃ النبویۃ ازعبدالحی الکتانی، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ ازمحمد حمیداللہ حیدرآبادی، سیرۃ ابن اسحق، مرتبہ محمد حمیداللہ، التاریخ القویم، ازمحمد طاہر الکردی، بالمدینۃ المنورۃ، احمد سلیم سلم، تاریخ العرب قبل الاسلام ازڈاکٹر السید عبدالعزیز سالم، فضائل مدینۃ المنورہ از ملا خاطر، مواقف غضب فیہا النبی ﷺ از خمیس السعید، مواقف مزح فیہا النبی ﷺ از خمیس السعید، اخبار مکۃ للفاکہی، اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ، ازعمر فہد یہ محمد، غایۃ المرام باخبار سلطنۃ البلد الحرام، ازعزالدین عبدالعزیز بن عمر القریش، مکۃ والمدینۃ فی الجاھلیہ وعھد رسول اللہ ﷺ، ازڈاکٹر احمد ابراہیم الشریف، تاریخ قریش ازحسین مونس، ایام العرب فی الجاھلیۃ ازمحمد ابوالفضل ابراہیم وعلی محمد البجادی، معجم قبائل العرب ازعمر کحالہ، تاریخ المدینۃ المنورۃ ازابوزید عمر، تاریخ معالم المدینۃ المنورۃ ازاحمد یاسین احمد الخیاری، الشجرۃ الزکیۃ فی انساب وسیر اھل بیت النبویہ ازاللواء الرکن السید بن عبداللہ جمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللیل، محمدفی التوراة والانجیل وفی کتب الاولین ازمجدی سیدعبدالباقی اورالدرالکمین بذیل العقدالثمین فی تاریخ البلدالامین ازعمرابن فہدالہاشمی المکی جیسی کتب شامل ہیں۔

اماکن سیرت پرایک تحقیقی کام الدکتورشوقی ابوخلیل استاد، جامعہ دمشق (شام) نے بھی کیا ہے۔جواطلس السیرة النبویہ کے نام سے پانچ سال قبل منصۂ شہود پرآیا ہے۔الدکتورشوقی عالم اسلام کے وہ محقق ہیں جنھوں نے وراثتِ اسلامی کواطلس، چارٹوں اورتصاویرکی مدد سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اطلس اورخرائط کے ضمن میں ان کی کل چارکتابیں ہمارے سامنے ہیں۔ان میں سے ایک اطلس القرآن: اماکن، اقوام، اعلام" کے نام سے ہےجس کااردوترجمہ عالم اسلام کے ایک ناشردارالسلام نے مزیداضافوں اورتصحیحات کے ساتھ شائع کیا ہےجس پرایک تفصیلی مقدمہ لکھنے کی سعادت راقم کوحاصل ہوچکی ہے۔ان کی کتاب اطلس التاریخ العربی الاسلامی بھی عالم عرب کونقشوں اورچارٹوں کی مدد سے سمجھنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔

الدکتورشوقی ابوخلیل کی اطلس السیرة النبویة جس کااردوترجمہ ادارہ دارالسلام نے اپنے روایتی تحقیقی معیار سے کرایا ہے، جوسیرت نبوی ﷺ سے علمی اورعملی دلچسپی رکھنے والے اہل علم کے لیے ایک بہت بڑی سوغات ہے۔ڈاکٹرشوقی نے سیرت شناسی کی اس تحقیقی کاوش میں ایک ایساعلمی اورتحقیقی اسلوب اختیارکیا ہےجس کی مثال اس سے قبل اسلامی ادبیات میں مفقودتھی۔ہمیں معلوم ہے کہ مختلف زبانوں میں سیرت کی بعض کتابوں میں ایسے نقشے اورجداول فراہم کی گئی ہیں جوجزوی اعتبار سے فہم سیرت میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔سرسیداحمدخان نے ۱۸۷۵ءمیں جب الخطبات الاحمدیہ فی سیرة المحمدیة لکھی تواس میں کچھ نقشے اورجداول فراہم کیں مگران سے علمی ذوق کی تسکین کاکوئی سامان فراہم نہیں ہوتا تھا۔کراچی میں مصباح الدین شکیل صاحب نے سیرت نبوی ﷺ پرایک ایسی کوشش کی ہےجس میں امکانی حدتک نقشے مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کوشش مفیدہونے کے باوجودطمانیت کاباعث نہیں۔ سیدابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ نے بھی ''سیرت سرورعالم ﷺ'' میں کچھ نقشے اورجداول فراہم کی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جو بہت معلومات افزا ہونے کے باوجود دیدہ زیب نہیں ہیں۔عربی زبان کی بعض کتابوں میں نقشے اور جداول پیش کی گئی ہیں مگر یہ سب علمی کاوشیں بہت ادھوری، نامکمل اور تشنہ ہیں۔ اس صورت میں ڈاکٹر شوقی ابوخلیل کی ”اطلس السیرة النبویة“ اب تک ہونے والی علمی اور تحقیقی کوششوں میں ایک مفید کاوش ہے جس کی افادیت کے پیش نظر ادارہ دارالسلام نے اس کا ترجمہ اردو خواں دنیا کے لیے فراہم کیا ہے۔عہد حاضر میں سیرت نگاری کی سب سے بھرپور کوششیں عربی کے بعد اردو زبان میں ہورہی ہیں۔دنیا کی کل آبادی کا ہر چھٹا شخص اردو زبان بولتا اور سمجھتا ہے۔اس لحاظ سے اس مفید اور تحقیقی کاوش کا اردو ترجمہ وقت کی شدید علمی ضرورت تھی جس کا اہتمام ادارہ دارالسلام نے کیا ہے۔

اطلس السیرة النبویہ محض سیرت کی ایک اٹلس ہی نہیں جس میں بیشتر مقامات کو جدید نقشہ نویسی کے فن کے لحاظ سے مرتب کیا گیا بلکہ یہ بذاتِ خود سیرت کی ایک کتاب ہے۔اس کے مقدمے کے مطالعے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف فن سیرت کے مقاصد اور غایات سے آگاہ ہے۔انھوں نے سیرت کی مستند کتب کے مطالعے سے اپنی آرا کو مرتب کیا ہے اور پھر قدیم وجدید معلومات میں مطابقت پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔نقشوں کے ساتھ ساتھ نادر تصاویر بھی فراہم کی گئی ہیں۔مختلف مقامات کے تعین میں ایسے حواشی اور تعلیقات بھی مرتب کیے گئے ہیں جن سے اماکن اور مقامات کو سمجھنے میں سہولت دکھائی دیتی ہے۔سیرت کی اس اٹلس سے قبل وہ اسی نوعیت کا کام اسلامی عرب کی تاریخی اٹلس کی تیاری کے سلسلے میں کر چکے تھے۔پھر انھوں نے بڑی کامیابی سے اسلامی حکومتوں کا اٹلس تیار کیا۔ اطلس القرآن اپنی جگہ ایک معرکے کی چیز ہے۔اٹلس بنانے، لکھنے اور ترتیب دینے کا تجربہ، مہارت اور سلیقہ ان کی اطلس السیرة النبویة میں نقطۂ کمال پر دکھائی دیتا ہے۔

سیرت نبوی ﷺ کے مطالعے میں ہمیں سیکڑوں مقامات کا تذکرہ ملتا ہے مگر ہمیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ یہ عہد رسالت مآب ﷺ میں کہاں کہاں واقع تھے اور آج ان کی نوعیت کیا ہے۔بعض حالات میں تو ان کے نام تک بدل چکے ہیں، کچھ مقامات صدیوں پہلے کسی سلطنت میں تھے مگر سیاسی حالات نے جغرافیائی حد بندیوں کو تبدیل کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس کے نتیجے میں مقامات کے ممالک تبدیل ہو گئے۔ آج کے سیرت نبوی ﷺ کے قارئین کے لیے ان سب تغیرات اور تبدیلیوں سے آگاہی ناگزیر ہے۔ نقشوں، جداول، تصاویر اور خرائط نے ان کے موجودہ تعارف میں سہولت پیدا کر دی ہے۔ ذرا ان مقامات پر توجہ دیجئے اور پھر دیکھیے کہ اٹلس کے بغیر ان کے بارے میں کچھ جاننا کس قدر مشکل بات ہے:

تهامه، كوهستان سراة، عروض، عمان، بحرين، عراق، شام، فلسطين، فارس، اُوركوثى، بئرسبع كداء، غمدان، خثعم، مكه، عكاظ، شعب ابى طالب، عقبه، شاهراه هجرت، غارثور، غارحرا، قباء، مدينه، مسجد نبوى، حجر، بيت المقدس، قبلتين، بدر، احد، طائف، صفه، جده، بيشه، تربه، زج لاوه، خباب، وادى القرىٰ عرج، نجران، حضر موت، وغیرہ۔

اسی طرح غزوات وسرایا کے ضمن میں ذرا ان ناموں اور مقامات کا اندازہ لگائیے:

عيص، ثنية المره، خرار، ابواء، بواط، وادئ سفوان، ينبع، ذوالعشيره، وادئ نخله، كدر، نخيل، نجد، ذى امر، بقيع غرقد، حره عريض، قطن، فيد، عرنه، بئرمعونه، رجيع، خيبر، دومة الجندل، مريسيع، خندق، قرطاء، غابه، نطاة، شق، كتيبه، اشمونين، اسيوط بنهاء، غزة هاشم، حمص، تربه، نجد، جبار، كديد، ميفعه، السى، ذات اطلاح، بلقاء، ذات سلاسل، قبلية، خضره، بطن اضم، يلملم، اوطاس، جعرانه، تنعيم، ذوالكفين، سقيا، تباله، وغیرہ۔ ڈاکٹر شوقی نے کتب ستہ کے مرتبین سے متعلق مقامات اور حرمین کے سلسلہ میں بعض مفید معلومات بھی جداول میں پیش کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدکتور شوقی ابوخلیل کی اطلس السیرۃ النبویہ اپنے موضوع پر ایک کامیاب اٹلس ہے جو تفہیم سیرت میں ایک معاون کے طور پر کام دیتی ہے۔اس کے عربی متن کا اردو ترجمہ "اٹلس سیرت نبوی ﷺ کے نام کے سوا ہے۔یہ کتاب اب محض ترجمہ نہیں بلکہ بعض پہلوؤں سے اس میں ڈاکٹر شوقی کی پیش کردہ معلومات کی تصحیح کی گئی ہے۔بعض تشنہ مقامات پر تحقیق مزید سے کام لیتے ہوئے،اس ادھورے اور تشنہ مقام کی تکمیل کی گئی ہے۔بعض مقامات پر حواشی وتعلیقات سے کام لیا گیا ہے،بالخصوص غزوات وسرایا کے باب میں ڈاکٹر شوقی نے جن امور کو مجملاً پیش کیا ہے اس ترجمے میں ان کی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ہر سریہ کے امیر کا شخصی تعارف اور اس کی ممکن تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ڈاکٹر شوقی کے نقشوں میں بعض مقامات پر علمی اور تحقیقی اغلاط اور تسامحات موجود تھے۔اس اٹلس کے مدون محترم محسن فارانی صاحب نے ان اغلاط کی صرف نشاندہی ہی نہیں کی بلکہ اس ضمن میں درست اطلاعات بھی فراہم کی ہیں۔اگر آپ اطلس کے عربی ایڈیشن میں ہجرت والا نقشہ دیکھیں اور اس کا تقابل اردو ایڈیشن سے کریں تو آپ کو تحقیق میں ایک واضح اور نمایاں فرق دکھائی دے گا۔ان اضافی معلومات کے مصادر اور مراجع بھی بیان کر دیے گئے ہیں۔ان اضافی معلومات کے مصادر مراجع میں جامعہ پنجاب لاہور کے اردو دائرۃ المعارف کی متعدد جلدوں کے علاوہ یاقوت حموی کی معجم البلدان، سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کی "تفہیم القرآن" ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ، عمر رضا کحالہ کی معجم قبائل العرب" مصطفیٰ السقا کی معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع، دکتور محمد صبحی عبدالحکیم کی اطلس المملکۃ العربیۃ السعودیۃ والعالم، محمد سید نصر کی اطلس العالم، الاستاذ الشیخ مشہور حسن محمود کی موسوعۃ العالم الاسلامی، ابن الاثیر کی اسد الغابۃ، عاصم الحداد کا "سفر نامہ ارض القرآن" سید سلیمان ندوی کی "ارض قرآن" دارالسلام کا اردو ترجمہ اطلس القرآن اور اسی ادارے کی تیار کردہ "تاریخ مکہ مکرمہ" تاریخ مدینہ منورہ" المنجد فی الاعلام، کتب ستہ کی مؤلفات اور چند دیگر کتب حوالہ شامل ہیں۔

اردو اطلس کے نقشوں میں اہم شہروں اور مقامات کے درمیان فاصلوں کا بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعین کر دیا ہے اور میلوں کی قدیم اکائی کو کلومیٹر میں تبدیل کر دیا ہے جس کی بنا پر جدید طبقے کے لیے ان سے استفادہ اور بھی بہتر ہو گیا ہے۔ موجودہ دولت بحرین اور عہد نبوی ﷺ کے بحرین میں اب بہت فرق واقع ہو چکا ہے، اسے بھی اضافی نقشوں کی مدد سے واضح کر دیا گیا ہے۔ اس اطلس میں ۱۳۴ رنگ دار نقشے فراہم کیے گئے ہیں۔ ان نقشوں میں جدید فنی رعایتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ یوں ان چہار رنگ نقشوں سے مقامات سیرت کی تفہیم ایک تسہیل میں بدل گئی ہے۔ اب یہ اطلس اپنی فنی پیشکش، زبان و بیان، اسلوب نگارش اور اضافی توضیحات و تشریحات کے باعث عربی ایڈیشن سے بہتر ہو گئی ہے۔

میرے لیے یہ امر باعث سعادت ہے کہ میں نے اٹلس سیرت نبوی ﷺ کی ان سطور کو مناسک حج اور زیارت حرمین کے دوران میں حرم نبوی ﷺ اور حرم کعبہ میں بیٹھ کر لکھا ہے۔ رسول کریم ﷺ کے دیس میں ایک غریب الدیار کے قلم سے یہ سطور خود راقم کے لیے ایک عطیۂ خداوندی ہے۔

حق تعالیٰ اس سعادت کو مقبول و منظور فرمائے۔ (آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیع الاوّل کا پیغام، امت مسلمہ کے نام☆

انسانی تاریخ میں انبیائے کرام علیہم السلام کی شخصیات ایک مخصوص انفرادیت کی حامل ہیں کیونکہ نبوت اور رسالت کوئی اکتسابی عمل نہیں ہے کہ جس سے گزرنے کے بعد کوئی انسان اس مرتبے یا درجے کو حاصل کر سکے بلکہ اس کا انتخاب خود خالق کائنات اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے کرتا ہے اور ایسی منتخب اور برگزیدہ شخصیتیں احکام الٰہی کے تحت اپنے فرائض انجام دیتی ہیں اور ان سے وحی جیسے ذریعہ علم کے ساتھ گفتگو کی جاتی ہے۔ انسانی رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ آپ ﷺ سے پہلے نبوت و رسالت کا دائرۂ کار مخصوص اقوام وملل اور محدود سرزمین کے لیے ہوتا تھا مگر چھٹی صدی عیسوی کے اواخر اور ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں جس آخری نبی مکرم ﷺ اور رسول محترم ﷺ کا انتخاب کیا گیا ان کی نبوت و رسالت کا دائرہ کار قیامت تک کے لیے پوری انسانیت اور تمام عالمین کے لیے متعین کیا گیا۔ یہ وہ دور تھا کہ جس میں انسانیت کو کسی علاقائی تمدن کے بجائے ایک آفاقی تہذیب کی ضرورت تھی۔ یہی باعث ہے کہ قرآن مجید کا خطاب جہاں احکام وفرامین کے حوالے سے اہل ایمان کے ساتھ ہے وہاں بنیادی دعوت کے لحاظ سے پوری انسانیت کے لیے بھی ہے۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اور یَآاَیُّھَا النَّاسِ کے الفاظ سے شروع ہونے والی آیات اس نکتے کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں۔ اس کائنات کے پیغمبر اعظم و آخر حضرت

☆ ماہنامہ ''دعوۃ'' بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد کے اپریل ۲۰۰۷ء، ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ کے شمارے میں مصنف کے ''حرف اوّل'' کے زیرعنوان اداریے کا مجوزہ عنوان۔ (م۔ش قمر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد مصطفیٰ ﷺ تقریباً پندرہ صدیاں قبل حجاز کی سرزمین میں مکہ جیسے محترم شہر میں ربیع الاوّل کے مہینے میں سوموار کے روز پیدا ہوئے۔ یہ شہر اور مقام وہ ہے جہاں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے ۲۶ سو سال قبل حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور آپ کے پہلوٹھی کے فرزند اکبر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے حرم کعبہ کی تعمیر کے دوران میں یہ دعا کی تھی:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرۃ ۲:۱۲۹)

''اور اے رب' ان لوگوں میں خود انھی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انھیں تیری آیات سنائے' ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے' تو بڑا مقتدر اور حکیم ہے۔''

یہ دعا ایک ایسے وقت اور ایک ایسے مقام اور ایک ایسی صورت حال کے دوران میں کی گئی کہ عرش پر اس کی قبولیت ہوئی مگر مقتضائے فطرت یہی تھا کہ اس کی تاثیر چھبیس صدیوں بعد ظہور میں آئے کیونکہ ایک عالمگیر نبوت اور آفاقی رسالت کے لیے یہ وقت موزوں ترین تھا۔ یوں رسول کریم ﷺ زمانے اور تاریخ کی گردش کے اس مرحلے پر تشریف لائے کہ جہاں نہ صرف مذاہب و ادیان اپنی حقیقت کو کھو چکے تھے بلکہ ان کی مقدس کتابوں کے متن معدوم ہو چکے تھے اور انبیا و رسل کی سیرت تو کجا ان کے سوانحی کوائف بھی مفقود تھے۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر سیرت نگاروں نے اپنی اپنی انشا پردازی کے بہت سے جوہر دکھائے ہیں مگر علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء) نے اپنی تصنیف ''سیرۃ النبی ﷺ'' کی ابتدا میں اس طلوع سعادت کے منظر کو انشا پردازی کے جس لطیف اسلوب میں پیش کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

''چمنستانِ دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں' چرخِ نادرۂ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سروسامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان نواز کے لیے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضا وقدر کی بزم آرائیاں' عناصر کی جدت طرازیاں' ماہ خورشید کی فروغ انگیزیاں' ابرو باد کی تردستیاں' عالم قدس کے انفاس پاک' توحید ابراہیم' جمال یوسف' معجز طرازیٔ موسیٰ علیہ السلام' جان نوازیٔ مسیح علیہ السلام سب اسی لیے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں قدر شہنشاہ کونین ﷺ کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی صبحِ جان نواز وہی ساعتِ ہمایوں' وہی دورِ فرخ فال ہے۔ اربابِ سیر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے۔ آتش کدۂ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہوگیا لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم' شوکت روم' اوجِ چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر' آتش کدۂ کفر' آذر کدۂ گمرہی سرد ہوکر رہ گئے' صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بت کدے خاک میں مل گئے۔ شرازۂ مجوسیت بکھر گیا' نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستانِ سعادت میں بہار آ گئی' آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں' اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا۔

یعنی یتیم عبداللہ' جگر گوشہ آمنہ' شاہِ حرم' حکمرانِ عرب' فرمانروائے عالم' شہنشاہ کونین۔

شمسہ نہ مسند ہفت اختران — ختم رسل خاتم پیغمبران
احمد مرسل کہ خرد خاک اوست — ہر دو جہاں بستۂ فتراک اوست
اُمیّ وگویا بہ زبان فصیح — از الف آدم ومیم مسیح
رسم ترنج است کہ در روزگار — پیش دہد میوہ پس آرد بہار

عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت واجلال ہوا۔ اللّٰھم صل علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم (سیرۃ النبی ج۱' ص۱۶۰)

آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ نبوت ورسالت کا دروازہ مستقلاً بند کر دیا گیا اور آپ ﷺ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجا دیا گیا۔ اس اعزاز کا تقاضا تھا کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت آپ ﷺ کی سیرت اور پیغام کو نسل آدم کے لیے محفوظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا دیا جائے اور اس کا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے یوں فرمایا گیا کہ ایک طرف قرآن مجید کے متن کی الحمد سے والناس تک حفاظت کی ذمہ داری کا خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا دوسری طرف آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی حفاظت کے متنوع انتظامات کیے گئے۔ وہ عرب جو لکھنے پڑھنے کو معیوب اور اپنے حافظے اور استحضار پر ناز کرتے تھے ان میں پہلی ہی وحی کے ذریعے سے علم کو قید کتابت میں لانے کی تعلیم دی گئی جس کے نتیجے میں کار نبوت اور فریضۂ رسالت اور احکام شریعت سے تعلق رکھنے والے ہزاروں امور کو نہ صرف درس وتدریس، تعلیم وتعلّم اور تبلیغ وتلقین کے ذریعے سے بیان کیا گیا بلکہ اس کے مخاطب حضرات نے اس کو تحریری طور پر بھی محفوظ کیا۔ کسے معلوم نہیں کہ قرآن مجید کی آیات کے علاوہ بیسیوں نوعیت کی تحریریں لکھی گئیں جن میں آپ ﷺ کے مکاتیب' خطبات' معاہدے' صلح نامے' امان نامے' مردم شماریاں' دستور وآئین' سیر ومغازی' عدالتی فیصلہ جات اور آپ ﷺ کے احکام وفرامین کو ضبط تحریر میں لایا گیا۔ جس شخصیت کی خاموشی کو قانون کا درجہ حاصل ہو اس کے تکلم کی سرفرازی کے لیے کیسا ذمہ دارانہ انتظام کیا گیا ہوگا۔ اسے ایمانی سطح پر محسوس کیا جاسکتا ہے اور علمی سطح پر وثائق نبوی ﷺ کے ذخائر میں پورے استناد کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ کی سوانح اور سیرت کے تحفظ کے لیے ایک ایسا علم وجود میں آیا جو آداب ورسوم میں ڈھلتے ڈھلتے علوم الحدیث' علم الانساب اور اسماء الرجال کہلایا۔ جس کی حجیت' قطعیت' ثقاہت اور استناد تاریخ علوم کی سب سے بڑی شہادت اور انفرادیت ہے۔ یوں آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور پیغام سیرت کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے اپنے عمل کے قالب میں نہ ڈھالا ہو اور بعد ازاں اسے تحریری طور پر محفوظ نہ کیا ہو۔ یوں ایک طرف آپ ﷺ کے احکام وفرامین روایات حدیث کے بطور محفوظ کیے گئے' غزوات وسرایا کی تفصیلات کو محفوظ رکھنے کے لیے مغازی لکھے گئے' اور انھیں مجالس میں بیان کیا گیا، انھی سے استفادہ کرتے ہوئے تاریخ وسیر کی کتابیں لکھی گئیں' پھر یہی سیرت شمائل ودلائل کے اسلوب میں پیش کی گئی۔ یوں آپ ﷺ کی سیرت وسوانح علمی اور عملی ہر دو اعتبار سے اس درجہ محفوظ ہوگئی کہ آج اگر کوئی ۱۴۲۸ سال پہلے کے ماحول کو اپنے قلب ونظر میں سمونا چاہے تو اس کی واضح' شفاف اور مستند تصویر اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٹریچر کے ذریعے سے دیکھ سکتا ہے۔ ذرا آپؐ کے شمائل کے صرف اس ایک اقتباس پر توجہ کیجئے جسے اُم معبد رضی اللہ عنہا نے اپنی زبان سے بیان کیا ہے:

''پاکیزہ رُو' کشادہ چہرہ' پسندیدہ خو' نہ پیٹ باہر نکلا ہوا' نہ سر کے بال گرے ہوئے' زیبا' صاحب جمال، آنکھیں سیاہ فراخ' بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن' بلند گردن روشن مردمک' سرگیں چشم' باریک وپیوستہ ابرو' سیاہ گھنگھریالے بال' خاموش وقار کے ساتھ' گویا دل بستگی لیے ہوئے' دور سے دیکھنے میں زیبندہ ودلفریب' قریب سے نہایت شیریں وکمال حسن' شیریں کلام' واضح الفاظ' کلام کمی وبیشی الفاظ سے معرا' تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی' میانہ قد کہ کوتاہی نظر سے حقیر نظر نہیں آتے۔ نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی' زیبندہ نہال کی تازہ شاخ' زیبندہ منظر' والا قدر رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد وپیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے' تو چپ چاپ سنتے ہیں' جب حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں' مخدوم' مطاع' نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو!'' (رحمۃ للعالمین ﷺ ج ا،ص ۱۰۱،۱۰۲)

سیرت نبویؐ پر لکھی گئی سب سے پہلی کتاب جس کا متن آج ہمارے سامنے موجود ہے وہ عروۃ رحمہ اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ''مغازی رسول اللہ ﷺ'' ہے جس کے بعد ابن اسحاق' ابن ہشام' ابن سعد' طبری اور واقدی نے سیرت نگاری کے عمل اور منہج کو وہ بنیادیں فراہم کر دیں کہ جس پر چلتے ہوئے گذشتہ چودہ صدیوں میں سیرت پیمبر ﷺ پر ہزاروں کتابیں دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھی گئیں اور یہ سلسلۂ سعادت ہنوز جاری وساری ہے۔ تقریباً تیس کے قریب چھوٹی بڑی فہارس اور کتابیات صرف کتب سیرت کے حوالے سے موجود ہیں۔ اس تاثر کو برطانوی مستشرق ڈی ایس مارگولیتھ نے اپنی کتاب "Muhammad and the Rise of Islam" میں ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

محمد ﷺ کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا اختتام ناممکن ہے مگر اس شرف میں جگہ پانا لائق اعزاز ہے''۔ مستشرقین نے گذشتہ تین صدیوں میں نبی کریم ﷺ کی سیرت وسوانح پر سیکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے چند ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو چھوڑ کر باقی ذخیرہ ایک معاندانہ اور مخاصمانہ اسلوب میں تحریر کیا گیا ہے۔ مستشرقین کے اس خبثِ باطن کے باوجود حضور ﷺ کی ذات گرامی پوری دنیا میں مقبول ہو رہی ہے اور ہر سال ہزاروں سعید روحیں آپ ﷺ کے دامانِ رسالت میں توحید الٰہی کا نظارہ کرتی ہیں۔ قبولیت اسلام کی یہ لہر مسلسل بڑھ رہی ہے۔ علمی سطح پر اس کی شدید ضرورت ہے کہ ایک طرف قرآن مجید کے تراجم زیادہ سے زیادہ زبانوں میں کیے جائیں تو دوسری طرف آپ ﷺ کی زندہ، باعمل اور اخلاق و پاکیزگی سے معمور سیرت کو دنیا کی ہر زبان میں پیش کیا جائے۔ سیرت کے حوالے سے ایسے ادارے اور اکیڈیمیاں وجود میں آنا چاہییں جو مستشرقین کے اعتراضات کا تحقیق کی روشنی میں مثبت جواب فراہم کریں اور قاموسی سطح پر سیرت کا ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا مرتب کریں جس میں آپ ﷺ کے سوانح، سیرت اور پیغام کے ہر پہلو کو ایک تحقیقی مقالے کی صورت میں لکھا جائے اور اس کے آخر میں معروف اسلوب اور طریق کے مطابق مستند مصادر اور مراجع کی تفصیل بھی فراہم کی جائے۔ اس ضمن میں اصول سیرت اور منہج سیرت پر بہت سنجیدگی سے سائنٹی فک کام کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور ﷺ سے عقیدت و محبت اور ارادت والفت ایک بندۂ مومن کے لیے سرمایہ قلب ونظر اور آپ ﷺ کے اسوۂ کامل کا مکمل اتباع موجب شفاعت ہے۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت کی فضیلت کے باعث امت مسلمہ پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ منہاجِ نبوی ﷺ کے مطابق اسلام کے پیغام کو اس کی کاملیت اور جامعیت کے ساتھ انسانیت کے سامنے پیش کریں۔ اکیسویں صدی عیسوی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے عروج کے اس دور میں دنیا مادیت پرستی کے چنگل میں شکار ہو کر یک رقص ابلیس کا منظر پیش کر رہی ہے۔ انسانیت ایک روحانی افلاس اور اخلاقی غربت کا شکار ہے۔ انسان نے عارضی ذہنی سکون کی خاطر ایک ایسی ثقافت کے مظاہر کا سہارا لے رکھا ہے جو اس کے اضطراب کو مزید بڑھا رہی ہے۔ عصر حاضر کے اس مظلوم اور راہ گم کردہ انسان کو اس کی حقیقی منزل سے آشنا کرانے کے لیے اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے حقیقی سوانح اور سچی سیرت کو عام کریں۔ اس کے لیے تحریر و تصنیف کے علاوہ دوسرے ذرائع ابلاغ سے بھی مدد لینا چاہیے۔ اہل علم اور ارباب تحقیق کو اس سیرت کی پیش کش میں علمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صداقتوں کا سراغ لگانا چاہیے۔ آپ ﷺ کی سیرت جس خلق عظیم کی حامل ہے اس کی شہادت تو قرآن مجید کی آیات بینات میں بھی واضح ہے۔ انسانیت آج کسی نمونۂ عمل اورانسان کامل کی تلاش میں ہے۔ اس صورت حال میں ملت اسلامیہ کے ارباب فکر ونظر، مدارس اور جامعات کے اساتذہ اور علمی اور تحقیقی اداروں کے محققین کو سب سے پہلے جس حوالے سے دین مبین کو پیش کرنا چاہیے وہ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی سیرت کے وہ انوار ہیں جو اسلامی نظریۂ حیات کے ہر پہلو کی ایک مکمل اور جامع تفسیر ہیں:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسیں، وہی طٰہٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رُشدی کی ہرزہ سرائی اور اربابِ مغرب کی پذیرائی ☆

(کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند)

اخبارِ عالم میں بعض واقعات صاعقہ بار ہوتے ہیں جنھیں سن کر یا پڑھ کر دل ودماغ جل بھن اٹھتے ہیں اور ایمان وعقیدت کے جذبات واحساسات مُختَلْ ہوکر طبائع کو پراگندہ اور ملول کر دیتے ہیں۔ ایسی ہی ایک ہوش رُبا اور دل خراش خبر یہ بھی تھی کہ ستمبر ۱۹۸۸ء میں انگلستان کے مرکز لندن سے وائی کنگ (Viking) نامی ایک طباعتی ادارے نے ''شیطانی آیات'' (The Satanic Verses) کے نام سے ایک ناول شائع کیا جس کے مصنف سلمان رشدی نے اس کے نو ابواب میں من جملہ اور گستاخانہ' لچر اور عریاں باتوں کے (نعوذ باللہ) حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں بے ادبی کا ارتکاب کیا ہے۔ ادب کے نام پر بے ادبی' جنس پرستی' فحش نگاری اور دینی حقائق ومعارف کے ساتھ تلاعب اور کھلواڑ کا یہ پلندہ جیسے جیسے مختلف مقامات پر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچا تو اس نے فرزندانِ توحید کے سینوں میں ایک آگ سی لگا دی۔ مشرق ومغرب کے ہزاروں شہروں اور قصبات میں جو احتجاجی لہر پیدا ہوئی وہ بالآخر ایک طوفان کی شکل اختیار کر گئی۔ نتیجتاً بہت سے محبانِ رسالت اور عشاقِ نبوت نے اپنی تاریخی روایت کے مطابق جانوں تک کا نذرانہ ختم المرسلین ﷺ کے حضور پیش کر دیا۔ غیر مسلموں کے حلقے میں بھی بہت سے سنجیدہ حضرات نے مذکورہ ناول کے اندراجات' محتویات اور واقعات کی مذمت کی۔

☆ ماہنامہ ''دعوۃ'' بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد کے اگست ۲۰۰۷ء کے شمارے میں مصنف ممدوح کے اداریے بعنوان ''حرفِ اوّل'' کا مجوزہ عنوان۔ (م۔ ش قمر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احتجاج کی اس لہر میں مختلف علمائے کرام اور دینی رہنماؤں کی طرف سے فتاویٰ جاری ہوئے جن میں ۱۴ فروری ۱۹۸۹ء کو اسلامی جمہوریہ ایران کے مذہبی رہنما آیت اللہ روح اللہ خمینی کے فتویٰ کو ایک عالمگیر شہرت ملی۔ اس فتویٰ میں انھوں نے کتاب کو اسلام کے خلاف ایک گستاخانہ عمل (Blasphemous against Islam) قرار دیا۔ انھوں نے مصنف کا سر قلم کرنے کی سفارش کی اور ایسا کرنے والے کے لیے تیس لاکھ ڈالر کی ایک خطیر رقم کے انعام کا اعلان بھی کیا۔ رشدی نے پولیس کی حفاظت میں روپوشی اختیار کرلی، ۹ر مارچ ۱۹۸۹ء کو اس قضیے کے نتیجے میں برطانوی حکومت نے مملکت ایران سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کرلیے۔ مشرق و مغرب میں اس کتاب کے حوالے سے مثالی اور تاریخی احتجاج ہوا۔ اس کتاب کو فروخت کرنے والے شوروموں پر حملے بھی ہوئے۔ مختلف احتجاجی جلسوں اور ریلیوں میں اس کتاب کے نسخے جلائے گئے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ ان آنے والے سالوں میں رشدی کے علاوہ اس کے خاندان کے کسی فرد کو ڈرایا یا دھمکایا نہیں گیا حتیٰ کہ اس کی والدہ جوان سالوں میں کراچی کے شہر میں مقیم تھی اس سے کسی قسم کا انتقام روا نہ رکھا گیا۔

اس سلسلے میں راقم کو تاریخ اسلامی کا وہ واقعہ یاد آیا کہ غزوۂ احد میں حضور ختمی مرتبت ﷺ نے اپنی تلوار فضا میں لہرائی اور ارشاد فرمایا کہ میری اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اس سعادت کو حاصل کیا اور مومنانہ شجاعت کا حق ادا کردیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام نے اس غزوے کے اختتام پر ابو جانہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب تم دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے ان کے عقب تک پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ تم نے ایک نوجوان پر تلوار کو سونتا اور پھر تلوار کے وار کو خود ہی روک کر اوپر اٹھالیا' اس طرز عمل کا کیا خاص سبب تھا؟ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نوجوان نے اپنے سر اور چہرے پر ڈھاٹا باندھا ہوا تھا' اس کا چہرہ کپڑے کے ساتھ لپٹا ہونے کے باعث اس کی پہچان مشکل تھی۔ وہ مسلسل اپنے ساتھیوں کو جنگ کے لیے ابھار رہا تھا۔ جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو اس کی چیخ نکل گئی جس سے مجھے اندازہ ہوگیا کہ یہ ایک عورت کی چیخ ہے، سو میں نے تلوار کا وار دفعتاً روک لیا کہ اگر یوں اس کی کھوپڑی اڑ گئی تو حضور ﷺ کی تلوار کو بٹہ لگ جائے گا۔ اسلامی آداب جنگ کا یہ پہلو کس قدر سبق آموز اور تابناک ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمان رشدی کی اس مذموم اور گستاخانہ کتاب کے خلاف جو ردِعمل پیدا ہوا' اس کی مختلف سطوح ہیں' جن کی تفصیل اور ریکارڈ ہمارے سامنے موجود ہے۔ ذرائع ابلاغ میں یہ اپنے عہد کا سب سے زیادہ اختلاف افروز واقعہ تھا۔ اس کے ردِعمل میں سیکڑوں کانفرنسیں' احتجاجی جلسے اور ریلیاں منعقد ہوئیں۔ مختلف ممالک کے رسائل و جرائد اور اخبارات میں ایک علمی اور تحقیقی بحث کا آغاز ہوا۔ اظہار رائے کی آزادی کے حق کے سلسلے میں قانونی اور دستوری بحثوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ بین المذہبی مکالمے کے ذریعے سے اس نوعیت کی سنگین اور گستاخانہ تحریروں پر بندش کی تحریکیں چلیں۔ قانون بین الاقوام میں اس نوع کے واقعات کی روک تھام کے لیے قانون سازی پر توجہ دلائی گئی۔ پاکستانی میڈیا میں اس واقعے کے پلاٹ پر مشتمل ایک جذبات آفریں فلم بنائی گئی جس کے بارے میں راقم کو بتایا گیا کہ اس فلم کے آخر میں رشدی کو اس حالت میں دکھایا گیا کہ اس کے جسم پر قرآن' زبور' تورات اور انجیل کی نورانی شعاعیں گر رہی تھیں جس سے اس گستاخ کا جسم جل کر بھسم ہو گیا۔ اس فلم پر برطانوی حکومت نے بین لگایا مگر یہ نجی سطح پر مغرب کے حلقوں میں بہت مقبول رہی مگر عملاً رشدی آج بھی يَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (البقرۃ ۲:۱۵) (اور یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے چلے جاتے ہیں) کی تصویر بنا ہوا ہے۔

مزید گفتگو سے قبل اس گستاخانہ اور مذموم کتاب کے مصنف کے احوال کے بارے میں معلوم کرنا چاہیے۔ سلمان رشدی ۱۹ جون ۱۹۴۷ء کو بمبئی میں والدین کے اکلوتے بیٹے کی حیثیت سے پیدا ہوا۔ اس کے والد انیس احمد رشدی کیمبرج یونیورسٹی سے فارغ التحصیل تھے جنھوں نے ابتدا میں وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور بعد میں کاروبار شروع کر دیا۔ اس کی والدہ نگین بٹ ایک ٹیچر تھی۔ رشدی نے کیتھیڈرل' رگ بائی اور جان کونان سکول بمبئی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ کنگز کالج کیمبرج میں تاریخ کا مطالعہ کیا۔ ایک ہمہ وقتی مصنف بننے سے قبل اس نے دو اشتہاری ایجنسیوں میں ملازمت کی اور ایک ایکٹر یا اداکار کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔

رشدی کی زندگی کے احوال پر نظر ڈالی جائے تو وہ ایک ذہنی اور جنسی مریض دکھائی دیتا ہے۔ اس نے عیاشیانہ زندگی گزارنے کے لیے متعدد عورتوں سے تعلقات استوار کیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر چار مختلف عورتوں سے باقاعدہ ازدواجی تعلقات اختیار کیے۔اس کی پہلی محبوبہ اور بیوی کلیریسالارڈ (Clarissa Luard) تھی جس کے ساتھ اس کے تعلقات ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۷ء تک قائم رہے۔محبت کی اس یادگار کے نتیجے میں ایک بیٹا ظفر رشدی پیدا ہوا۔اس کی دوسری محبوبہ امریکی ناول نگار میری آن وگنز (Marianne Wiggins) تھی جو اس کی زندگی میں ۱۹۸۸ء میں داخل ہوئی اور شادی تک نوبت پہنچی مگر ۱۹۹۳ء میں طلاق ہوگئی۔اس کی تیسری شادی الزبتھ ویسٹ سے ہوئی جو ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۴ء تک قائم رہی اور اس سے ایک بیٹا میلان رشدی کے نام سے پیدا ہوا۔۲۰۰۴ء میں اس کا جنسی تعلق ہندوستان کی ایک فلم ایکٹریس اور ماڈل گرل پدمالکشمی سے ہوا۔۲ جولائی ۲۰۰۷ء کو ان کے درمیان بھی علیحدگی کا اعلان ہو چکا ہے۔۱۹۹۹ء میں اس کی آنکھوں کا ایک آپریشن ہوا کیونکہ اس کو اپنی آنکھیں کھولنے میں دقت محسوس ہوتی تھی۔ اسے اپنے ملحدٗ بے خدا اور سیکولر ہونے پر خوشی اور ناز ہے۔اپنی ملحدانہ اور مذہب دشمن تحریروں کے باعث اسے سیکولر مغربی حلقوں اور ثقافتی مراکز میں بہت پذیرائی حاصل رہی۔وہ ان حلقوں میں کتنا مقبول تھا اس کا اندازہ ۱۲ مئی ۲۰۰۶ء کو منعقد ہونے والے چارلی روز شو (The Charlie Rose Show) کے مہمان خاص کی حیثیت سے لگایا جا سکتا ہے جہاں اس نے فلم ساز دیپامہتہ سے انٹرویو لیا جس کی ایک فلم ”Water“ پر مذہبی حلقوں نے شدید احتجاج کیا تھا۔

رشدی کے خیالات اپنے عالم نوجوانی سے ملحدانہ رہے ہیں۔وہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا مگر ارتداد کا مرتکب ہوا۔اس نے صرف مذہب سے ہی بغاوت نہیں کی بلکہ مذہبی اقدار اور دینی شعائر کا سنگین مذاق بھی اڑایا۔اگر اس کی شخصیت اور ذہن کی تحلیل نفسی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بمبئی کے زمانۂ تعلیم کے دوران میں وہ ایک ذہنی اور جنسی مریض بن چکا تھا۔دینی اور اخلاقی رویے اس کے بگڑے ہوئے مزاج میں رکاوٹ بنتے تھے لہٰذا اس نے اس قدر کو مٹانے کا فیصلہ کر لیا جو اس کے ذہنی اور جسمانی تلذذ کے راستے کی رکاوٹ تھی۔اس مقصد کے لیے اس نے ایسے پلاٹ تراشے اور ایک ایسا اسلوب اختیار کیا جو اہل مغرب کے اسلام دشمن رویوں کی تسکین کا سامان فراہم کر سکتا تھا۔اس کے ارتداد اور اسلام دشمن رویے کی سب سے زیادہ تعریف اور تحسین یہودی اداروں اور تنظیموں نے کی۔یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادارے اس سے پہلے اور اس کے دوران میں بھی ایسے نام نہاد مسلمانوں کی ہمہ نوع پذیرائی کا اہتمام کرتے رہے ہیں جو اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے کا فن جانتے ہوں۔ اس فنی کثافت میں جس قدر کمال حاصل ہوتا ہے اسی درجے میں اس کی مالی اور معاشرتی پذیرائی کی جاتی ہے۔ تسلیمہ نسرین اور رُشدی اس کے محض دو نمایاں مہرے ہیں ورگرنہ اس حمام میں بہت سے اخلاق باختہ لوگوں سے متعارف ہوا جا سکتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ ملت اسلامیہ کے ڈیڑھ ارب افراد کے دل زخمی کرنے کے انعام کے بطور ابھی تک رشدی کو بیس کے قریب ایوارڈز سے نوازا گیا ہے۔ جن اداروں نے اس پذیرائی اور عزت افزائی کا اہتمام کیا ان کی فہرست سے ان کی ''حسن نیت'' یا خبث باطن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ہمارے محترم قارئین اس مرحلے پر یہ جاننا پسند کریں گے کہ آخر وہ کون سا علمی، یا ادبی یا تخلیقی کارنامہ ہے جس کے باعث سلمان رشدی کو بیس کے قریب ایوارڈ دیے گئے اور جو کسر باقی رہ گئی تھی اسے حکومتِ برطانیہ نے ۱۶ جون ۲۰۰۷ء کو نائٹ ہڈ (Knighthood) کا خطاب دے کر پورا کر دیا جو اسے ملکۂ برطانیہ کی سالگرہ کے موقع پر پیش کیا جا چکا ہے۔

رشدی کی پہلی اور باقاعدہ تحریر وہ ناول ہے جو اس نے ۱۹۷۵ء میں گرائمس (Grimus) کے نام سے لکھا۔ اس میں قدرے سائنس فکشن کا اسلوب بھی تھا لیکن اس نے اپنے ملحدانہ خیالات کا اس میں بھرپور اظہار کیا۔ تاہم اس ناول کو کسی ادبی حلقے میں کوئی پذیرائی نہ ملی، البتہ برطانیہ کے اعلیٰ گھرانوں تک اس کی رسائی ہوگئی۔ ایسے برطانوی جنھیں اسلام کے کسی بھی پہلو کی تضحیک سے تسکین ملتی ہے، رشدی نے ان کے اسلام دشمنی کے جذبات کے لیے تسکین کا سامان پیدا کر دیا۔ ۱۹۸۱ء میں اس کا دوسرا ناول مڈنائٹ چلڈرن (Midnight's Children) کے نام سے شائع ہوا۔ اس ناول سے رشدی کی حقیقی شہرت اور مہارت کا آغاز ہوا۔ اس تحریر پر اُسی سال بوکر پرائز (Booker Prize) ملا اور پھر ۱۹۹۳ء میں ایک مزید انعام کا اعلان کیا گیا۔ اس ادارے سے زیادہ تر ایسے مصنفوں کو انعام دیا جاتا ہے جو مسلمان ہو کر اسلامی اقدار اور دینی شعائر کا مذاق اڑا سکیں۔ رشدی مغرب کے قارئین کی اس ضرورت کو بخوبی سمجھ گیا اور اس نے اپنے تمام ناولوں کے پلاٹ ایسے ہی مذموم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مقاصد کو پورا کرنے کے لیے وضع کیے۔ ۱۹۸۳ء میں شیم (Shame) کے عنوان سے رشدی نے ایک ایسا ناول لکھا جس میں تشکیل پاکستان کے بعد اس کے سیاسی اضطراب اور انتشار کے دو کرداروں ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل محمد ضیاء الحق کے حوالے سے پاکستان کے وجود پر گہری طنز کی گئی ہے۔ اس کے اسلوب سے پاکستان کی اہانت اور رسوائی کا پہلو پیدا ہوتا ہے۔ اہلِ مغرب نے اسلام سے منحرف رشدی کی اس کاوش پر دل کھول کر داد دی۔ اس ناول سے اندازہ ہوتا ہے کہ رشدی کو صرف اسلامی عقاید سے ہی نہیں پاکستان جیسے ایک اسلامی ملک سے بھی کس قدر نفرت ہے۔ اس ناول کو بھی کئی اعزازات سے نوازا گیا۔ رشدی نے ایک سفر نکاراگوا (Nicaragua) کا بھی کیا اور اس کے مشاہدات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ناول "The Taguar Smile" کے نام سے لکھا۔ ۱۹۸۸ء میں اس کا سب سے زیادہ تکلیف دہ اور تضحیک آمیز ناول ''شیطانی آیات'' (The Satanic Verses) کے نام سے شائع ہوا۔ یہی وہ ادب کے پیرائے میں بے ادبی کا سب سے بڑا شاہکار ہے جو گزشتہ بیس سال سے مسلمانوں کے دل و دماغ میں ایک اضطراب پیدا کیے ہوئے ہے۔ اس گستاخیوں کے پلندے نے رُشدی کو غیر مسلم دنیا کا ہیرو بنا دیا ہے۔ وہ کام جسے گذشتہ چودہ صدیوں سے سارے اسلام دشمن مل کر انجام دے رہے تھے، اس نابکار نے اس مضمون کو پھر ایک دفعہ دہرا کر ان کے خبثِ باطن پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے ادیب بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ اس ناول کا مضمون کوئی نیا نہیں ہے۔ ماضی قریب میں سر ولیم میور (Sir William Muir) ۱۹۰۵-۱۸۰۹ نے اپنی چار جلدوں پر مشتمل کتاب "Life of Mahomet" میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ مستشرقین کے ہاں اس موضوع سے دلچسپی بہت نمایاں دکھائی دیتی ہے۔

رشدی نے اپنے اس ناول کے عنوان کے بطور ایک ایسے واقعے کا سہارا لیا ہے جسے مستشرقین کے ہاں گذشتہ کئی صدیوں سے سلسلۂ وحی کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ سورہ النجم ایک مکی سورت ہے جو پانچ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب کچھ مسلمان کفار مکہ کی تکالیف سے پناہ لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حبشہ ہجرت کر چکے تھے۔ اس دوران میں کفار مکہ آپ ﷺ کے خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح طرح کا منفی پراپیگنڈہ کرنے میں مصروف تھے اور یہ بات مشہور کرتے تھے کہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ بہک گئے ہیں اور لوگوں کو گم راہ کر رہے ہیں۔ جب آپ ﷺ انھیں قرآن سنانے کی کوشش فرماتے تو وہ شور مچانا شروع کر دیتے تھے۔ ایک روز آپ ﷺ حرم کعبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ قریش کے بہت سے افراد جمع ہیں۔ آپ ﷺ نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے سورہ النجم کی تلاوت کی۔ کلامِ الٰہی کی تاثیر کا کچھ ایسا منظر سامنے آیا کہ وہ اس روز کوئی حرکت نہ کر سکے بلکہ آپ ﷺ نے اسی سورہ کے اختتام پر سجدہ کیا تو تمام کفار بھی سجدہ میں گر گئے۔ اب انھیں پریشانی لاحق ہوئی کہ دوسروں کو کیا جواب دیں گے تو انھوں نے یہ جھوٹی بات بنائی کہ ہمیں تو یہ آیات سنا دی تھیں حالانکہ اصل آیات یوں تھیں:

﴿اَفَرَئَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی۔ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی۔ اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی﴾ (النجم۵۳:۱۹تا۲۱)

''اب ذرا بتاؤ، تم نے کبھی اس لات اور اس عزیٰ اور تیسری ایک اور دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا؟ کیا بیٹے تمھارے لیے اور بیٹیاں خدا کے لیے؟''

مشرکین مکہ نے آخری آیت کا متن یوں تبدیل کر کے بیان کیا: تِلْكَ الْغَرَانِقَةُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْجٰی جس کے معنی یہ ہیں کہ ''یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں اور ان کی شفاعت ضرور متوقع ہے۔''

قریش مکہ کے اپنے نفسیاتی بچاؤ کے لیے کہے جانے والے ان الفاظ اور جملوں کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سورہ النجم کے سیاق وسباق سے کوئی تعلق نہیں۔ داخلی سطح پر غور کیا جائے تو ایک انصاف پسند آدمی فوری طور پر جان لے گا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ قریش کے اس خود ساختہ الہام کے بعد اس مضمون سے متضاد اور ہٹی ہوئی بات کہی جائے۔ سورہ النجم کی اکیسویں آیت کا اسلوب اور مضمون کہ ''کیا بیٹے تمھارے لیے ہیں اور بیٹیاں خدا کے لیے'' خود اس واقعہ کی بناوٹ اور صناعی کو واضح کر دیتا ہے۔ مستشرقین نے اس واقعہ کو خوب اچھالا ہے اور تصور کر لیا ہے کہ گاہے گاہے کچھ شیطانی آوازیں (نعوذ باللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کے کانوں میں پڑتی تھیں اور آپ ﷺ انھیں بیان کر دیتے تھے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس کی بنا پر رشدی نے اپنے اس ناول کا عنوان ہی (The Satanic Verses) ''شیطانی آیات'' رکھا ہے۔ ناول کے متن کی حماقتیں، بوالعجبیاں اور خرافات تو اپنی جگہ، اس کا عنوان ہی مصنف کی ذہنی، نفسیاتی اور اخلاقی صورت حال کا واضح غماز اور ترجمان ہے۔

۵۴۷ صفحات پر مشتمل اس ناول میں کل نو ابواب ہیں جن کی ترتیب یہ ہے:

(1) The Angel Gibreel (2)Mahound (3)Ellowen Deeowen (4)Ayesha (5)A City Visible but Unseen(6) Return to Jahilia (7)The Angel Azraeel (8)The Parting of the Arabian Sea (9)A Wonderful Lamp.

اس ناول میں ماضی کی تاریخ کی بہت سی شخصیات کی شان میں دریدہ ذہنی کا مظاہرہ اور عفت مآب شخصیات کی تضحیک کا سامان فراہم کیا گیا ہے اور اس ضمن میں فرشتوں، انبیائے کرام، مُخدَّرات اور پارسا خواتین، مقدس کتب اور تاریخی شخصیات کا صریحاً مذاق اڑایا گیا ہے۔ اظہار رائے کی آزادی کے نام پر اخلاق سوز اور شرم ناک اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ ادبی، فنی اور تکنیکی اعتبار سے اس کتاب کو خود مغرب کے بہت سے نقادوں نے کمزور، لچر اور بیہودہ قرار دیا ہے۔ ٹی بی اروِنگ (T.B.Irving) نے مئی ۱۹۸۹ء میں اس ناول پر تنقید و تبصرہ کرتے ہوئے نو صفحات پر مشتمل طویل مضمون تحریر کیا ہے، جو کراچی سے شائع ہونے والے ایک سہ ماہی انگریزی میگزین ''Islamic Order'' اشاعت ۱۹۸۹ء میں بھی شائع ہوا، پورا مضمون قابل توجہ اور لائق اعتناء ہے، جس میں ہر اعتبار سے ناول اور ناول نگار دونوں کی تنقیص اور بودے پن کو واضح کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے چوتھے پیراگراف کی ابتدائی چھ سطور ملاحظہ ہوں:

> The novel should not be censored but ignored. The Satanic Verses is a dirty book and worse, it mocks sacred matters delibrately in two chapters (ii and vii) at

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

least; the novel, plainly put, is vulgar and offers offence to most Muslims. The author probably calculated this effect in order to give his work publicity, but he misjudged the sudden force of its rejection by the islamic world. Salman Rushdie is third brush with the censors has surpassed his wildest nightmares and he, hopes filled his bank account, so he can now retire to Mustique in the Caribbean."

(The Rushdie confrontation;A clash in values.P43)

ٹی بی ارونگ نے مذکورہ پیراگراف میں رشدی کے ناول کے جس دوسرے باب کا ذکر کیا ہے یہ (نعوذ باللہ) (MAHOUND) ان لفظوں میں سے ایک ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت کے منفی پہلوؤں کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ایسے ہی کئی دوسرے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں جن میں سر ولیم میور نے MAHOMET استعمال کیا ہے جبکہ MAUMET اور MAMMET بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔پیش نظر رہے کہ تبادلۂ حروف (Transliteration) کے اعتبار سے آپ ﷺ کے اسم گرامی ''محمد ﷺ'' کا ان میں سے کوئی بھی متبادل نہیں ہے'تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ ''انصاف پسند'' مغربی مصنفین اور محققین ایسا کیوں کرتے ہیں۔ان الفاظ کے سلسلے میں مجمع ملک فہد (مدینہ منورہ) میں قرآن کمپلیکس کے ٹیکنیکل اور لینگویج ایڈوائزر ڈاکٹر ف۔عبدالرحیم اپنی لسانیات کے مباحث پر مشتمل کتاب میں لکھتے ہیں:

''انگریزی میں ایک لفظ maument یا mammet ہے۔اس کے متعدد معانی ہیں'ان میں سے ایک ''بت'' ہے جیسا کہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے'یہ عبارت ۱۶۰۸ء کی ہے:

Such images and mammets were found in lacobs house.

بت کے علاوہ یہ (لفظ) گڑیا کے لیے بھی بولا جاتا ہے'چنانچہ شیکسپیئر کہتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

This is not world to play with Mammets.

(Henry v, Part i,ii,iii,95.)

یہ لفظ کسی کی تحقیر و تذلیل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ شیکسپیئر کہتا ہے:

A wretched pulling foole

A whining Mammet.(Romeo and Juliet,iii,v,186)

یہ لفظ ایک لفظ نہیں، بلکہ تاریخ کی ایک ضخیم کتاب ہے، یورپی نصاریٰ کے تعصب کی تاریخ، ان کی جہالت کی تاریخ، اسلام اور نبی کریم ﷺ سے ان کی عداوت کی تاریخ۔ یہ لفظ (Mammet) نبی کریم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کو بگاڑ کر بنایا گیا ہے۔''

(پردہ اٹھادوں اگر چہرۂ الفاظ سے..... ڈاکٹر ف، عبدالرحیم، بیت الحکمت، لاہور ص ۲۹۔۳۰)

شاتم رسول رشدی کے ناول کے دوسرے باب کے عنوان سے اس کی ذہنیت اور ارادوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ بہت سے انصاف پسند مغربیوں نے بھی اس کے فن، اسلوب، زبان اور ٹیکنیک پر تنقید کی ہے۔

آیئے ذرا اس سلسلے میں مختلف مغربی اور غیر مسلم دانش وروں اور نقادوں کی آرا کا جائزہ لیں۔ بھارتی دانش ور خشونت سنگھ کے نام اور کام سے کون واقف نہیں ہے۔ وہ اس ناول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Even as a novel,The Satanic Verses" is not readable".

''ایک ناول کی حیثیت سے بھی ''شیطانی آیات'' لائق مطالعہ نہیں ہے''۔

ایک دوسرے بھارتی دانش ور اور ممتاز صحافی ارن شرما نے اس ناول کی بابت لکھا ہے:

"Third rate theme by a second rate author".

''تیسرے درجے کے موضوع پر دوسرے درجے کا مصنف''۔

ایک برطانوی نقاد آبے رون واف (Auberon Waug) کی اس ناول کے بارے میں رائے ملاحظہ کیجیے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"Mr. Salman Rushdie deserves to be punished for (his) bad English."

''رشدی اپنی خراب انگریزی کے باعث سزا کا حق دار ہے''۔

نائٹ ہڈ کا خطاب دینے والے برطانیہ کے ایوان پارلیمنٹ کے سربراہ جیک اسٹرا کا یہ اعتراف لائق توجہ ہے کہ رشدی کی کتاب فراست سے عاری ہے۔ اپنے ذوق مطالعہ کی وضاحت کرتے ہوئے انھوں نے بیان کیا کہ میں جب کسی کتاب کا مطالعہ شروع کرتا ہوں تو اس کو ختم کیے بغیر نہیں رہتا، مگر میں اس کی The Satanic Verses کا مطالعہ کرنے کی کوشش میں ناکام رہا۔ یہ کتاب گنجلک، مبہم اور فراست سے عاری ہے۔ جیک اسٹرا نے پارلیمنٹ کے ارکان کو بتایا کہ اس ایوارڈ سے جو تشویش پیدا ہوئی ہے، وہ قابل فہم ہے۔ مغرب میں شخصی حقوق کا تصور موجودہ صدیوں کی پیداوار ہے۔ ان حقوق میں جس کو بہت زیادہ فوقیت دی جاتی ہے، وہ اظہار رائے کی آزادی ہے۔ اظہار رائے کا حق اور احترام بجا ہے مگر اس سلسلے میں یہ تمثیل پیش نظر رہنی چاہیے کہ آپ کو اپنے ہاتھ میں چھڑی لے کر بے تکلفی سے اسے گھمانے کی اجازت ہے مگر یہ آزادی اس مقام پر محدود ہو جاتی ہے جہاں کسی دوسرے کی ناک شروع ہوتی ہے۔ کیا تہذیبی اور ثقافتی پندار میں مبتلا مغرب اور اس کے فکر و دانش اس امر کو اظہار رائے کی آزادی پر محمول کریں گے کہ دوسرے مذاہب و ادیان کے شعائر، اکابر، مقدس کتب اور اقدار و روایات پر طنز، تضحیک، استہزا اور تمسخر سے کام لیا جائے۔ اور کیا اس سلسلے میں ان کے ہاں اپنی مذہبی اور اخلاقی اقدار و روایات اور عقاید کے ساتھ یہ طرز عمل جائز ہوگا۔ جہاں تک اسلامی شریعت کا تعلق ہے اس میں اس نوعیت کی ہرزہ سرائی، ہذیان اور مذبوحی حرکات کو سرے سے ناپسندہ عمل تصور کیا گیا ہے۔ اس موقع پر ہم قرآن مجید کی آیات بینات میں درج اسلامی موقف کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام ۶:۱۰۸)

''اور (اے مسلمانو) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، انھیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بناپر اللہ کو گالیاں دینے لگیں‘‘۔

اسلامی عقاید کی رو سے ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ، فرشتوں، مقدس الہام شدہ کتابوں اور اس کے انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لائے اور ان کی کامل تکریم کرے۔ کوئی مسلمان اس بات کا تصور نہیں کرسکتا کہ وہ کسی مذہبی کتاب یا کسی رسول کے بارے میں کسی نوعیت کی گستاخی یا زبان درازی کا احساس تک بھی دل و دماغ میں لائے۔ مسلمانوں کا یہ موقف قرآن مجید میں یوں بیان ہوا ہے:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۵)

’’رسول ﷺ اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں انھوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ’’ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے‘ ہم نے حکم سنا اور اس کی اطاعت قبول کی‘ مالک ہم تجھ سے خطابخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے‘‘۔

یہ محض اسلام اور مسلمانوں کا موقف ہی نہیں بلکہ عالم اسلام نے گذشتہ چودہ صدیوں میں اس پر عمل درآمد بھی کیا ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب یا معاشرہ ایسی رواداری‘ احترام باہمی یا شعائر کی تقدیس کا ریکارڈ پیش نہیں کرسکتا جیسا کہ مسلمانوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ فقط اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے کہ صدیوں تک غیر مسلم افراد اسلامی مملکتوں کے اعلیٰ ترین مناصب پر بھی سرفراز ہے۔ اس ضمن میں دوسرے مذاہب کے دانش وروں کی تحریروں کا ایک بہت بڑا ریکارڈ ہمارے سامنے ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ انبیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مقدس کتابوں کی تضحیک کے سلسلے میں صرف رشدی جیسے ملعون ہی اپنے قلم کو آلودہ نہیں کر رہے بلکہ بعض مذاہب کے مقتدر رہنما بھی اپنی زبانوں کو ناپاک کر رہے ہیں۔ یہ اور زیادہ دکھ کی بات ہے کہ ایسا غیر مہذب رویہ اختیار کرتے ہوئے بھی وہ بین المذہبی مکالمے اور رواداری کا درس دیتے ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ کچھ عرصہ قبل عالم عیسائیت کی عظیم شخصیت پوپ بینی ڈکٹ نے جرمنی کی ایک یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں ایسا ناروا اسلوب اختیار کیا اور تاریخی صداقتوں کے برعکس ایسی باتوں کا اظہار کیا جس سے کروڑوں مسلمانوں کے دل زخمی ہوئے۔ ایسے رویوں کی تردید صرف ہم مسلمان نہیں کرتے بلکہ ایک نامور اسرائیلی دانش ور اور اسرائیلی تحریک گش شلوم کے قائد یوری ایونری (Uri Avenry) نے بھی اس کے خلاف اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے' جس کا صرف اقتباس پیش خدمت ہے:

There is no evidence whatsoever of any attempt to impose Islam on the Jews. As is well known, under Muslim rule the Jews of Spain enjoyed a bloom the like of which the jews did not enjoy anywhere else until almost our time. Poets like Yehuda Halevy wrote in Arabic, as did the great Maimonides. In Muslim Spain, Jews were ministers, poets, scientists. In Muslim Toledo, Christian, Jewish and Muslim scholars worked together and translated the ancient Greek philosophical and scientific texts. That was, indeed, the Golden Age. How would this have been possible, had the Prophet decreed the "spreading of the faith by the sword"?

What happened afterwards is even more telling. When the Catholics re-conquered Spain from the Muslims, they

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

insitiuted a reign of religious terror. The Jews and Muslims were presented with a cruel choice: to become Christians, to be massacred or to leave. And where did the hundreds of thousand of Jews, who refused to abandon their faith, escape? Almost all of them were received with open arms in the Muslim countries.

''ایسی کوئی مثال کہیں بھی موجود نہیں کہ یہودیوں پر زبردستی اسلام قبول کرنے کی کوئی معمولی سی بھی کوشش کی گئی ہو۔ یہ بہت واضح ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کے دوران میں ہسپانیہ کے یہود نے بہت عیش کی جس کی مانند یہود نے آج تقریباً ہمارے زمانے تک کسی اور جگہ ایسے لطف نہیں اٹھائے۔ یہودا ہیلوی جیسے شاعر نے عربی میں لکھا اور اسی طرح عظیم میمونیڈز نے کیا۔ مسلم ہسپانیہ میں یہودی وزیر شاعر اور سائنس دان تھے۔ مسلم طولیدو میں عیسائی، یہودی اور مسلمان سکالرز نے باہمی تعاون سے قدیم فلسفۂ یونان اور سائنسی متون کے ترجمے کیے۔ یہ حقیقتاً ایک دور تھا اور (یہ سب کچھ) کیسے ممکن تھا اگر پیغمبر ﷺ (اسلام) نے دین پھیلانے کے لیے تلوار کے استعمال کا حکم دیا ہوتا۔ اس کے بعد جو کچھ ظہور پذیر ہوا' وہ تو اور بھی واضح ہے۔ جب کیتھولک مذہب کے حواریوں نے ہسپانیہ کو دوبارہ فتح کیا تو انھوں نے مذہبی دہشت کا بازار گرم کر دیا۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے سامنے ایک ظالمانہ انتخاب رکھا گیا کہ عیسائیت کو قبول کر لو' قتل عام کے لیے تیار ہو جاؤ یا پھر بھاگ جاؤ۔ پھر لاکھوں یہودی جنھوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کرنے سے انکار کر دیا' کہاں بھاگے؟ ان سب (یہودیوں) کا خندہ پیشانی سے مسلم ممالک میں استقبال کیا گیا۔''

یاد رہے کہ ویٹی کن کے پوپ بنی ڈکٹ نے چودھویں صدی عیسوی کے بازنطینی حکمران شاہ مینویل دوم کے حوالے سے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اپنے خطاب میں یہ الفاظ دہرائے تھے:

''مجھے دکھاؤ محمد ﷺ جو کچھ لائے تھے' اس میں کیا چیز نئی تھی' اس میں تمھیں صرف بدی اور غیر انسانی امور ملیں گے' جیسے ان کا یہ فرمان کہ جس عقیدے کی وہ تبلیغ کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے' اسے تلوار سے پھیلایا جائے''۔

مغرب یوں تو صدیوں سے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف ایک معاندانہ اور گاہے گستاخانہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہے مگر حالیہ چند سالوں سے اس کے طرز عمل میں ایک ایسی شدت پیدا ہوگئی ہے جس سے آئے دن کروڑوں مسلمانوں کے دل زخمی ہوتے ہیں اور پھر وہ اپنی دینی حمیت اور غیرت کے باعث جب اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں تو اسے انتہا پسندی اور گاہے دہشت گردی کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ مغرب مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتا۔ وہ ایسے ادیبوں' مصنفوں' مصوروں اور صحافیوں کی ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کی سرپرستی' حوصلہ افزائی اور پذیرائی کرتا ہے جو اسلام' قرآن یا پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اپنے خبث باطن کا اظہار کریں۔ ایسی گستاخانہ نگارشات اور خاکوں وغیرہ کو وہ اظہار رائے کی آزادی کا حق قرار دیتا ہے۔ بنگلہ دیش کی گستاخ تسلیمہ نسرین کو بھی اظہار رائے کی آزادی کا بین الاقوامی ایوارڈ دیا جا چکا ہے۔ ڈنمارک کے جس اخبار نے آپ ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کیے' اس کے ایڈیٹر کو خصوصی ایوارڈ سے نوازا جا چکا ہے۔ اسی طرح ہالینڈ کے فلم ساز ''وین گوگ'' نے ایک ماڈل خاتون کے برہنہ جسم پر قرآنی آیات تحریر کرا کر کے اسے آرٹ کا شاہکار قرار دیا۔

ملعون رشدی کے ناول ''شیطانی آیات'' کی اشاعت پر جو عالمی سطح کا احتجاج ہوا' اس احتجاج کی لہر میں برطانیہ میں بسنے والے سولہ لاکھ مسلمان بھی شامل تھے' جنھوں نے اس گستاخانہ کتاب کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ کیا۔ اس جائز مطالبے پر برطانوی دارالامراء نے ۱۹۹۸ء میں ایک سلیکٹ کمیٹی تشکیل دی مگر اس کی رپورٹ سے مغرب کی رواداری' کشادہ ظرفی' وسیع المشربی اور تہذیب وشائستگی کے معیار کا اندازہ ہوتا ہے۔ مغرب کیسے دوہرے معیار کا حامل ہے اس کا اندازہ مذکورہ کارروائی کی رپورٹ سے لگایا جا سکتا ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ:

The English legal system recognises blasphemy only against the Christian faith. The law is narrower in scope and protects the church of England.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''انگریز کا قانونی نظام صرف عیسائی عقیدے کے خلاف گستاخی کے ارتکاب کو تسلیم کرتا ہے۔اس سلسلے میں قانون اپنی محدودیت کے باعث صرف انگلستان کے چرچ کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔''

اس صورت حال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مغربی اخلاقیات کا معیار کیا ہے؟ ۱۶؍جون ۲۰۰۷ء کو سلمان رشدی کو نائٹ ہڈ کا جو خطاب دیا گیا ہے۔اس کا سبب اس کی ادبی خدمات کو قرار دیا گیا ہے۔ان خدمات کے بارے میں ہم مشرق و مغرب کے کچھ غیر مسلم ادیبوں' نقادوں اور دانش وروں کی آراء کو درج کر چکے ہیں۔رشدی کے ناولوں سے انسانیت کو کس نوعیت کا پیغام ملتا ہے'اگر اس کثافت' فحاشی' اہانت' گستاخی' تضحیک اور تمسخر بھرے اسلوب کا نام اعلیٰ ادبی خدمات ہیں تو پھر مغرب کے ادبی ذوق پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔اس موقع پر معروف ڈراما نگار اور ادیب جارج برنارڈ شا (George Bernard Shaw) کی اس رائے کو مغرب کی اصلاح کے لیے درج کیا جاتا ہے:

I shall not raise a single finger for the sake of the art whcih does not do any good to mankind.

''میں ایسے فن کی خاطر اپنی ایک انگلی اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں گا جو بنی نوع انسان کے لیے نفع مندی کا کوئی سامان نہیں رکھتا''۔

افسوس کہ ملکۂ برطانیہ' وزیر اعظم انگلستان اور نائٹ ہڈ کی جیوری کے جملہ ارکان اس شعورِ نبوت سے بے خبر ہیں جو انسانیت کی اعلیٰ اخلاقی اور روحانی اقدار کی ضمانت فراہم کرتا ہے بلکہ وہ تو عظمت نبوت اور احترام رسالت کے موضوع کے حوالے سے بھی غبی اور کودن ہیں۔بلیوں اور کتوں سے محبت رکھنے والا مغرب انبیاء علیہم السلام کی توقیر سے کیوں محروم ہے؟اس کے جواب کے لیے ہمیں اس معاشرے کی تحلیل نفسی کی ضرورت ہے۔امت مسلمہ کو بھی مغربی تہذیب کی اساس اور مزاج سے باخبر ہونے کی ضرورت ہے۔دعوتی اور تبلیغی تحریکوں اور تنظیموں سے منسلک احباب کو بھی مغرب کے اس ذہن کا مطالعہ اور تجزیہ کر کے اپنے مشن کو آگے بڑھانا چاہیے۔آج ہمیں ایسی اطلاعات سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے کہ جس سال سے رشدی نے ''شیطانی آیات'' نامی ناول لکھا ہے اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال سے رحمانی آیات والے صحیفے (قرآن مجید) کی اشاعت سیکڑوں گنا زیادہ بڑھ چکی ہے، جس کے نتیجے میں قبولیت اسلام کی ایک عجیب لہر پیدا ہو چکی ہے۔ مغرب بالخصوص برطانوی دانش وروں کو اس پہلو پر توجہ دینا چاہیے کہ ایک زمانہ تھا کہ مشہور ادیب ڈی ایچ لارنس کے ناول ''لیڈی چیٹر لیز لور'' کے پلاٹ اور اسلوب کو انگریزی تہذیب اور وکٹورین روایات کے خلاف جانتے ہوئے برطانیہ نے اس پر پابندی لگا دی تھی مگر آج وہی برطانیہ دینی اور تہذیبی اقدار کی دھجیاں اڑانے والے رشدی کے ناولوں پر ادبی عظمت کا ٹھپہ لگا کر اسے برطانیہ کے سب سے بڑے اعزاز نائٹ ہڈ سے نواز رہا ہے:

ببیں تفاوت رہ از کجا تا بہ کجا

برطانوی حکومت نے ملعون سلمان رشدی کو ''سر'' کا خطاب دے کر ایک طویل مباحثے کا پنڈورا بکس کھول دیا ہے۔ تاریخ انسانی میں کسی دل آزار کتاب کے لکھنے پر ایسا اور اتنا پرزور احتجاج نہیں ہوا۔ رشدی کی اس عزت افزائی پر مسلمانوں نے عالمی درجے کا احتجاج کیا، جلسے، جلوس، مظاہرے، ریلیاں، مباحثے، مذاکرے، بیانات، قراردادیں، اداریے، کالم، فیچر، الغرض احتجاج کی کون سی قسم ہے جس کا مظاہرہ اس موقع پر نہیں ہوا۔

اس شیطانی کتاب کی اشاعت پر مسلم ملکوں کے سفیروں نے بھی برطانیہ سے احتجاج کیا۔ ''سر'' کے اس ''خطاب'' کے موقع پر بھی مسلم ممالک کی اسمبلیوں، تنظیموں اور اکابر مملکت نے منظم احتجاج کیا مگر وہی ڈھاک کے تین پات۔ برطانوی حکومت اپنے موقف سے ذرہ برابر پیچھے نہیں ہٹی۔

تفو برتو اے چرخِ گردوں تفو

ادب عالیہ سے شغف رکھنے والے ادیبوں، قلم کاروں اور نقادوں نے ہمیشہ سے ادب کی تخلیقی عظمت کا باعث اس کے اعلیٰ موضوع اور شگفتہ اسلوب کو قرار دیا ہے۔ ادب جذبوں کو پاکیزگی بخشتا ہے، خیالات کو بلندی عطا کرتا ہے، سماعتوں میں رس گھولتا ہے، دماغ کو بشاشت عطا کرتا ہے، انسانی اقدار کو رفعت بخشتا ہے، محبتوں کی فضا پیدا کرتا ہے، شکستہ دلوں کو طمانیت کا سامان فراہم کرتا ہے، ذوق مطالعہ کو جلا بخشتا ہے، احساسات کو ترفع دیتا ہے، تخیلات کو مہمیز لگاتا ہے، تصورات کو نکھارتا ہے، حسِ جمال کو آسودگی دیتا ہے مگر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناول عجیب ادبی شاہکار ہے کہ جس میں وحی والہام جیسے مقدس صحیفے کو نشانۂ استہزاء بنایا گیا ہے۔ گالیوں اور مغلظات کو ادب پارہ قرار دیا گیا ہے۔ فرشتوں' انبیائے کرام علیہم السلام اور دوسری مقدس ہستیوں کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ لچر اور بازاری الفاظ کے استعمال کو اعلیٰ ادب قرار دیا گیا ہے۔ تعمیر افکار کی بجائے تخریب اخلاق کا سبق دیا گیا ہے۔ دلوں کو زخمی اور دماغوں پر کچوکے لگائے گئے ہیں۔ ردائے نبوت کو چاک کیا گیا ہے۔ عظمتِ رسالت کو گہنانے کی ناپاک سازش کی گئی ہے۔ تاریخی وقائع کی صداقتوں کو داغ دار کیا گیا ہے۔ فحاشی اور بے حیائی کو جواز بخشا گیا ہے۔ کثافت کو ثقافت ٹھیرایا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر آیات مقدسہ کو شیطانی آوازیں قرار دیا گیا ہے۔ اہل علم اور ارباب خرد خوب سمجھتے ہیں کہ رشدی کی تحریروں کا کیا خاص مقصد ہو سکتا ہے...... ہمارے نزدیک وہ سفلی اور منفی خواہشات اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہیں کہ:

- مسلمانوں کی عالمی سطح پر دل آزاری کا سامان فراہم کیا جائے۔
- سستی شہرت اور دولت کے انبار حاصل کیے جائیں۔
- جنسی آوارگی' شراب نوشی اور ذہنی عیاشی کے لیے مطلوبہ رقم حاصل کی جائے۔
- اسلام دشمنی کا قالب اختیار کر کے غیر مسلموں میں مقبولیت حاصل کی جائے۔
- مسلمانوں کو ایسی تحریروں سے مشتعل کر کے انھیں دہشت گرد ثابت کیا جائے۔
- مغرب اور ایران کے پہلے سے خراب حالات کو مزید بگاڑا جائے۔
- یورپ میں اسلام کی روز افزوں مقبولیت کو روکنے کی مذموم کوشش کی جائے۔
- قرآن مجید کو الہامی صحیفے کی بجائے ایک تاریخی دستاویز ثابت کیا جائے جو (نعوذ باللہ) غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔
- اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر ماضی کے فرسودہ اعتراضات اور اتہامات کا اعادہ کیا جائے۔
- مغرب کے صلیبی جذبات کو اپنے تحقیقی ہذیان سے بڑھاوا دیا جائے۔
- ادب کے نام پر دریدہ وہنی' افترا پردازی اور ذہنی انارکی کو فروغ دیا جائے۔
- مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان پہلے سے سلگتی ہوئی فضا کو ہوا دے کر ایک نئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی جنگ کا سامان پیدا کیا جائے تا کہ دنیا ایک جہنم زار بن جائے۔

مگر تاریخ کے اوراق اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب سے سلمان رشدی تک سیکڑوں کرداروں نے دین حق کا نور بجھانے یا گہنانے کی کوشش کی مگر اسلام کی روشنی پہلے سے زیادہ پھیل رہی ہے۔ قرآنی فکر پہلے سے زیادہ توانا ہے۔ سیرت کی خوشبو ہر قریۂ عالم میں بسیرا کر رہی ہے۔

مستشرقین نے گذشتہ صدیوں میں اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں بہت سے اعتراضات، اتہامات پیدا کیے ہیں جنھیں مسلمان مفکرین نے رفع کرنے کی علمی اور تحقیقی کوششیں کی ہیں بلکہ بعض انصاف پسند مغربیوں نے بھی ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ رشدی نے اعتراضات اور اتہامات کی بجائے ان حقائق اسلام کو اپنی دشنام طرازی کا نشانہ بنایا ہے۔ اسے جن اعزازات کا مستحق ٹھہرایا جا رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ روش ایک ثقافتی غداری (Cultural Treason) ہے جس کا ارتکاب ناقابل معافی جرم ہے۔ رشدی سے پہلے قرآن مجید کو رسول کریم ﷺ کی تصنیف قرار دینے پر مستشرقین نے اپنے تحقیقی اوزار آزمائے ہیں مگر رحمانی کلام کو شیطانی کلام قرار دینا اور یہ ثابت کرنا کہ (نعوذ باللہ) حضور سرور عالم ﷺ وحی اور شیطانی آواز میں فرق نہ کر سکتے تھے، ایک ایسی جسارت ہے جس کا ارتکاب متعصب مستشرقین نے بھی نہیں کیا ہے۔ رشدی کا اپنے اس ناول میں ہجرت (Migration) کو نشانۂ تضحیک بنانا بھی قابل گرفت ہے کہ وہ مدنی زندگی کے معاشرتی، آئینی اور ریاستی انقلاب کو رسوا کرنے کی سازش کا مرتکب ہوا ہے۔

اس کے قلم کی ان جسارتوں کے نتیجے میں صرف برصغیر میں ابھی تک کس قدر شہادتوں کا نذرانہ پیش کیا جا چکا ہے، اس پر مغربی اقوام کے دانش وروں کو غور کرنا چاہیے۔ اہل مغرب کو یہ جان لینا چاہیے کہ ایک مسلمان کا اپنے رسول ﷺ سے تعلق ایک ایسا ایمانی، روحانی، اخلاقی اور شعوری رشتہ ہے کہ جس پر اگر ذرا سی بھی آنچ آئے تو وہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کو ایک ابدی سعادت تصور کرتا ہے۔ افسوس کہ مغرب اس روحانی رشتے کی پختگی اور پائیداری کا احساس نہیں کر سکا ہے۔ رشدی کے قلم سے شرانگیزی کے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرارے پورے عالمی امن کو درہم برہم کر سکتے ہیں۔ اس کے قلم کی ہرزہ سرائی سے گذشتہ دو عشروں میں کیا نتائج پیدا ہو چکے ہیں' اس کا مشاہدہ کرنے کے باوجود اگر مغرب رشدی کو نائٹ ہڈ کے خطاب کا مستحق سمجھتا ہے تو یہ مقام تحیرّ سے زیادہ کسی خوفناک سازش کے آغاز کا سندیسہ ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ برطانیہ کے اکابر تدبر' حکمت' شعور اور دوراندیشی سے کس قدر محروم ہو چکے ہیں۔

اس موقع پر ہم دنیا کی تمام اقوام اور مذاہب کے سنجیدہ اور باشعور اکابر سے اپیل کرنا چاہیں گے کہ وہ اس موضوع پر ایسی قانون سازی کریں کہ جس کی موجودگی میں کسی شوریدہ سر اور شریر کو کسی بھی مذہب کی برگزیدہ شخصیت، ان کی کتابوں، عقاید اور شعائر پر کسی نوع کی بھی گستاخی یا بے ادبی کا ارتکاب کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ آج دنیا میں بین المذہبی مکالمے کے رواج اور فروغ پر زور دیا جا رہا ہے۔ کیا ایسی گستاخیوں کی سرپرستی کے بعد اس مکالمے اور رواداری کے کلچر کے احیا یا بقا کا سوال پیدا ہو سکتا ہے؟ اس ضمن میں اظہار رائے کی آزادی کی حدود و قیود کیا ہونا چاہئیں' اس علمی، علمی، منطقی' قانونی' اخلاقی اور بین الاقوامی حوالے سے سوچنے اور اس کا تعین کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں ہم مسلمان دانش وروں سے بھی یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ایسے علمی اور تحقیقی ادارے قائم کریں جہاں مذکورہ نوع کے اعتراضات اور اتہامات کا علمی سطح پر جواب دیا جائے۔ ان اعتراضات کی نوعیت اور فہرست کا ہمیں خوب اندازہ ہے۔ اس سلسلے میں ایسی ویب سائٹس بنانے کی بھی ضرورت ہے کہ جن کے ذریعے سے مختلف عالمی زبانوں میں اسلام کی سچی اور مثبت تعلیمات کو سائنٹی فِک انداز میں پیش کیا جائے اور ایسے بے سروپا اعتراضات کا مثبت، مدلّل اور ٹھوس جواب دیا جائے۔ اس ضمن میں ایسے متخصصین (Experts) کی بھی ضرورت ہے کہ جو ویب پر مغرب کے پھیلائے ہوئے وساوس کے شکار لوگوں کو تسلی اور تشفی آمیز جواب دے سکیں۔ پیغمبر اسلام فداامی وابی ﷺ کی حرمت پر کٹ مرنے کی روایت بجا اور قابل رشک مگر آپ ﷺ کی سیرت اور اسوہ کو تحقیقی اسلوب میں انسانیت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت سے بھی کوئی صاحب نظر انکار نہیں کر سکتا۔ آیئے ہم انسانیت کی فلاح اور اسلام کے ابدی اور آفاقی پیغام کو پھیلانے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لائحہ عمل پر عمل کریں تا کہ نفرتوں میں جلتی ہوئی انسانیت کو محبت واخوت اور باہمی رواداری کا اسلامی سائبان فراہم کر سکیں۔

ہم ''حرف اول'' کی ان سطور کا علامہ اقبال رحمہ اللہ کے اوّلین فارسی مجموعۂ کلام ''اسرار خودی'' کے ان اشعار پر اختتام کرتے ہیں جس میں امت مسلمہ کے ہر فرد کے لیے ایک پیغام عمل موجود ہے:

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است　　آبروئے مازنامِ مصطفیٰ است
بوریا ممنونِ خوابِ راحتش　　تاجِ کسریٰ زیرِ پائے امتش
در شبستانِ حرا خلوت گزید　　قوم وآئین وحکومت آفرید
درجہاں آئینِ نو آغاز کرد　　مسندِ اقوامِ پیشیں در نورد
از کلیدِ دیں درِ دنیا کشاد　　ہمچو او بطنِ اُمِ گیتی نزاد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توہین رسالت اور مغرب☆

اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کے لیے جن انبیاء ورسل علیہم السلام کو منتخب کیا اور مبعوث فرمایا' انھیں ایسی کتب وصحائف بھی عطا کیے گئے جن میں وہ احکام اور تعلیمات پیش کی گئیں' جن پر عمل پیرا ہو کر ایک بندۂ مومن اپنے خالق حقیقی کی رضا' جوئی کو حاصل کرسکتا ہے' اور آخرت کے کڑے احتساب میں فوز وفلاح کی ضمانت حاصل کرسکتا ہے۔ کاروانِ نبوت کا یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت تک جاری رہا۔ اس دوران میں جس قدر انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے' وہ سب مختلف نوع کی آزمائشوں کا شکار ہوئے۔ انھیں طرح طرح کی تکالیف پہنچائی گئیں۔ ان پر ناگفتہ بہ الزامات اور اتہامات لگائے گئے، انھیں دردناک طریقے سے قتل کیا گیا' قید وبند میں ڈالا گیا' وطن چھوڑنے اور ہجرت اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسے دردناک اور شرمناک سلوک کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو تکالیف پہنچانے اور ان پر الزامات لگانے میں یوں تو ہر عہد کے بدبخت اور شقی القلب لوگ شامل رہے ہیں مگر یہود ونصاریٰ ان بدبختوں کے سرخیل دکھائی دیتے ہیں۔ یہ یہودی بادشاہت کا دور ہی تو تھا کہ جس میں ایک رقاصہ کی درخواست پر بادشاہِ وقت نے یحییٰ علیہ السلام جیسے پاکیزہ پیغمبر کا سر قلم کر کے ایک طشت میں رکھ کر اس حرافہ کے قدموں میں ڈال دیا۔ یہ بھی یہودی بادشاہت کا عہد ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاک نفس اور نیکوکار پیغمبر کو قید وبند میں رکھا گیا۔ ایک تہوار کے موقع پر جب بادشاہ نے اپنی کیبنٹ سے پوچھا کہ دو خطرناک

☆ ماہنامہ ''دعوۃ'' بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد کے اپریل ۲۰۰۸ء کے شمارے میں شامل اداریے کا مصنف مرحوم کا اپنا دیا ہوا عنوان۔ (م۔ش قمر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجرموں برابا ڈاکو کی رہائی کے بارے میں تو سوچا جا سکتا ہے مگر مسیح علیہ السلام کو رہا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ علیہ السلام پر مقدمہ چلایا گیا اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ آپ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا جائے۔ قید و بند اور صلیب تک لے جانے کے دوران میں اس اللہ کے سچے اور عظیم نبی کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا' اس سے یہود کی ذہنیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی اہانت یہود کی فطرت میں رچی بسی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ۳۱۵ کتابیں اور صحائف مختلف انبیائے کرام علیہم علیہم السلام پر نازل کیے' جن میں بہ تکرار اور مسلسل نبی آخر الزماں (حضرت) محمد ﷺ کی بعثت و نبوت کی پیشین گوئیاں درج ہیں اور آج بھی زبور' تورات اور اناجیل کے تحریف شدہ متون میں آپ ﷺ کی مبارک آمد کے حوالے دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ صدیوں سے اس آخری پیغمبر ﷺ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ انھیں اس کی علامتیں بھی معلوم تھیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کے موقع پر انھی بشارتوں اور پیشین گوئیوں کے باعث بہت سے خوش نصیب ربیوں اور پادریوں نے دولت ایمان حاصل کی مگر بہت سے ایک ایسے تعصب کا شکار ہوئے کہ جس کی رو آج تک جاری ہے۔ ایسی واضح پیشین گوئیوں اور بشارتوں کے باوجود ایسا کیوں ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جسے ہمارے سیرت نگاروں اور محققین نے بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو ان کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

حضور ختمی مرتبت ﷺ کی ذات کے ساتھ عناد' مخاصمت اور اہانت آمیز رویوں کا آغاز بھی یہود کی طرف سے ہوا۔ وہ اپنی گفتگوؤں میں ذومعنی الفاظ کے استعمال سے آپ ﷺ کی اہانت کا سامان کیسے کرتے تھے' قرآن مجید نے اس کی واضح مثال یوں دی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (البقرہ۲:۱۰۴)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو' راعنا نہ کہا کرو' بلکہ انظرنا کہو اور توجہ سے بات کو سنو' یہ کافر تو عذاب الیم کے مستحق ہیں"۔

سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے کبھی کسی سے شخصی انتقام نہیں لیا' بلکہ ہمیشہ عفو ودرگزر کی روشن مثالیں قائم کی ہیں۔صرف ایک جرم ایسا ہے جس پر آپ ﷺ نے کبھی مفاہمت یا درگزر کا روّیہ اختیار نہیں کیا اور وہ توہین رسالت کا جرم ہے۔رسالت ونبوت ایک فریضۂ خداوندی ہے جس کی توہین یا اہانت نا قابل تصور جرم ہے۔نبی اپنی ذات اور شخصیت کے حوالے سے تو صبر وعزیمت کا کردار انجام دے سکتا ہے مگر منصب رسالت یا فریضۂ نبوت کے سلسلے میں کسی اہانت کا تسلیم کیا جانا کسی طور پر ممکن نہیں ہوسکتا۔قرآن مجید میں سابقہ اقوام کے توہین رسالت کے رویے کو یوں پیش کیا گیا ہے:

﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (یٰسین ۳۶:۳۰)

''افسوس بندوں کے حال پر' جو رسول بھی ان کے پاس آیا' اس کا وہ مذاق ہی اڑاتے رہے''۔

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾ (الرعد ۱۳:۳۲)

''تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے' مگر میں نے ہمیشہ منکرین کو ڈھیل دی اور آخر کار ان کو پکڑ لیا' پھر دیکھ لو میری سزا کیسی سخت تھی۔''

تاریخ سیرت کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ مدینہ میں یہود توہین رسالت کو مختلف پیرائیوں میں جاری رکھے ہوئے تھے۔اہانت آمیز الفاظ' جملے اور ہجویہ شاعری کے ذریعے سے وہ اس جرم کا ارتکاب کرتے تھے۔توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے بدبختوں میں کعب بن اشرف' نضر بن حارث' عقبہ بن ابی معیط' عصما (ایک ہجو گو شاعرہ) ابوعفک' ابورافع' ابوعزہ' جحی' ابن خطل کی دو ہجو گو لونڈیاں اور ارتب اور ام سعد اور حارث بن طلال کے نام ملتے ہیں۔ان سب مجرموں کو دور نبوت میں آپ ﷺ کے حکم یا علم سے قتل کیا گیا۔فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے دل ودماغ میں قریش کے تمام تر مظالم کا نقشہ موجود تھا مگر آپ ﷺ نے اس موقع پر عفو عام کا اذن دیا مگر اس عام معافی میں ایک استثناء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روا رکھا گیا اور یہ وہ لوگ تھے جن سے توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب ہوا تھا۔ ان کے بارے میں تو یہاں تک فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ غلاف کعبہ میں بھی لپٹے ہوں تو انھیں معاف نہ کیا جائے۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ گستاخِ رسول، شاتم رسول اور توہین رسالت کے مرتکب کی سزا موت سے کم نہیں ہے اور عقل سلیم بھی اس کا تقاضا کرتی ہے۔

امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کعب بن اشرف جو ایک یہودی سردار تھا اور اہانت رسالت میں اس کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئی تھیں اس کے بارے میں آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کعب بن اشرف کا ذمہ کون اٹھاتا ہے، اس پر محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ پسند کرتے ہیں کہ میں اسے ٹھکانے لگا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔ انھوں نے آپ ﷺ سے اس کے ساتھ کچھ باتیں کرنے کی اجازت طلب کی جو عطا کر دی گئی۔ بالآخر محمد رضی اللہ عنہ بن مسلمہ اس کا کام تمام کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک نے اس طرح کے ایک یہودی ابو رافع کو ٹھکانے لگایا۔ اسی طرح وہ نابینا صحابی کی بیوی جو بہت نازیبا الفاظ اور گالیاں بکتی تھی، اس کے شوہر نے اس کا گلا دبا کر اسے موت سے ہمکنار کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔

ریاستی سطح پر اہانت رسول کرنے والوں سے کیا سلوک کیا جائے اس کی سب سے بڑی مثال خلافت صدیقی میں مسیلمہ کذاب کے حوالے سے دیکھی جا سکتی ہے۔ مسیلمہ بنی حنیفہ کے سترہ رکنی وفد کے ساتھ دربار نبوت میں حاضر ہوا۔ اس کے علاوہ سب لوگ ایمان لے آئے مگر یہ اپنی متکبرانہ روش پر قائم رہا اور شراکت نبوت کی تجویز پیش کی اور اس نے واپس وطن جا کر آپ ﷺ کو ایک خط بھی لکھا جس کا جواب مکاتیب نبوی ﷺ میں محفوظ ہے۔ مسیلمہ کی مکالمت اور مراسلت دونوں کی ناکامی کے بعد اس نے اپنی نبوت کاذبہ کے استحکام کے لیے فوجی قوت بڑھانا شروع کر دی۔ خلافت صدیقی کے بالکل اوائل میں اس فتنے کے خاتمے کے لیے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا گیا مگر بالآخر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید تیرہ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مقابلے پر نکلے۔ مسیلمہ کی فوج مسلمانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کئی گنا زیادہ اور خوب مسلح تھی مگر حق پرستوں کے مقابلے میں اس کی فوج کے ستر ہزار سورما کھیت رہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لشکر میں بھی ایک ہزار کے قریب مجاہدین نے رتبۂ شہادت حاصل کیا۔ یمامہ کی اس جنگ کی شدت کا اس بات سے اندازہ لگائیے کہ عہد نبوی ﷺ کے ۲۸ غزوات اور ۵۴ سرایا میں کل ۲۵۹ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے مگر اکیلی اس جنگ یمامہ میں شہدائے اسلام کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہانت رسول ﷺ کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے ایک تاریخ ساز مثال قائم کر دی۔

تاریخ اسلامی کی چودہ صدیاں اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ مسلمانوں نے کبھی اہانت رسالت کے جرم کو برداشت نہیں کیا۔ جہاں تک توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کی شرعی سزا کا مسئلہ ہے، اکابر امت میں اس پر اتفاق پایا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں بہت جامعیت کے ساتھ وہ استدلال پیش کیا ہے جو ایسے مجرموں کو قتل کی سزا دینے کے لیے ضروری ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے مذہبی پیشواؤں نے توہین رسالت کا نہ صرف یہ کہ خود مسلسل ارتکاب کیا ہے بلکہ اپنے معتقدین میں بھی اس کی تعلیم و ترغیب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وہ لوگ جو اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتے تھے انھیں ان پادریوں کی اصطلاح میں بنیاد پرست (Fundamentalist) کہا جاتا تھا۔ بنیاد پرستی کی یہ تحریک ہسپانیہ میں یولوجیس نامی راہب کی سرپرستی میں شروع ہوئی جس نے عیسائی نوجوانوں میں یہ اندھا جذبہ پیدا کیا کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے خلاف اہانت کا اظہار کر کے اگر انھیں قتل بھی کیا جائے تو یہ ان کے تقدس اور بلند مرتبے پر فائز ہونے کی علامت ہوگی۔ مذہبی فدا کاری اور اندھے جنون کے اس جذبے کی تحریک کے بانی ہسپانیہ کے عیسائی ہیں۔ اس تحریک کا تذکرہ متعدد کتابوں میں کیا گیا ہے۔ یورپ کے علاوہ برصغیر میں بھی توہین رسالت کی جو منفی کوششیں کی گئیں، مسلمانوں نے ریاستی اور انفرادی سطح پر اس کا مقابلہ کیا ہے اور محبت رسول ﷺ کے لافانی جذبے کا اظہار کیا ہے۔

توہین رسالت آسمانی مذاہب میں ہمیشہ سے ایک ناقابل معافی جرم رہا ہے۔ قرآن مجید میں بہت صراحت کے ساتھ یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی مسلمان کسی مذہبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشوا تو کجا ان کے ان نام لیواؤں کے لیے بھی بدزبانی اختیار نہیں کرسکتا۔ مذاہب کے اکابر اوران کے شعائر کے احترام کے حوالے سے اسلام کی تعلیمات ہی تکریم انسانیت اوراحترام آدمیت کی اقدار کو بحال رکھ سکتی ہیں۔ اسلامی موقف کو جاننے کے لیے قرآن مجید کے اس ارشاد پر توجہ دیجیے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام ۶:۱۰۸)

”اور (اے مسلمانو) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، انھیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں“۔

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ (البقرۃ ۲:۲۸۵)

”رسول ﷺ اس ہدایت پر ایمان لایا ہے، جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں، انھوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے۔ یہ سب اللہ اوراس کے فرشتوں اوراس کی کتابوں اوراس کے رسولوں کو مانتے ہیں اوران کا قول یہ ہے کہ ”ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اوراس کی اطاعت قبول کی، مالک ہم تجھ سے خطابخشی کے طالب ہیں اورہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے“۔

کتاب وسنت کی ان تعلیمات کے نتیجے میں ملت اسلامیہ نے گذشتہ چودہ صدیوں میں مذاہب اوران کے پیشواؤں کی عزت وحرمت میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ مسلمان صدیوں تک دنیا کے ایک وسیع وعریض علاقے پر حکمران رہے اوراس دوران

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انھوں نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ حسن سلوک کیا، اس کے تذکرے اور تفصیلات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ خود غیر مسلموں بالخصوص یہودیوں کے یہ اعتراف موجود ہیں کہ مسلمانوں کے عہد حکمرانی میں انھیں احترام اور پناہ دونوں حاصل رہے۔ برصغیر میں مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت میں وہ خود ایک مستقل اقلیت میں رہے اور کبھی مسلم آبادی پندرہ بیس فیصد سے زیادہ نہیں رہی مگر مسلمان حکمرانوں نے ان کو برابری کے حقوق عطا کیے، حتیٰ کہ انھیں پورے اختیارات کے ساتھ نظم مملکت میں بھی شامل کیا۔ احترام آدمیت کے لحاظ سے مسلمانوں کا ریکارڈ تاریخی طور پر لائق قدر اور قابل ستائش رہا ہے۔

توہین رسالت کی روایت مغرب میں صدیوں سے موجود ہے اور یہ اہانت کے نت نئے پینترے بدلتی رہی ہے۔ مستشرقین کی تحریریں ریکارڈ کے بطور موجود ہیں کہ کس طرح انھوں نے پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید پر بے جا اور ناروا الزامات لگائے ہیں۔ مسلم مفکرین نے ان کے الزامات اور اتہامات کا ہمیشہ علمی جواب دیا ہے مگر افسوس کہ حالیہ چند برسوں میں اہانت کے واقعات کی نوعیت اور کمیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ان واقعات سے ملت اسلامیہ اور فرزندان توحید کے دل زخمی ہیں۔ انھیں اپنے پیغمبر رحمت ﷺ سے جو محبت ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی دوسری قوم نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ کی شخصیت اور سیرت میں ایک ایسا وقار اور جلالت موجود ہے جس کا اعتراف سیکڑوں غیر مسلم مصنفین نے بھی کیا ہے۔ بیسیوں غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام پڑھیے تو ان کے جذبات کی داد دینا پڑتی ہے۔ دنیا میں حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت ایسی نہیں جس کے لیے اس کے اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اس قدر بھرپور احترام کے جذبات ظاہر کیے ہوں مگر افسوس کہ بعض کم نظر، فتنہ جو اور اخلاق باختہ حضرات ایسے بھی ہیں جنھوں نے محض تعصب، نفرت اور تنگ نظری کی بنا پر ایسی تحریریں لکھی ہیں یا ایسے خاکے بنائے ہیں یا ایسی فلمیں تیار کی ہیں جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اسے محض عناد اور گستاخانہ رویہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

ان مغربی حضرات نے بعض بدبخت اور لعین مسلمانوں کی خدمات بھی بڑی بھاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت ادا کر کے حاصل کی ہیں کہ جن کے قلم کی سیہ کاریوں سے ان معاند مغربی حضرات کے ذوق اہانت کی تسکین ہوتی ہے۔ مغرب کے ایسے حضرات کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو یہ سراسر دماغی مریض دکھائی دیں گے۔ افسوس تو یہ بھی ہے کہ جن کے ہاں کتوں اور بلّیوں تک کے حقوق کا احترام پایا جائے ان کے ہاں مذہبی اکابر کی اہانت کے ایسے حربے اختیار کیے جائیں جن کی کوئی تہذیب اور نظام اخلاق اجازت نہیں دیتا۔ ماضی میں نصرانی مستشرقین بالعموم اور یہودی سکالرز بالخصوص علمی تحقیق کے نام پر پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے رہے ہیں۔ مسلم دانشوروں نے ان سب کا بہت سنجیدگی سے جواب دیا مگر اب آزادئ صحافت اور آزادئ اظہار رائے کے نام پر آپ ﷺ کے ایسے خاکے تیار کیے جا رہے ہیں کہ جن سے صریحاً آپ ﷺ کی اہانت مقصود ہے۔ امریکہ میں نائن الیون کا حادثہ جس کی اب تک کی تحقیقات میں مسلم عنصر کے بارے میں کوئی واضح اور قطعی شہادتیں موجود نہیں ہیں البتہ اس میں یہودی سازش کے ڈانڈے بدستور اور بتدریج ملتے چلے جا رہے ہیں امریکہ اور امریکیوں کو یہودی اقلیت نے کس طرح یرغمال بنا رکھا ہے' یہ بھی عبرت ناک داستان ہے۔ یہ یہودی عنصر وقفے وقفے سے اپنی میڈیا کی قوت کے ذریعے سے ایسا ماحول پیدا کرتا رہتا ہے کہ جس سے مغربی طاقتوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا جا سکے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ ڈینیل پائپس نامی امریکی یہودی نے کس طرح ستمبر ۲۰۰۵ء میں خاکوں کے ذریعے سے آپ ﷺ کی اہانت کی منصوبہ بندی کی۔ اپنے مذموم مقاصد کے لیے ان یہودیوں نے کارٹونوں کے مقابلے منعقد کروائے اور پھر ان کی اشاعت کے لیے ایک ایسے ملک کا انتخاب کیا' جہاں انسانی حقوق کا احترام اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ ہم جنس پرستی کو بھی جواز مل گیا ہے۔ ان کے ہاں یہ اباحیت اور فحش کی حد تک بڑھی ہوئی جنسیت کیا کیا گل کھلا رہی ہے' اہل نظر اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

اپنے مذموم مقاصد کے لیے یہودی لابی نے ڈنمارک کے ایک انتہائی غیر معروف اخبار ''یولانڈز پوسٹن'' میں ۳۰ ستمبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں ان خاکوں کو شائع کرایا۔ پیش نظر رہے کہ اس اخبار کا مالک بھی ایک یہودی ہے۔ اس حرکت پر مسلمانوں نے اپنا تاریخی احتجاج ریکارڈ کرایا مگر یہودی ذہنیت میں تہذیب اور شرافت کے اجزا سرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے غائب ہیں۔ یہودیوں کی اس ہٹ دھرمی اور مخاصمت کے پیش نظر ۱۹ اکتوبر کو ڈنمارک میں موجود گیارہ مسلمان سفیروں نے ملک کے وزیراعظم آندرس نوگ راسموین سے ملاقات کی اور انھیں اخبارات کی اس گستاخانہ روش پر توجہ دلائی جس کے باعث ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے دل زخمی ہوئے ہیں۔ وزیراعظم بھی تو ڈنمارک کے دودھ کا نکلا ہوا مکھن تھا، سو وہ بھی چکنا گھڑا ثابت ہوا۔ سفیروں کے احتجاج کو نظرانداز کرنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ ۱۰ر جنوری ۲۰۰۶ء کو فرانس، جرمنی، اٹلی اور اسپین کے بعض اخبارات نے ان خاکوں کو شائع کر کے ڈنمارک کے اخبارات کے ساتھ اپنی ''یک جہتی'' کا اظہار کیا۔ خیال رہے کہ یہودی صرف عالمی اقتصادیات کو ہی یرغمال نہیں بنائے ہوئے ہیں بلکہ عالمی میڈیا اور صحافت پر ان کا کنٹرول بھی لائق توجہ ہے۔ امت مسلمہ کے خلاف ان کے عناد اور دشمنی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ کئی محاذوں پر انھیں تنگ کرنے اور کمزور بنانے کی منصوبہ بندی کر چکے ہیں۔ یہودی مستشرقین اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ یہ امت اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر ﷺ سے کس درجہ عقیدت اور محبت رکھتی ہے۔ اس لیے انھوں نے ہمیشہ انھی دونوں مراکز عقیدت ومحبت پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اس ''کارخیر'' سے وہ کبھی غافل نہیں رہے۔ نتیجتاً ۱۳ فروری ۲۰۰۸ء کو ایک مرتبہ پھر سکنڈے نیوین ممالک کے سترہ اخبارات نے ان گستاخانہ خاکوں کو شائع کیا ہے۔ مغرب کا صحافتی گھوڑا یہودی کوچوان کی گرفت میں عدم رواداری کی شاہراہ پر سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ وہ اس حرکت کے نتائج سے بے خبر نہیں کہ اس کے نتیجے میں ایک ایسی عالمی جنگ کا آغاز ہوسکتا ہے جو پوری انسانیت کے خاتمے کا اعلان ہوگی۔ آگ لگانے والوں کو فی الحال اس کا اندازہ نہیں کہ اس جلائی ہوئی آگ میں وہ خود جل کر بھسم ہو جائیں گے، مگر عصبیت اور عناد کی نفسیات ہی یہ ہوتی ہے کہ اس شرانگیزی میں مبتلا فرد یا گروہ عواقب سے بے پروا اور نتائج سے غافل اپنی حرکات میں مصروف رہتا ہے۔

ان مذموم خاکوں کے خلاف امت مسلمہ کے جاری احتجاج کو اب ایک نئے محاذ کا سامنا درپیش ہے۔ ہالینڈ کے ایک رکن پارلیمنٹ گیرٹ وائلڈر نے ''فتنہ'' کے عنوان سے ایک ایسی فلم تیار کی ہے جس میں قرآن مجید کے حوالے سے فتنہ انگیزی کی ہے۔ افسوس کہ جو کتاب دنیا میں ہر نوع کے فتنوں کا استیصال کرنے کے لیے نازل ہوئی خود اسے فتنہ انگیزی کا موضوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا دیا گیا۔ اس موقع پر عالم اسلام کے دانش وروں اور ارباب اختیار کو بہت سنجیدگی سے سر جوڑ کر بیٹھنے، تجزیہ کرنے اور راہ عمل تجویز کرنے کی ضرورت ہے کہ مغرب کی مسلمانوں کے جذبات کے ساتھ کھیلنے کی اس مسلسل روش کا توڑ کیسے کیا جائے؟ مغرب میں گذشتہ ایک صدی سے انسانی حقوق کے حوالے سے بہت زور شور دکھائی دیتا ہے۔ انسانی حقوق کے احترام سے کون انکار کرسکتا ہے۔ اسلام نے تو سب سے پہلے میثاق مدینہ اور خطبۂ حجۃ الوداع کے ذریعے سے حقوق کا ایک ایسا آئینی اور دستوری پیکج عطا کیا جو کسی مسلسل احتجاج اور قراردادوں کے نتیجے میں نہیں بلکہ اسلام کی فطری تعلیمات کے حوالے سے نہ صرف پیش کیا گیا بلکہ اس پر عمل درآمد کی روشن مثالیں اسلامی تاریخ کا مستقل طغرائے امتیاز ہیں۔ کیا کسی ایک فرد یا طبقے کا کسی دوسرے فرد یا طبقے کے حقوق کو سلب کرنا بھی انسانی حقوق کے احترام کا تقاضا ہے؟ کیا مغرب کے اس یہودی ذہن کا یہ ''کرشمہ'' کہ جس کے باعث ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور ہو رہے ہیں، انسانی حقوق کا احترام ہے یا ان کا انہدام ہے؟ یہودی فطرت ملاحظہ کیجیے کہ ایک طرف ''ہولوکاسٹ'' جیسے معروف واقعے کے بارے میں ان کا موقف یہ ہے کہ اس کے بارے میں تاریخی حقیقت کو معلوم کرنے کی بھی اجازت نہیں اور اگر کوئی ایسا کرے تو ان کے نزدیک یہ قانوناً ایک جرم ہے۔ دوسری طرف وہ مسلمانوں کے حقوق کو نگلنے اور نظر انداز کرنے کی مستقل پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اس روش پر جن اداروں کو انھیں لگام دینا چاہیے تھی وہی اس کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ فلسطین میں گذشتہ چھ عشروں میں مسلمانوں کے حقوق کا جو اتلاف اسرائیلیوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے، اس سے عالمی امن، بھائی چارے اور انصاف کے اداروں کی بے بسی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

یورپ میں آزادیٔ اظہار رائے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو اس حق سے اختلاف نہیں ہے مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس حق کے استعمال کی بھی کچھ حدود و قیود ہیں یا نہیں۔ کوئی تہذیب و ثقافت شاید اس حرکت کی تو اجازت دے دے کہ آپ ہاتھ میں چھڑی لے کر بے تکلفی سے اسے گھماتے ہوئے، چلتے جایئے مگر یہ آزادی اس مقام پر آکر ختم ہو جاتی ہے کہ جہاں یہ کسی دوسرے کی ناک کو چھونے کی کوشش کرے۔ اہل مغرب تو اس چھڑی سے مسلمانوں کے جسم کے ہر حصے کو کچوکے لگا رہے ہیں۔ مادی برتری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ٹیکنالوجی کے پندار میں مبتلا مغرب کے دانش وروں کو سوچنا ہوگا کہ کیا دوسرے مذاہب کے اکابر اوران کے شعائر پر اس نوع کے نازیبا حملے آزادی رائے کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگر آپ نے اس نوع کی منفی اور مذموم سرگرمیوں اور حرکات کو آزادی رائے تصور کر رکھا ہے تو آپ انسانیت کے مستقبل ہی نہیں حال کو بھی ایک جہنم زار بنادیں گے۔ ایک طرف آپ بین المذہبی اور بین التہذیبی مکالمے کی بات کرتے ہیں، لیکن اسی سانس میں آپ ان تہذیبوں اور مذاہب کے اکابر اور شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں، کیا یہ آپ کی اس مکالمے کے اجرا اور فروغ سے دل چسپی اور سنجیدگی کی علامت ہے؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

دنیا کے تمام سنجیدہ سکالرز اس حقیت سے آگاہ ہیں کہ اسلام نہ صرف یہ کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے بلکہ ان کی عزت وتکریم کی بھی تلقین کرتا ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ: لانفرق بين احد من رسله اور اسی تعلیم نے ہمیں تمام رسولوں کے احترام کا پابند بنایا ہے۔ ہمارے عیسائی بھائیوں نے بھی مسیح علیہ السلام کی اہانت کے سلسلے میں Blasphemy کے حوالے سے ایسے قوانین کا ذکر کیا ہے جس کی بنا پر مقدس شخصیات اور ناموں کی بے حرمتی نہیں کی جاسکتی۔ مغربی ممالک میں جو ضوابط تعزیرات پائے جاتے ہیں ان میں اس جرم اہانت کی سزا موت درج تھی مگر اٹھارویں صدی میں مادّی اور ثقافتی تبدیلیوں نے اس موت کی سزا کو Civil death کی اصطلاح کا نام دیا ہے۔ مغرب کی عدالتوں کے فیصلے اور نظائر ہمارے مطالعے میں ہیں کہ جن میں مذہبی پیش واؤں اور شعائر کی بے حرمتی پر سزائیں دی گئی ہیں۔ صد حیف کہ مغرب ایک دوہرے معیار کا خوگر ہو چکا ہے۔ مغربی ممالک کے دساتیر اور تعزیرات میں مذہبی شعائر کا مذاق اڑانے والوں اور مذہبی سطح پر دوسروں کی دل آزاری کرنے والوں کے لیے مختلف سزائیں تجویز کی گئی ہیں مگر جب معاملہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی دل آزاری کا آتا ہے تو ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ خود ڈنمارک کے دستور کے آرٹیکل ۷۷ کے تحت کسی بھی شخص کو غلط اور نامناسب چیزیں شائع کرنے پر عدالت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی ملک کے پینل کوڈ (تعزیرات) کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیکشن ۱۴۰ امیں توہین آمیز مواد کی اشاعت پر پابندی موجود ہے۔ نیز تعزیرات کے سیکشن ۲۶۶ ۱/اے میں رنگ ونسل یا مذہبی جذبات کے خلاف اقدامات سے باز رہنے کی ہدایت بھی موجود ہے۔ یونین آف ہیومن رائٹس کے تحت ڈنمارک بین الاقوامی ضوابط اور قوانین پر عمل درآمد کا پابند ہے۔ یہ ملک ایک مدت سے ایک لبرل سوسائٹی کے قیام کا مدعی ہے جس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ یہاں ''ہم جنس پرست جوڑوں'' کی شادیوں کے حقوق کو فخریہ پیش کیا جارہا ہے۔ کیا سیکولرزم اور جمہوری کلچر کا یہی تقاضا ہے کہ آپ دوسرے مذاہب بالخصوص ان کے پیش واؤں کی کردارکشی کے لیے اہانت اور تضحیک کا رویہ اپنائیں۔ ہالینڈ کے پینل کوڈ (تعزیرات) کے آرٹیکل ۱۳۷ کے تحت بھی توہین آمیز تحریروں کے ذریعے سے نفرت وتعصب پھیلانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ہالینڈ کے وزیر اعظم نے فلم ''فتنہ'' کے فتنہ گر گیرٹ وائلڈر کی اس کوشش کو طبقات میں نفرت پھیلانے کا موجب بتایا ہے۔ اگر وہ یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں تو پھر حکومت کو ایسے فتنہ گر کے خلاف خود مقدمہ چلانا چاہیے۔ اس فلم کا پلاٹ اس طرح سے ترتیب دیا گیا کہ اسلام کو ایک پرتشدد مذہب ثابت کیا جائے۔ اس کے پلاٹ میں مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لیے ایسا الم غلم مواد جمع کیا گیا ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو تشدد پر ابھارنے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوسکتا:

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ‌ٔ
باز می گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

دنیا کے تمام سنجیدہ دانش وروں کو اس نقطے پر مسلسل سوچنا چاہیے کہ اہانتِ انبیاء اور مذہبی صحائف کی اس تضحیک سے عالمی ثقافت اور جہانی سیاست میں کیا خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ غیر مسلم دانش ور اور میڈیا سے متعلق ذمہ داران کو سوچنا چاہیے کہ اظہار رائے کی آزادی کی حدود وقیود کیا ہونا چاہییں۔ ایسی مذموم حرکات کے مقاصد اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں سے عناد رکھنے والے حضرات ایسی تحریروں، خاکوں اور فلموں کے ذریعے سے مسلمانوں کو اشتعال دلا کر انھیں دہشت گرد ثابت کریں۔ ان کی یہ حماقت اور سادہ لوحی پوری انسانیت کو ایک عالم گیر جنگ کی طرف دھکیل رہی ہے۔ پہلے سے صلیبی جذبات میں سلگتی فضا، ایسی شرم ناک حرکات سے انسانیت کو جہنم زار بنا سکتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔آزادیٔ اظہارِرائے کے نام پر دریدہ دہنی‘افترا پردازی اور تخلیقی ہذیان کا مظاہرہ سراسر بدنیتی‘ عناد اور مخاصمت ہے جس سے انسانی اقدار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ مغرب اور بالخصوص عالم یہود کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی یہ مذموم حرکات فساد فی الارض کا باعث ہیں۔دنیا کی تمام امن پسند اقوام‘صلح جُو معاشروں ،اخلاقی اقدار کے فروغ میں یقین رکھنے والے مذاہب اور عالمی احترام واخوت کی جویا قوتیں اور تنظیمیں عالم یہود کی اس سازش کی مذمت کریں۔اس سلسلے میں اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف کو ایسی قانون سازی کرنی چاہیے جس میں کسی قوم یا مذہب کو ایسی غیر اخلاقی حرکات کا ارتکاب کرنے کی جرأت نہ ہو۔ بین المذہبی اور بین التہذیبی مکالمے کے اداروں اور تنظیموں کو اپنا کردار انجام دینا چاہیے۔ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسانی حقوق کے اداروں کو بھی ایسی حرکات کا نوٹس لینا چاہیے۔پُر امن بقائے باہمی کے لیے مسلسل ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے کہ جس میں برابری اور مساوات کی بنیادوں پر حقوق اور اقدار و روایات کو تحفظ دیا جائے۔

عالم اسلام کے فرزندانِ توحید کو بھی اس سلسلے میں اپنی صفوں میں اتحاد اور وحدت پیدا کرنا چاہیے۔یہود و ہنود کی ہرزہ سرائیوں کے مقابلے میں ہمارا احتجاج ہماری تہذیبی اور اخلاقی روایات میں ڈھلا ہوا ہونا چاہیے۔او آئی سی ،رابطہ عالم اسلامی‘ مؤتمر عالم اسلامی اور دوسری مسلم تنظیمات اور تحریکات کو ان موضوعات پر ایک مشترکہ موقف اپنانا چاہیے۔ عالم اسلام کے سیاسی قائدین کو ایسے ممالک کے خلاف اقتصادی بائیکاٹ کا حربہ استعمال کرنا چاہیے جو ایسی ناپسندیدہ حرکات کی سرپرستی کرتے ہیں۔مسلمانوں کو اپنے نبی مکرم ﷺ کی عزت وحرمت کے حوالے سے ایک جرأت مندانہ اور اسلامی حمیّت سے لبریز روّیہ اختیار کرنا چاہیے۔عالم اسلام کے علمی‘ تحقیقی اور تدریسی اداروں کو منصب نبوت‘ مقام نبوت اور عظمت نبوت کے حوالے سے وقیع کام سرانجام دینا چاہیے۔ دنیا شاید معیشت کے ساز وسامان سے محرومی کی صورت میں ختم نہ ہو مگر اخلاقی زوال اور روحانی افلاس کے باعث ختم ہو جائے گی اور اخلاقی ورثہ اور روحانی ترکہ نبوت کے مقام ومنصب کو سمجھے بغیر ممکن نہیں۔انسانیت کے مستقبل کی درخشندگی اور تازگی کارِ نبوت کے ساتھ وابستہ ہے اور انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرتوں میں صرف ایک سیرت ہی اپنے کارنامۂ سیرت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ زندہ موجود ہے۔اس مصطفوی ﷺ تہذیب وثقافت کی حفاظت ملت اسلامیہ کی بالعموم اوراس کے دانش وروں کی بالخصوص ذمہ داری ہے۔کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ سعودی عرب یا پاکستان کے اکابر تمام مذاہب کے صف اوّل کے دینی رہنماؤں کی ایک کانفرنس بلائیں جس میں مذاہب کے اکابر اور شعائر کی عزت وحرمت پر کوئی متفقہ لائحہ عمل اپنایا جائے۔اللہ تعالیٰ نے ورفعنا لك ذكرك کی جونوید قرآن میں بیان کی ہے اس کی شان کا یہ منظر ہے کہ اہل کفر کی صفوں میں ہزاروں بے نور دلوں میں ایمانی حرارت پیدا ہو رہی ہے۔دنیا میں مصطفوی ﷺ تہذیب وثقافت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔مسلمانوں کی تعداد کیتھولک بھائیوں کی تعداد سے زیادہ ہو چکی ہے۔اب اسلام کے فروغ میں خود مسلمان رکاوٹ ہیں۔اگر ہم میں مطلوبہ تبدیلی آجائے تو چار سُو ان شاءاللہ تبدیل ہو جائے گا:

میں اگرسوختہ ساماں ہوں تو یہ روزِ سیاہ
خوددکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے
کوئی کافر میری تذلیل نہ کرسکتا تھا
مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلماں نے مجھے

(ظفر علی خاں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سیرت النبی ﷺ کانفرنس

سرگودھا یونیورسٹی سے خطاب☆

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام علىٰ نبی الکریم!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾(التوبہ۹:۳۳)

واجب الاحترام پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری صاحب، رئیس الجامعہ سرگودھا، لائق احترام اساتذہ کرام اکابرین سرگودھا عزیز طلبہ وطالبات! آج اس اجتماع میں شریک ہوکر مجھے ایک روحانی مسرت ہورہی ہے، میں یہ محسوس کرتا تھا کہ شاید سرگودھا کی سرزمین یہاں جنم لینے والی برتقالی تہذیب کے حوالے سے ہی دنیا کے اندر برآمدات کا بہت بڑا اعزاز رکھتی ہے لیکن آج مجھے یہ احساس ہوا کہ یہاں کی صرف زمین ہی شاداب نہیں ہے یہاں کے ذہن بھی بہت زرخیز ہیں اور اس اعتبار سے میں آج اپنی سرزمین کے زرخیز دماغوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

مجھے احساس ہے کہ آپ کے رئیس الجامعہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اور

☆ پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم کا ۲۸؍مارچ ۲۰۰۸ء کو کیا گیا یہ خطاب یونیورسٹی آف سرگودھا کے نیوز لیٹر (Neswletter) میں مئی تا جولائی ۲۰۰۸ء کے تین شماروں میں بالاقساط شائع ہوا۔

(محمد شبیر قمر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشامد میری ضرورت نہیں ہے لیکن مجھے یہ احساس ہے کہ یہ ان نابغہ لوگوں میں سے ایک ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے مشرق کی درس گاہوں میں بھی علم حاصل کرنے کی سعادت دی اور مغرب کی بھی انتہائی اعلیٰ معیار کی حامل جامعات سے انھوں نے کسب فیض کیا۔ سرگودھا کی سرزمین خوش نصیب ہے کہ ان کی جامعہ کو ایک ایسے شخص کی رہنمائی حاصل ہوئی جو نہ صرف علم وتدریس میں ممتاز ہوا ہے بلکہ کئی اعتبار سے اس کی تخلیق وتشکیل میں بھی اس نے امتیاز حاصل کیا۔ میں ان کی صدارت میں اپنی گفتگو کو ایک ایسے نا آموز طالب علم کے آموختے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں جو اپنی باتیں محض اس غرض کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ اس گفتگو میں اگر کچھ تسامحات ہوں گے تو ان کی درستگی اور اصلاح کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ میرے لیے یہ لمحات محض ایک سعادت کا درجہ رکھتے ہیں۔

جناب رسالت مآب حضرت محمد ﷺ سے محبت کا وہ طوفان جو پوری دنیا میں ڈیڑھ ارب فرزندانِ توحید کے سینوں میں مچلتا ہے میں خود کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ میں بھی اسی قبیلے کا ایک فرد ہوں لیکن آج ہم جناب رسالت مآب سے صرف چودہ سو انتیس (۱۴۲۹) سال کے فاصلے پر جس صورتحال سے دوچار ہیں وہ تعجب خیز ہے۔ سیرت تو قیامت تک کے لیے انسانیت کے مسائل ومشکلات کا اور اس کے اخلاقی وروحانی افلاس کا ایک مستقل علاج ہے اور اس کائنات کے خالق نے اس سیرت کو انسانیت کی فوز وفلاح کے لیے ایک آخری پیغام کی صورت میں مبعوث کیا تھا۔

حاضرین گرامی! تاریخ انسانی کے اندر مذاہب ایک ایسے اخلاق اور ایسی روحانیت کے متلاشی رہے ہیں کہ جو انسانیت کی روحانی تشکیل اور اخلاقی تعمیر وتربیت میں اور انسانوں کی سیرت سازی میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکے۔ کائنات کا پہلا انسان محض انسان ہی نہیں اس کائنات کا پہلا نبی اور رسول بھی تھا، گویا تخلیق اور ہدایت کا عمل ایک ساتھ شروع ہوا اور دنیا میں جب تک نبوت اور انسانیت کا سفر اور اس کی رعایات ایک جیسی رہی ہیں اس وقت تک انسانیت کی قدریں دنیا کے اندر بلند وبالا ہوتی رہی ہیں' اخلاق اور روحانیت کو سنبھالا ملا ہے اور انسانیت کے ہاں بہتر سیرت کے مظاہر سامنے آئے ہیں۔

لیکن دیکھتے دیکھتے تمدن کے ارتقا کے ساتھ ساتھ' تاریخ کی گردشوں اور کرتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ساتھ' رسالت اور نبوت کے مقاصد میں اور انسانوں کے رویوں کے مابین ایک خلیج پیدا ہوتی چلی گئی' خیر وشر کے قافلے ایک دوسرے سے متصادم ہوئے ہیں اور دنیا کے اندر معروف ومنکر کے اعتبار سے، خیر وشر کے اعتبار سے، بھلائی وبرائی کی قدروں کے اعتبار سے ایک کشمکش تاریخ انسانی کا ایک مستقل حصہ بن گئی جسے تاریخ نے اپنے اوراق کے اندر محفوظ کرلیا۔ پہلے نبی مختلف قبائل، زمانوں، علاقوں، اور زمینوں کی طرف آیا کرتے تھے، بالآخر نبوت کا یہ سفر اپنے نقطۂ اختتام کو پہنچتا ہے۔ یہ زمانی اعتبار سے چھٹی صدی عیسوی کا آخری اور ساتویں صدی عیسوی کا ابتدائی زمانہ ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں دنیا میں بہت ساری تہذیبیں موجود تھیں، جس طرح آج کی دنیا کے اندر کچھ سپر پاورز ہیں اور ان کا آپس میں ٹکراؤ ہے۔ بعینہٖ تاریخ کے اس دور کے اندر مختلف قسم کی تہذیبوں میں تمدنوں میں حکمرانوں میں، مملکتوں میں حتیٰ کہ مذاہب کے اندر بھی ایک مستقل آویزش ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ حجاز کی وہ سرزمین جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا اس کے اردگرد بڑی بڑی تہذیبیں موجود تھیں۔

ذرا اس کے شمال کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیے تو رومیوں کی ایک بہت بڑی سلطنت تھی' پھر بازنطینی تہذیب تھی جو اپنے پورے کرّ وفر کے ساتھ، اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ، اپنے پورے تزک واحتشام کے ساتھ دنیا کے ایک بڑے حصے پر چھائی ہوئی تھی۔ دوسری طرف رومی اپنی تہذیب کے اس عروج پر تھے کہ ان کی تہذیب انسانی درجوں کی بجائے ایک درندگی کا روپ دھارتی دکھائی دیتی ہے، ان کے ہاں ایسے کلوزیم' ایسے اکھاڑے بنائے جاتے تھے جہاں انسانوں کو بھوکے درندوں کے سامنے پھینکا جاتا تھا' جانور اور درندے انسان پر جھپٹتے تھے اور اس کی بے کسی' اس کی بے چارگی اور کسمپرسی سے جو فریاد وفغاں ابھرتی تھی اس کلوزیم کے کناروں پر بیٹھے ہوئے امراء اس سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ Fall of the Roman Empire میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس دور میں ٹھنڈی شکارگاہوں سے شہزادے جب اپنے محلات میں واپس آتے تھے تو وہ غلاموں کے پیٹ چاک کرکے اپنے ٹھنڈے پاؤں اس میں ڈال دیتے تھے تاکہ وہ فطری گرمی (Natural heating) حاصل کرسکیں اور پھر بھی ان کے پاؤں گرم نہ ہوتے تو اور بدنصیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلاموں کے پیٹ چاک کر دیئے جاتے تھے یہاں تک کہ سلطنت کو ایک ڈائریکٹو جاری کرنا پڑا کہ کوئی شہزادہ ایک وقت میں دو سے زیادہ غلاموں کو استعمال نہیں کر سکتا' اس لیے نہیں کہ ان کا جذبۂ ترحم بیدار ہو گیا تھا بلکہ اس لیے کہ کہیں ان کی ضرورتیں اس حد سے نہ بڑھ جائیں کہ غلاموں کی کمی واقع ہو جائے۔

یہی وہ دور تھا کہ جس میں بازنطینیوں اور رومیوں کی دائیں جانب تھوڑا سا مشرق کی طرف دیکھیں تو کسریٰ ایران کی ایک حکومت موجود تھی اور یہ بھی اپنے عہد کی ایک بڑی طاقت ور تہذیب تھی۔ ان کو اپنی زبان و بیان پر بڑا ناز تھا لیکن مانی و مزدک کی تعلیمات دم توڑ چکی تھیں اور اخلاق باختگی اپنے نقطۂ عروج کو چھو رہی تھی۔ ہم نے تاریخ میں یہ بھی پڑھا ہے کہ بہرام نے اپنی بہن کے ساتھ اور یزدجرد نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ شادی کی ہوئی تھی۔ اس سے ذرا اور آگے بڑھتے جایئے، وہ سرزمین شبہ قارہ کی، برصغیر کی، Sub-continent کی، جس سے میرا اور آپ کا تعلق ہے، یہ سرزمین بھی ۳۵ کروڑ خداؤں کا مسکن بنی ہوئی تھی۔ انسان کے جتنے تصورات ہو سکتے تھے ہر تصور نے ایک خدا کا روپ دھارا ہوا تھا حتیٰ کہ مردوں اور عورتوں کی شرمگاہوں کو بھی باقاعدہ یونی اور لنگم کے ناموں سے بتوں کی شکل دی ہوئی تھی اور یہ شکل کچھ اُس دور کے علم الاصنام ہی کا حصہ نہیں تھی بلکہ آج بھی مندروں میں جائیں تو جاہلیت کے یہ سارے مظاہر آپ کو ان مندروں کے اندر دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وہ سرزمین تھی جہاں انسان چار حصوں میں بٹا دکھائی دیتا ہے، برہمنیت خدائی روپ دھارے ہوئے اور روحانیت کی قبا میں ملبوس ہے اور باقی انسانیت ان کے رحم و کرم پر ہے، اس ظلم و ستم کو برداشت کرتی دکھائی دیتی ہے' کوروں اور پانڈوں کی لڑائیاں دکھائی دیتی ہیں۔ مہابھارت اور رامائین کے قصوں کو پڑھیں تو ان میں اس بات کی تعلیم ہے کہ شہزادیاں اور عورتیں کیسے اغوا ہوتی ہیں، ان کا پیچھا کیسے کیا جاتا ہے، ان کی بنیاد پر جنگ کیسے ہوتی ہے، اس جنگ کے اندر مظالم کیا پیش آتے ہیں، اگر اس کی تفصیلات کو پڑھا جائے تو انگریز نے Indian Penal Code کی جو پانچ صد ۵۰۰ دفعات مرتب کی ہیں میرے نزدیک وہ پوری کی پوری مہابھارت اور رامائن کے رزمیہ قصوں کے ہیروز پر لاگو ہو سکتی ہیں۔ اس سے ذرا اور اوپر جھانکنے کی کوشش کریں تو ہمیں بدھ مت کی تعلیمات دکھائی دیتی ہیں، وہ بدھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دنیا کے اندر روحانیت کی تلاش میں نکلا ہوا تھا، اس کی شخصیت ایک دیو مالائی حقیقت اختیار کر لیتی ہے اور اس کی وہ تعلیمات جو اس نے نندا کو دی تھیں ایک ایک کر کے دم توڑتی دکھائی دیتی ہیں حتیٰ کہ مشرق و مغرب کے اندر کوئی اخلاقی قدریں ایسی نہیں تھیں جن کی بنیاد پر یہ بات کہی جا سکے کہ دنیا کے کسی گوشے میں، کسی تہذیبی نظام یا روحانی اقدار کا وجود باقی تھا۔

قرآن مجید نے جب حجاز کی سرزمین کا ذکر کیا تو بطورِ خاص یہ بات بتائی کہ ظهر الفساد في البر والبحر کہ خشکی ہو یا تری وہ ساری کی ساری مظالم سے بھری پڑی تھی۔ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے یہ بات کہی گئی کہ یاد کرو تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر تم لڑتے تھے، اللہ کا تم پر یہ احسان ہے کہ تمھیں بھائی بھائی بنا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کے دور سے متصل بعض جنگیں تو اس قدر بڑی ہو چکی تھیں کہ ایک بھی نوجوان ان قبیلوں کے اندر باقی نہ رہا تھا اور بداخلاقی اپنے عروج پر پائی جاتی تھی۔ عرب کا معاشرہ برائیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود ان کے اندر کچھ خصائص ایسے بھی تھے کہ جن کی بنیاد پر ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس زمانے کی تہذیبوں کے اندر مرکز کے طور پر اس شہر کا انتخاب اس ماحول کے انتخاب اور حجاز کی وادیوں کے اندر نبوت کے ایک آخری انتخاب کے لیے اس جگہ میں کچھ خصائص پائے جاتے ہیں۔ زبان و بیان کے اعتبار سے ان کے اندر بڑی فصاحت و بلاغت موجود تھی، شجاعت موجود تھی، مردانگی موجود تھی، وہ بین الاقوامی تجارت کا ہنر جانتے تھے، ان کے اندر سفارت کاری کی اعلیٰ خوبیاں موجود تھیں اور ان میں ایسے بہت سارے خصائص پائے جاتے تھے جن کے اعتبار سے اگر وہ دین کی طرف راغب ہوتے تو اعلیٰ ترین انسان ثابت ہوتے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی سرزمین کے اندر نبی آخری الزمان ﷺ کو مبعوث کیا جو امن عالم کے لیے ایک ضمانت پیدا کر سکتی تھی۔

زمانہ قبل نبوت میں بھی رسول اللہ ﷺ تاریخی ماحول کے اندر ایک ایسا کردار ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ جہاں امن عالم کی ضمانت مہیا کی جا سکتی ہے۔ ابھی آپ ۲۰ سال کے ہیں جب ایک ایسے معاہدے میں شریک ہوتے ہیں کہ جس میں ظلم کا خاتمہ مقصود ہے اور یہ مطلوب ہے کہ حقوق کے استحصال کی شکلیں ختم کر دی جائیں، لوٹ کھسوٹ کا کلچر ختم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انسانوں کے حقوق کا احترام قائم ہو، حلف الفضول کے نام سے ایک معاہدہ (جس میں فضل نامی بہت سارے لوگ شامل ہوئے) ترتیب پاتا ہے، رسول اللہ ﷺ کو ہم اس معاہدے کے سب سے کم سن فرد کے طور پر وہاں موجود پاتے ہیں، یہ معاہدہ جو چار سطروں پر مشتمل ہے اپنے اندر ایک عجب بصیرت رکھتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اللہ کی قسم ہم سب مل کر مظلوم کے ساتھ ایک ہاتھ بن جائیں گے اور جب تک ظالم سے اس کا حق دلوا نہیں دیا جائے گا اس وقت تک ہمارا یہ معاہدہ برقرار رہے گا۔ آگے عربوں نے اپنی فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے کہا کہ یہ معاہدہ اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک سمندر کی موجیں گھونگوں کو سیراب کرتی رہیں گی اور جب تک پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہیں گے اور جب تک ہماری معیشت کے اندر مساوات اور رواداری قائم نہیں ہو جائے گی۔ اس اعتبار سے یہ ایک بہت خوشگوار عہد نامہ تھا۔ رسول کریم ﷺ اپنے زمانہ نبوت میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس قسم کا معاہدہ آج بھی میرے سامنے پیش کیا جائے تو میں سب سے بڑھ کر اس معاہدے کے لیے پیش قدمی کرنے والا ہوں گا۔ رسول اکرم ﷺ کی بیس سالہ زندگی کے اس واقعہ کے پندرہ سال بعد جب آپ ﷺ عمر مبارک کی ۳۵ ویں منزل میں تھے، عرب کے اندر ایک اور اجتماعی مسئلہ پیدا ہوا، وہ یہ تھا کہ حرم پاک منہدم ہو چکا تھا اور اس کی تعمیر نو کی ضرورتیں درپیش تھیں، اپنی ساری خرابیوں اور اخلاقی زوال کے باوجود عربوں اور قریش کے اندر یہ احساس موجود تھا کہ حرم کی اس عمارت کی تعمیر میں کسی ایسی آمدنی کو صرف نہیں ہونا چاہیے جو ناپاک اور نجس ہو، لہٰذا وہ اپنی تجارت کے حلال رزق کو اس پر لگانا چاہتے تھے، یہی باعث ہے کہ آج بھی آپ نے حرم میں دیکھا ہوگا کہ میزاب کی جانب ایک چھوٹی سی دیوار اس کے اردگرد کھینچی گئی ہے۔ اس لیے کہ قریش کے پاس اتنے جائز وسائل موجود نہیں تھے کہ وہ پورے حرم کی تعمیر مکمل کر سکتے، لہٰذا جزوی طور پر حرم کو تعمیر کیا گیا۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب یہ تعمیر مکمل ہو گئی تو سوال پیدا ہوا کہ بیت اللہ میں حجر اسود کو کون نصب کرے گا۔ یوں قبائل کے اندر ایک نئی خون ریزی کی ابتدا دکھائی دینے لگی تو انھوں نے فیصلہ کیا کہ حجر اسود کی تنصیب کل وہ شخص کرے گا جو سب سے پہلے حرم کعبہ کے اندر داخل ہوگا۔ یہ بات ہم بچپن سے اپنے اساتذہ سے سنتے چلے آرہے ہیں لیکن آپ اندازہ لگایئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بدامنی کی کیفیت کے اندر ایک امن کی کیفیت کو بحال کرنے کے لیے کیسے اپنے رسول ﷺ کا انتخاب کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگلے روز آپ جناب ﷺ ہی سب سے پہلے حرم پاک میں تشریف لاتے ہیں۔

اب اگر آپ ﷺ ہی اس پتھر کو وہاں نصب کر دیتے تو کسی قبیلے کو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن رسول ﷺ کی حیثیت سے انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا جو جذبہ اور انسانوں کے ذہنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے کی جو صلاحیت آپ ﷺ کے اندر موجود تھی وہی بروئے کار آئی، آپ ﷺ پتھر کو ایک چادر کے اندر رکھتے ہیں، سب لوگوں کو بلاتے ہیں اور ایک ساتھ اٹھاتے ہیں اور پھر چادر کے اندر سے اٹھا کر خود اس کو نصب کر دیتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک قصہ اور عام واقعہ ہے لیکن اس کے پیچھے آپ ﷺ کی زمانہ قبل نبوت کی حکمت عملی بھی نظر آتی ہے اور آپ ﷺ کا یہ کردار بھی کہ حجاز کے امن کو برقرار رکھنے کے لیے آپ ﷺ جو اقدامات کر سکتے تھے اس کی انجام دہی کے لیے ہمہ وقت پوری طرح سرگرم دکھائی دیتے ہیں۔

حضرات گرامی! اس کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ رسول ﷺ ایک ایسے منصب پر سرفراز ہوتے ہیں جو کائناتی ہے لیکن اکتسابی نہیں ہے پھر انبیا کی پوری تاریخ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کے استشہاد اور شہادت کے طور پر ایک ایسی بات کہی ہے جسے قرآن نے بھی پیش کیا کہ میں نے ایک عمر تمھارے درمیان گزاری ہے، میرا بچپن تمھارے درمیان گزرا ہے، میری یتیمی کے ایام تمھارے درمیان گزرے ہیں، میری جوانی کے ماہ و سال تمھارے درمیان گزرے ہیں، اس چالیس سالہ زندگی کے ریکارڈ کو ایک شہادت کے طور پر، ایک گواہی کے طور پر ایک دلیل کے طور پر پیش کرتا ہوں، اگر میری یہ قبل نبوت کی سابقہ زندگی کسی بداخلاقی اور دروغ گوئی سے خالی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں نبوت جیسے مقدس فریضے کے اظہار کے لیے کسی غلط بیانی سے کام لوں' اس دلیل کے جواب میں لوگ عاجز ہو گئے تو انھوں نے آپ ﷺ پر طرح طرح کے الزام لگائے۔ آپ ﷺ کو انھوں نے جادوگر کہا' آپ ﷺ کو شاعر کہا' آپ ﷺ کو کاہن کہا اور نہ جانے کیسے کیسے خطابات سے نوازا لیکن کسی میں یہ جرأت موجود نہیں تھی کہ آپ ﷺ کے اخلاق پر انگشت نمائی کر سکے۔ وہ اس زمانے میں بھی آپ ﷺ کو صادق و امین کے لقب کے ساتھ پکارتے چلے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرہ سال تک تکریم آدمیت کی یہ تعلیمات پھیلتی جاتی ہیں۔اس وقت انسانیت کے طور طریقے کیا تھے،ہمیں معلوم ہے اس وقت، دو بڑے ادیان ہمارے سامنے موجود ہیں، یہودیت موجود تھی اور دوسری طرف عیسائیت موجود تھی۔ یہودیت اور نصرانیت کی کشمکش بھی بڑے خوفناک مراحل سے گزر رہی تھی اس اعتبار سے خود قرآن مجید میں نصرانیوں کے ساتھ ایک التفات کا پہلو یہودیت کے مقابلے میں موجود ہے۔ یہ ایک الگ دلچسپ موضوع ہے۔مسلمانوں کو اگر پناہ ملی، مسلمانوں نے اگر مدینے سے باہر اپنے لیے نرم گوشہ محسوس کیا تو وہ یہودی آبادیوں کی بجائے عیسائی سلطنتوں میں تھا۔اس اعتبار سے ایک اور تاریخی پس منظر کی طرف دیکھیے، یہودیت کا آغاز دیکھیے، موسیٰ علیہ السلام ایک ایسی گری پڑی قوم کے پیغمبر تھے جو ظلم کی ستائی ہوئی تھی۔ان سے ڈھورڈنگروں کی طرح کام لیا جاتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے مصر کے اس ماحول میں اس مفلوک الحال قوم کو جو معاشی اعتبار سے، معاشرتی اعتبار سے، سماجی اعتبار سے ہر طرح سے گری پڑی قوم تھی،ظلم سے نجات دلائی،ظلم کے ماحول سے نکال کر وادی سیناء میں لے آئے اور ان کو ایک پناہ گاہ عطا کی۔آج وہی یہود جنھیں ظلم سے نجات دلانے کے لیے ایک پیغمبر وہاں سے نکالتا ہے، دوسری جگہ لاتا ہے، آج وہی قوم دنیا میں ظلم کرنے میں پیش پیش دکھائی دیتی ہے۔یہود کی تاریخ میں اتنا بڑا تضاد موجود ہے کہ وہ اپنی ابتدائی زندگی کی اس تربیت کے برعکس جو ظلم سے نجات پانے پر مبنی تھی چہ جائیکہ وہ اس کے شکرانے کے طور پر دنیا میں امن کی اقدار کو فروغ دیتے' وہ آج تک دنیا کے اندر ظلم کی اقدار کو فروغ دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ان کے ظلم کا یہ عالم تھا کہ ان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے سامنے ایک رقاصہ اپنی بیٹی کے سامنے یہ بات کہتی ہے کہ دیکھو جب تم بادشاہ کے دربار میں کل رقص کرو اور بادشاہ تمھارے رقص کے کمال پر کوئی انعام عطا کرنے کے لیے تمھاری خواہش معلوم کرے تو اس وقت یہ کہنا کہ مجھے یحییٰ علیہ السلام کا سر چاہیے۔تاریخ میں اور خود اناجیل میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ رقاصہ نے اپنا رقص پیش کیا اور جب اس کا رقص اپنے نکتۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا تو بادشاہ نے خوش ہو کر رقاصہ سے کہا کہ بتاؤ تمھیں کیا انعام چاہیے۔تو اس نے کہا مجھے پیغمبر خدا یحییٰ علیہ السلام کا سر چاہیے تاکہ اخلاقی تعلیمات کا وہ باب بند ہو جائے جو ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔اناجیل لکھتی ہیں کہ باقاعدہ یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹا گیا، ایک طشت کے اندر رکھا گیا اور رقاصہ کے قدموں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سجادیا گیا، یہ یہود کی تاریخ کا ایک پہلو ہے اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام جو رسول کریم ﷺ سے پونے چھ سو سال پہلے آتے ہیں انھوں نے کوئی نئی شریعت قائم نہیں کی بلکہ یہود کی گمشدہ بھیڑوں کو اس راستے تک پہنچانے کی کوشش کی جس سے وہ بھٹک گئی تھیں۔لیکن ان کے ساتھ کیا ہوا، انھیں قید میں ڈالا گیا، قید میں اس حال میں رکھا گیا اتنا ظلم کیا گیا، Humiliation اور استہزا کی ایسی حرکتیں کی گئیں کہ ایک موقع تو ایسا آیا کہ یہودی بادشاہ کے دربار کے اندر جوان کی خوشی کا تہوار تھا بادشاہ نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ آج ایک ایسا موقع ہے کہ جس میں میرے پاس دو بڑے مجرم ہیں، ایک بہت بڑا ڈاکو ہے اور دوسرا مسیح ناصری ہے، مجھے مشورہ دیا جائے کہ ان دو مجرموں میں سے کس کو رہا کردوں تو یہودیوں کی سنگ دل کابینہ نے یہ بات کہی کہ یہ تو ممکن ہوسکتا ہے کہ ڈاکو کی رہائی کے لیے سفارش کی جائے لیکن مسیح ناصری کے لیے کسی رحم یا شفقت کی گنجائش نہیں۔اسی عدالت کے اندر وہ مقدمہ چلتا ہے جس کے نتیجے میں جناب مسیح کو صلیب کی سزا دی جاتی ہے۔یہ تو اللہ کا نظام تھا کہ اس نے اپنے پیغمبر کی حرمت اور عزت کو بحال رکھنے کے لیے اسے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا۔یہ یہود ہی تھے جن کے بارے میں قرآن نے چارج شیٹ مرتب کرتے ہوئے یہ بات کہی:

﴿وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (البقرۃ:۲:۶۱)

''یعنی وہ انبیا کو ناحق قتل کرتے تھے''۔

تو دیکھیے کہ جو انبیا کو اس قدر ستاتے تھے باقی مخلوقات کے لیے ان کی ایذا رسانی کی کیفیات کیا ہوسکتی تھیں۔پوری تاریخ ہمیں اس ظلم کے ساتھ داغ دار دکھائی دیتی ہے، یہی وجہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تیرہ سال کی مکی زندگی میں سب سے پہلے تکریم انسانیت کو آگے لے کر گئے اور اس اعتبار سے آپ ﷺ نے اس بات کی کوشش و کاوش کی کہ انسانی قدروں کو فروغ دیا جائے۔وہ ماحول دیکھیے جب تین سال تک شعب ابی طالب کے اندر آپ ﷺ بند کردیے گئے، اس معاشی مقاطعہ کے زمانے میں آپ ﷺ نے ایک ایسے کردار کا مظاہرہ کیا جو تاریخ عالم کے اندر بہت کم دکھائی دیتا ہے۔اس کے مقابلے میں دیکھیے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ جاتے ہیں تو یمامہ کے حاکم ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ ایمان لاتے ہیں اور قریش کو جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ یمامہ کا حاکم اسلام قبول کرچکا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ اس کی بے دینی پر اس کو طعنے دیتے ہیں۔

ثمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دیکھیے میں جس دین کو قبول کر چکا ہوں اب اس نبوت کی حاکمیت کو بھی قبول کر چکا ہوں، لہٰذا یمامہ جو قریش کو گندم کی سپلائی کا سب سے بڑا مرکز تھا اس میں ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ آج کے بعد گندم کا ایک دانہ بھی حضرت محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر قریش کو میسر نہیں آئے گا، اب قحط کی صورت پیدا ہو گئی اور قریش کے بچے بلبلانے لگے، گھروں میں فاقوں کی نوبت آنے لگی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی اپنے اس صحابی ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ سے فرمایے کہ وہ یہ بندش جو گندم نہ بھیجنے کی ہے اسے اٹھالے۔ وہ شخص جس کو تین سال تک گندم کے ایک ایک دانے سے روکا گیا (شعب ابی طالب میں) اس نے تین منٹ بھی نہ لگائے اور فوری طور پر ثمامہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہا کہ ان کو گندم کی رسد مت روکیے اور فوری طور پر گندم کی سپلائی جاری کیجیے۔ یہ امن ومحبت کی ایسی مثال تھی جو ریاستی سطح پر قائم ہو رہی تھی اور ریاستی سطح کے اعتبار سے ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لے جاتے ہیں، مدینہ جانے سے پہلے آپ ﷺ ایک پیغمبر تھے، نبی آخر الزماں تھے لیکن مدینہ پہنچتے ہی آپ ایک ریاست کے حکمران بھی تھے۔ اگرچہ وہ ریاست ابتدائی طور پر چار مربع کلومیٹر تک محدود تھی جو بڑھتے بڑھتے بارہ لاکھ مربع میل سے زیادہ پھیلتی چلی گئی لیکن اس چار مربع کلومیٹر کی ریاست کے لیے بھی سب سے پہلے اس کا دستور لکھوایا گیا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بجا طور پر یہ فرمایا ہے کہ تاریخ انسانی کے اندر یہ کسی ریاست کے لیے کسی حکمران کا لکھوایا ہوا پہلو دستور ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یونان کے اندر ایتھنز اور سپارٹا کے اندر دساتیر موجود تھے لیکن وہ کسی حکمران کے لکھوائے ہوئے نہیں تھے۔ تاریخ انسانی کا وہ پہلا دستور جو رسول اللہ ﷺ نے ایک حکمران کی حیثیت سے لکھوایا وہ دستور ایک cosmopolitan society کا دستور تھا، شاید اس زمانے میں کوئی دوسرا ایسا مرکز موجود نہیں تھا جسے ہم ایک cosmopolitan city کا نام دے سکیں۔ اس لیے کہ وہاں پر یہود کے تین قبائل بنوقینقاع، بنونظیر اور بنوقریظہ بھی موجود تھے۔ وہاں نصاریٰ کے قبائل بھی موجود تھے، وہاں مہاجرین کی ایک خاص تعداد جو تین سو کے قریب بنتی ہے وہ بھی موجود تھی، اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے یہ ایک ایسا شہر تھا، ایک ایسا مرکز تھا کہ جس کے اندر مختلف علاقوں، تہذیبوں، مذاہب اور نسلوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہو چکے تھے۔ آپ میں سے اگر کوئی Constitutional Law کا طالب علم ہے تو میں اسے دعوت دوں گا کہ دیکھیے constitution کی ایک خاص زبان ہوتی ہے، اس کی ایک خاص phraseology ہوتی ہے، اس کو سامنے رکھ کر میثاق مدینہ کو پرکھے اور دیکھے کہ اس کی زبان کیا ہے؟ اس کا آغاز کیا ہے؟ اس کے مطالب کیا ہیں؟ اس میں کن رعایات کو پیش کیا گیا ہے؟ حقوق و فرائض کے تعین کے لیے کس درجے بالغ نظری سے بات کی گئی ہے۔ اگر میثاق مدینہ کا آپ مطالعہ کریں تو اس کا نچوڑ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ مختلف الخیال سوسائٹی کو ایک امن اور ہم آہنگی کے اندر کیسے پرو دیا جا سکتا ہے؟ یہ دستاویز اسی کی طرف راہنمائی کرتی دکھائی دیتی ہے۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ میثاق مدینہ دنیا کے اندر امن کو برقرار رکھنے کے لیے کل بھی ایک مثالی دستاویز تھا اور آج بھی ایک مثالی دستاویز ہے اور قیامت تک وہ ایک مثالی، آفاقی اور کلیدی دستاویز کے طور پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ پوری انسانیت کے کام آسکتا ہے۔ وقت نہیں ہے کہ میں تفصیل سے آپ کو آگاہ کروں کہ رسول اللہ ﷺ نے وقفے وقفے کے ساتھ چودہ معاہدات کیے اور یہ معاہدات ان مختلف قبیلوں کے رئیسوں کے ساتھ بھی ہیں مختلف قبائل کے سربراہوں کے ساتھ بھی ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ۱۹۴۱ء میں ''الوثائق السیاسیہ'' کے نام سے جو معاہدات جمع کیے ان کے اندر یہ سارے متون موجود ہیں، ذرا ان کو پڑھ کر دیکھیے ان کی روح کیا ہے، وہ کس طریقے سے امن کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

اور ان سارے معاہدات کا جو کلائمیکس ہے وہ صلح حدیبیہ کے اندر آپ کو دکھائی دے گا کہ جب آپ ﷺ کے پاس قوت بھی موجود تھی۔ جب مسلمان تین سو تیرہ تھے تو اس زمانے میں ایک باقاعدہ غزوے میں شریک ہوئے لیکن جب وہ چودہ سو سے پندرہ سو کی تعداد میں تھے تو انھوں نے ایک ایسے معاہدے کو قبول کیا جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اطاعت رسول ﷺ کے پورے جذبے کے باوجود بھی قلوب میں ایک خلفشار محسوس کیا لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک پیغمبر ﷺ کی نظر اور ایک عام آدمی کی نظر میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ یہ وہ فتح مبین ہے جو بظاہر مغلوبیت کے اندر ڈھلی دکھائی دیتی ہے۔ وقت نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کر دیا کہ امن عالم کا سفیر انسانیت کے لیے کیسی قدروں کو پیش کر رہا ہے اور امنِ عالم کی تشکیل کے لیے کیسے معاہدات کو پیش کر رہا ہے۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ تاریخ انسانی کے اس مرحلے پر جو رسول اللہ ﷺ کے عہد رسالت سے تعلق رکھتا ہے ان چودہ معاہدات کا بھی تفصیل کے ساتھ مطالعہ ہونا چاہیے۔

مغربی دانشوروں نے اس بات کو بہت زیادہ پھیلایا ہے کہ اسلام تو جنگ جوئی کا مذہب ہے جو تلوار کے ذریعے سے پھیلا ہے، بھلا ہو سر سید احمد خاں کا، ہم انھیں بہت مطعون کرتے ہیں اور بلا شبہ بعض لوگوں کو ان کے مذہبی نظریات سے اختلاف بھی ہو سکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی محبت میں جو اس شخص کی خدمات ہیں وہ بھی عجیب وغریب ہیں۔ سر ولیم میور کی کتاب پر کوئی ریلی نکالنے کی بجائے، کسی سڑک پر ٹائر جلانے کی بجائے، کوئی ایک بہت بڑا احتجاجی جلوس نکالنے کی بجائے وہ شخص اپنے گھر کا سامان بیچتا ہے، اپنی ملازمت اور معمولی درجے کی نہیں سیشن جج کی ملازمت جسے اس زمانے میں صدالصدور کہتے تھے اس سے استعفیٰ دیتا ہے، ساری جمع پونجی لے کر وہ شخص اس کتاب کا جواب لکھنے انگلستان جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ولیم میور کی چار جلدوں پر مبنی کتاب میں سے وہ صرف ایک جلد کا جواب لکھ پاتا ہے، اس کے بعد اس کے وسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ محسن الملک کے نام جو سر سید کے خطوط ہیں ان کو پڑھیے اور پھر دیکھیے کہ عشق رسول ﷺ میں دھڑکتا ہوا دل ودماغ کیا کام کرتا ہے۔

یہ ایک ایسی صورتحال ہے جو ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں جب اسلام پر دشمنان اسلام کے الزامات بہت بڑھ گئے تو سر سید نے ڈاکٹر آرنلڈ کو جو علی گڑھ میں پروفیسر تھے کہا کہ آپ ایک غیر متعصب انسان ہیں، آپ علمی اعتبار سے اس اعتراض کا جواب لکھیے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ یہ آرنلڈ جو شبلی کے دوست اور علامہ اقبال کے استاد تھے، بڑے عجیب آدمی تھے، شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ پہنتے تھے، گھر میں لوگوں کو افطاری کی دعوت دیتے تھے اور مسجد کی سیڑھیوں پر ساری تراویح کو سنتے تھے، انھوں نے جواب لکھا۔ سر سید کی زندگی میں وہ جواب تیار ہوا، The Preaching of Islam کے نام سے آرنلڈ کی کتاب دنیا کے سامنے آئی۔ افسوس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کا انتقال ہو گیا تھا لیکن کتاب وہ دے چکے تھے اور خود آرنلڈ کے شاگرد مولوی عنایت اللہ جو مولوی ذکاء اللہ کے بیٹے تھے انھوں نے اس کا ''دعوت اسلام'' کے نام سے اردو زبان میں ترجمہ بھی کیا۔ اس کتاب کا آج بھی مطالعہ کیجیے، آرنلڈ نے بڑے دلائل کے ساتھ یہ واضح کیا ہے کہ اسلام کی تلوار امن عالم کو برقرار رکھنے کے لیے تھی، اسلام کو پھیلانے کے لیے نہیں تھی۔ مسلمان ذرا خوش عقیدہ واقع ہوئے ہیں، وہ تحقیق میں نہیں جاتے۔ علامہ اقبال کو بھی شکوہ تھا پنجاب کے لوگوں سے اور میں بھی پنجاب میں رہنے والا ہوں، یہ شکوہ مجھ سے بھی وابستہ ہے کہ:

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد

تو اقبال کو اہل پنجاب سے یہ شکایت تھی کہ یہاں کے لوگ تحقیقی ذہن نہیں رکھتے۔ اگر تحقیقی اعتبار سے اعداد و شمار کی دنیا میں دیکھیں تو رسول ﷺ نے اپنی زندگی میں بیاسی چھوٹی بڑی جنگیں لڑیں، ان میں ۲۸ غزوات اور ۵۴ سرایا ہیں۔ ان ۸۲ جنگوں میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ہیں ان کی کل تعداد ۲۶۹ سے زیادہ نہیں اور جو کفار مارے گئے ہیں ان کی تعداد ۷۶۹ سے زیادہ نہیں ہے۔ اگر ۷۶۹ اور ۲۶۹ کو آپس میں ملایا جائے تو یہ ایک ہزار اٹھارہ افراد بنتے ہیں جو بیاسی جنگوں میں کام آئے، صرف ایک مسلمان تھا جو قیدی بنا جبکہ دشمن کے قیدیوں کی تعداد ۶۵۶۴ تھی۔

تو حضرات گرامی ان ۶۵۶۴ قیدیوں میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ نے فوری طور پر رہا کر دیا، اب صرف ۲۱۷ آدمی باقی بچتے ہیں۔ پھر دیکھیے روم اور شام کی لڑائیوں کے وقت جب لشکر ترتیب دیا جا رہا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے سالار نہیں تھے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے سالار نہیں تھے، حیدر کرار رضی اللہ عنہ اس کے سالار نہیں تھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اس کے سالار تھے اور یہ انھی میں سے تھے جو غلاموں کے درجے میں آتے ہیں۔ یہ اس لیے تھا کہ یہ جنگ کسی بڑے کی بڑائی منوانے کے لیے نہیں لڑی جا رہی تھی۔ اسلام نے ان جنگوں کو امن کی تعلیم کا ذریعہ بنایا اور پھر آپ دیکھیے کہ جہاد کے مقاصد نے دنیا کو بدل دیا، تاریخ انسانی کے اندر بڑی ہولناک جنگوں کا تصور اس سے پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پایا جاتا ہے، برصغیر کی سرزمین میں ایک ایک لاکھ لوگوں کو قتل کرنے کے ہمارے سامنے دستاویزی ثبوت موجود ہیں' لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس جنگ کو جہاد میں تبدیل کیا ہے۔اور امن عالم کی سلامتی کے لیے جو ضمانتیں فراہم کیں ان کا نتیجہ کیا نکلا۔ جنگ اور جہاد تین مقاصد کے علاوہ کسی چوتھے مقصد کے لیے نہیں تھا، ان میں سے اولین اور بنیادی مقصد اعلاء کلمتہ الحق ہے کہ دین کو اور توحید کو دنیا میں پھیلا دیا جائے، دوسرا مقصد یہ تھا کہ زمین کے اندر وہ لوگ جو کمزور بنا دیے گئے تھے ان کو کسی طریقے سے اوپر اٹھایا جائے اور تیسرا مقصد فتنے کا استیصال تھا۔

تو اسلامی جہاد دنیا میں امن برقرار رکھنے کے لیے تھا۔اہل علم اس بات کو جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی جنگوں کے حوالے سے بعض لوگوں نے مغازی کی کتابیں لکھی ہیں لیکن کچھ لوگ وہ تھے جنھوں نے مغازی کی کتابیں نہیں سیر کی کتابیں لکھیں اور سیئر کی کتابوں میں جنگ کے دوران اور جنگ کے بعد کے واقعات میں اسلام کی تعلیمات بیان کی گئیں۔تاریخ انسانی کے اندر اور علوم وفنون کی دنیا میں پہلی دفعہ مسلمانوں نے جنگ کے درمیان اور جنگ کے اثرات مابعد سے نمٹنے کے لیے باقاعدہ قانون بنائے اور کہا کہ کسی بچے پر، عورت، بوڑھے، غیر مقاتل یا کسی غلام پر ہاتھ نہیں اٹھایا جا سکتا۔لاشوں کا مثلہ نہیں بنایا جا سکتا، بھاگتے ہوئے لوگوں پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔تمھارا لشکر اگر شام کی پناہوں میں پہنچے تو صبح کا انتظار کرے۔رات کی تاریکی میں حملہ نہیں کیا جا سکتا، دشمن کی فصلوں کو جلایا نہیں جا سکتا، سایہ دار درختوں کو کاٹا نہیں جا سکتا، تاریخ انسانی کا یہ باب بہت ہی عجیب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ۱۰۴ سے زیادہ مکاتیب اور خطوط آس پاس کی ریاستوں کے حکمرانوں کو جو مختلف ریاستوں اور قبائل کے سربراہ تھے ان کو لکھے،ان مکاتیب کا مطالعہ کیجیے ان کے مطالعے سے آپ کو دکھائی دے گا کہ علاقائی امن اور پوری انسانیت کے امن کے لیے ایک پیغام ان خطوط کے اندر موجود تھا۔ان کا تو آغاز ہی اس لفظ سے ہوتا ہے۔السلام علیکم یعنی تم پر سلامتی ہو۔

ہم نے کبھی اس لفظ کی قدر نہیں پہچانی،اس کا وزن محسوس نہیں کیا کہ ہم ایک دوسرے کو کیا پیغام دے رہے ہیں۔ایک شخص سلامتی کی دعا کرتا ہے،دوسرا جواباً سلامتی کی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے، ہمیں تو شاید اپنی ان حسنات virtues اور اقدار values کا احساس بھی نہیں ہے۔

مجھے احساس ہے کہ وقت کم ہے اور میں آپ کے حوصلے اور صبر کا زیادہ امتحان نہیں لینا چاہتا لیکن آج کی دنیا کے لیے جوامن عالم کی تلاش میں نکلی ہوئی ہے ایک پہلو کو خوب واضح کرنا چاہتا ہوں۔ آج کی دنیا میں حقوق کا بہت بڑا چرچا ہے، عورتوں کے حقوق کے بارے میں اور دہشت گردی کے حوالے سے چارج شیٹ ہمارے اوپر مرتب ہوتی ہے کہ شاید مسلمانوں کے نام سے یہ ڈیڑھ ارب انسان دنیا کے ۵۸ ملکوں میں یا دنیا میں پائے جانے والے ۱۹۲ ممالک میں جہاں جہاں بھی کسی حیثیت میں موجود ہیں یہ سارے کے سارے دہشت گرد ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ۲۰۰۵ء میں میں علی گڑھ یونیورسٹی میں موجود تھا، وہاں ایک شعبہ Theology بھی ہے، اس Theology کے شعبہ میں مختلف مذاہب کے لوگ تھے۔ ایک پارسی پروفیسر نے مجھ سے کہا کہ جناب شاکر صاحب کیا وجہ ہے کہ دنیا میں کوئی سکھ کو دہشت گرد نہیں کہتا، ہندومت کو ماننے والے کو دہشت گرد نہیں کہا جاتا، پارسیوں اور زرتشت کے ماننے والوں کو کوئی دہشت گرد نہیں کہتا' عیسائیوں اور یہودیوں کو کوئی دہشت گرد نہیں کہتا، لے دے کے جب بھی تان ٹوٹتی ہے تو مسلمانوں کو ہی دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ خیر اپنے طور پر اس سوال کی کئی جہات تھیں لیکن میں نے بڑی سادگی کے ساتھ ان سے کہا کہ پروفیسر صاحب! مسلمان کسی بھی سرزمین پر حملہ آور نہیں ہوتے ہیں' کسی دوسرے کی زمین کے مدعی بھی نہیں ہیں، وہ محض اپنی Territorial Jurisdiction کے اندر اپنے حقوق کے تمنائی ہیں، وہ محض اپنے معصوم شہریوں کے تحفظ کے لیے ہتھیار اٹھاتے ہیں۔ ان کی حکومتیں اس مرغی کی طرح ہیں جو بلی کو اپنے چوزوں پر حملہ آور ہوتا دیکھتی ہے اور بلی کی خونخوار قوت کا اندازہ کیے بغیر پر پھڑ پھڑاتی ہے اور مقابلہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر وہ مرغی دہشت گرد ہے تو ہاں مسلمان اس مرغی کی طرح دہشت گرد ہیں اور حملہ آور بلی کی طرح امن پسند۔ مغرب کو انسانی حقوق کا بڑا دعویٰ ہے' ۱۲۱۵ء میں میگنا کارٹا کی جس دستاویز کا ذکر آتا ہے اس کو بنظر عمیق پڑھ لیا جائے، یہ کنگ جان اور اس زمانے کے لارڈز کے درمیان مراعات کی ایک دستاویز تھی جس کو دنیا میں انسانی حقوق کی پہلی دستاویز کا نام دے دیا گیا۔ یورپ نے انقلاب فرانس کے ذریعے ایک بہت بڑی تاریخی کروٹ لی ہے، اس سے وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سیاست میں بڑا جوہری فرق آیا، وہاں کی سلطنتوں میں شکست وریخت کا عمل شروع ہوا۔ مجھے انقلاب فرانس اور اس کے حوالے سے پیدا ہونے والے لٹریچر کی افادیت کا احساس ہے لیکن یہ کہنا کہ اس سے انسانی حقوق کو کوئی عظمت میسر آئی میں اس کو کسی دلیل کے بغیر تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۵ء تک چار سالوں میں امریکہ میں اپنے ہی حقوق کا استحصال ہوتا چلا گیا۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو انسانی حقوق کے عالمی معاہدات واعلانات کے بعد اقوام عالم میں حقوق کی حفاظت اور امن عالم کی ضمانت لانے کے بعد کتنی درندگی دنیا میں پھیل رہی ہے۔ کتنے ملین لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ ہمیں اس کا بھی علم ہے لیکن ذرا دیکھیے میں توجہ دلانا چاہوں گا ہم میں سے ہر ہر واعظ کو اس بات کا علم ہے، ہر خطیب اس بات کو بیان کرتا ہے، علوم اسلامیہ کا ہر پروفیسر اس بات کو لکھتا ہے کہ جناب بنیادی حقوق کی ایک بہت بڑی دستاویز خطبۂ حجۃ الوداع ہے لیکن میں توجہ دلانا چاہوں گا کہ یہ خطبۂ حجۃ الوداع جو ایک لاکھ چالیس ہزار سینیٹرز کی ایک اوپن اسمبلی کے اندر پیش کیا گیا، ذرا اس کی ۴۷ دفعات کا ایک دفعہ مطالعہ کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا آغاز اس اصول کے اعلان سے کیا کہ دنیا کے تمام انسان برابر ہیں، آپ ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں اس برابری کے ماحول کو پیدا کیا، مواخات قائم کی، انصار اور مہاجرین کے اندر اخوت پیدا کی۔ ۴۵ خاندانوں کو اس درجے ملایا کہ وہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ شاید وہ وراثت میں بھی حصہ دار بنا دیے جائیں۔ پھر آپ یہ دیکھیے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سگی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح ایک غلام سے کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جاہلیت کے سارے قتل میں معاف کرتا ہوں اور پھر فرمایا میں اپنے خاندان میں ربیعہ بن حارثہ کا قتل معاف کرتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں جاہلیت کے سارے سود ساقط کرتا ہوں اور پھر فرمایا میں سب سے پہلے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا سود ساقط کرتا ہوں۔ اس اعتبار سے ایک ایک کر کے ان ۴۷ حقوق کو دیکھتے چلے جایے اور پھر غور کیجیے کہ تاریخ انسانی میں یہ پہلا موقع تھا کہ حقوق کا اعلان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں ہو رہا ہے اور اس پر عمل درآمد کی مثال پہلے قائم کی جا رہی ہے۔ یہ تاریخ انسانی کی واحد دستاویز ہے جس کے توسط سے کسی شرط کے اور تدریج کے بغیر آسمان کے حاکم نے زمین کی سب سے معتبر شخصیت کی زبان بلاغت نظام سے حقوق کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور آج بھی یہ ۴۷ حقوق ایسے ہیں کہ جن کی آج دنیا میں کوئی ضمانت موجود نہیں۔ معاشیات دان اس کو سمجھتے ہیں کہ دنیا کی ۶۰ فیصد مجموعی دولت ایسے ہتھیاروں کو بنانے میں صرف ہو رہی ہے کہ کیسے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ انسانوں کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ آج امن ناپید ہے، اس کی دوسری طرف امت مسلمہ ہے جو اقدار کے بحران میں بھی پھنسی ہوئی ہے اور اسباب کے بحران میں بھی۔ روس نے تھوڑے سے سالوں کے اندر ۱۵ لاکھ انسانوں کا خون بہایا اور آج ایک ایک دن کے اندر اتنا قتل و غارت کا کام ہو رہا ہے جتنا آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور دور نبوت کے مجموعی سالوں میں نہیں ہوا تھا، پھر ہم آج کس زبان سے اس بات کو کہہ سکتے ہیں اور کن کانوں سے اس بات کو سن سکتے ہیں کہ خون بہانا مسلمانوں کا شیوہ ہے۔ میرے نزدیک اگر کوئی عدالت انصاف عالمی سطح پر قائم کی جائے اس بات کا یقین کرنے کے لیے کہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد کون ہے؟ تو نام لیے بغیر اپنے دلوں کی دھڑکن میں آپ اسے محسوس کرتے ہیں، کوئی نام لیے بغیر آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ دنیا کے اندر سب سے بڑی درندگی کی تہذیب کا حامل کون ہے۔ آپ اس کے نام کا تعین کر سکتے ہیں۔ آپ کا دماغ واضح کر دے گا۔ اب تو اس کی اپنی سرزمین کے اندر اس کی درندگی پر احتجاج شروع ہو گیا ہے۔

اسلام سائنس اور ٹیکنالوجی کا دشمن نہیں، مجھے تو یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف اپنا ایک وفد ہتھیار خریدنے کے لیے بھیجا تو اس سے یہ کہا کہ دیکھو یمن کے ماہرین منجنیق اور دبابہ بھی خرید و گے اور ساتھ ٹیکنالوجی بھی خرید و گے۔ میرا پیغمبر ﷺ تو اپنے زمانے کی آخری وسعتوں تک پہنچا ہوا تھا۔ ٹیکنالوجی کا اسلام دشمن نہیں۔ قرآن مجید کو پڑھیے قرآن مجید میں بمشکل پانچ سو آیتیں ایسی ہیں جو معروف اور منکر کا تعین کرتی ہیں، جو خیر اور شر کا تعین کرتی ہیں، جو حلال اور حرام کا تعین کرتی ہیں۔ جو نصوص کا تعین کرتی ہیں۔

مجھے بتایا جائے کہ اگر پانچ سو آیتوں سے زیادہ احکام کی آیتیں نہیں ہیں تو باقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھے ہزار آیتوں کے مضامین کیا ہیں۔ وہ یہی کائنات کی تفسیر ہے، اس کی فطرت کے اسرار و رموز کو سمجھنا ہے، اسرار فطرت کو گرفت میں لانا ہے اور یہی وہ علم کی دولت ہے جس میں مسلمانوں کو آگے چلنا چاہیے۔ ہم حسن عقیدت کے اندر زندہ رہنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں، حالانکہ قرآن نے تو قوموں کا قانون عروج وزوال پیش کیا تھا۔ اگر ہمیں نبی مکرم ﷺ سے سچی عقیدت ہے تو آیے اس نظام فطرت کو سمجھیں اور امن عالم کے لیے اس کو پورے اعتماد کے ساتھ پیش کریں اور دنیا میں روحانی آسودگی کے احیا کے لیے اسلام کی رہنمائی میں آگے چلیں۔

میں ممنون ہوں اس محبت اور حسن سماعت کے لیے جس کے ساتھ آپ نے میری اس انتہائی منتشر قسم کی گفتگو کو سننے کی تکالیف گوارا کی۔ اللہ تعالیٰ میری اس گفتگو کو قبول فرمائے اور اگر اس کے اندر کوئی حرف نصیحت موجود ہے تو ملت اسلامیہ کو اس کی روشنی میں اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ فرض یوں تو معاشرے کے ایک ایک فرد کو ادا کرنا ہے لیکن سب سے بڑھ کر تعلیمی درسگاہوں پر ارباب دانش پر، اہل تحقیق پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اعتماد کے ساتھ آگے بڑھیں اور روحانیت کی دولت اور اخلاق کا یہ پیغام انسانیت کو مادیت کی ہلاکت خیز وادیوں سے نکالنے والا یہ لائحہ عمل دعوتی انداز میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہارس کتب سیرت

سیرت النبی ﷺ ایک سدا بہار موضوع ہے، حقیقت بین نگاہوں سے دیکھا جائے تو قرآن مجید سیرت نبوت کی سب سے اولین کتاب ہے جس میں سب سے زیادہ جامع اور مستند لوازمہ پیش کیا گیا ہے۔ پہلی صدی ہجری سے گزشتہ چودہ صدیوں میں سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر دنیا کی کم وبیش پچاس زبانوں میں ہزاروں کتابیں اور لاکھوں مضامین ومقالات لکھے جا چکے ہیں اور ہنوز یہ سلسلۂ سعادت جاری ہے اور ان شاء اللہ تا ابد برقرار رہے گا۔ سیرت نبوی ﷺ کا یہ تمام تر لوازمہ ذیل کے مراجع، منابع اور مصادر کی شکل میں موجود ہے:

❀ قرآن مجید ❀ کتب احادیث ❀ خطبات، مکاتیب، معاہدات، دستاویزات سیرت ❀ کتب سیر ومغازی ❀ کتب تاریخ ❀ کتب تفاسیر ❀ کتب شمائل ودلائل ❀ کتب آثار واخبار ❀ کتب انساب ❀ کتب جغرافیۂ عرب ❀ کتب تاریخ الحرمین الشریفین ❀ کتب اسماء الرجال ❀ کتب ادبیاتِ عربی ❀ اطلس وخرائط سیرت ❀ حرمین کے سفرنامے ❀ کتب نعت رسول مقبول ﷺ ❀ کتب سیرت از مستشرقین ❀ غیر مسلم مصنفین کی کتب سیرت۔

سیرت نبوی ﷺ کا یہ تذکار جلیل مخطوطات اور مطبوعات کی صورت میں سیکڑوں ممالک کے ہزاروں اداری اور شخصی کتب خانوں کی زینت ہے اس گنجینۂ سیرت میں ایک طرف اگر مدح وتوصیف کا اسلوب ملتا ہے تو دوسری جانب مستشرقین کی تحقیق کے نام پر معاندانہ روش بھی دکھائی دیتی ہے۔ راقم کے محدود مطالعہ اور مختصر مشاہدہ کے مطابق سیرت کے درج ذیل تین ذخائر لائق توجہ ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) ذخیرۂ سیرت واقع حرم نبوی ﷺ متصل باب عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان۔

(ب) ذخیرۂ سیرت واقع ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری، ادارہ تحقیقات اسلامی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

(ج) ذخیرۂ سیرت پروفیسر عبدالجبار شاکر، واقع بیت الحکمت، لاہور

مذکورہ کتب خانوں اور شخصی ذخائر میں حرم نبوی ﷺ کے ذخیرۂ سیرت میں صرف عربی زبان کی چھ سو کے قریب کتب موجود ہیں، جس سے زائرین اور محققین نمازوں کے مخصوص وقفوں میں استفادہ کر سکتے ہیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کی مخصوص لائبریری میں متعدد زبانوں میں دو ہزار کے قریب معیاری کتب موجود ہیں۔ بیت الحکمت لاہور کے گنجینۂ سیرت میں دنیا کی پچیس زبانوں میں پانچ ہزار سے متجاوز کتب و رسائل موجود ہیں۔ کتب سیرت کے کتابیاتی کوائف کی جمع و ترتیب کے حوالے سے متعدد کوششیں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں اور چند ہنوز غیر مطبوعہ فہارس کی صورت میں کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ہم یہاں پر چند ایسی فہارس کی تفصیل پیش کر رہے ہیں جو ادارہ تحقیقاتِ اسلامیؒ کی ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری اور بیت الحکمت لاہور کے شعبۂ ہائے سیرت میں موجود ہیں:

1- معجم ما الف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم / الدکتور صلاح الدین المنجد/ دار الکتاب الجدید، بیروت، لبنان ۱۹۸۲ء/ ص ۴۲۴۔

2- معجم ماکتب عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واھل البیت صلوات علیھم اللہ / تالیف عبدالجبار الرفاعی/ ج ۱ ص ۵۹۲ مندرجات ۲۹۵۸، ج ۲ ص ۴۸۶ مندرجات ۲۹۵۸-۵۸۶۹، ج ۳ ص ۴۳۰ مندرجات ۵۸۷۰-۸۴۹۸/ سازوسامان چاپ وانتشارات وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، تہران، چاپ اول ۱۳۷۱ ہجری شمسی۔

(اس کتاب کی ۱۱ جلدوں میں سے اولین تین سیرت نبوی ﷺ سے متعلق ہیں)

3- فہرس السیرۃ النبویہ/ مرتبہ معھد البحوث العلمیہ واحیاء التراث الاسلامی، جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ (سلسلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فهارس المخطوطات المصوره) (٦)/جمادی الاول ۱۴۱٦ھ/ص ۲۰۵۔

4- قائمة بيليوجرافية موضوعية عن "السيرة النبوية" وزارة الأوقاف والشئون الاسلامية، الكويت، محرم ۱۴۲۳ھ/ص ۸۷۔

5- Guide to Sirah and Hadith Literature in Western Languages, Series Editor Ziauddin Sardar. Eds. Munawar Ahmad Anees and Mia N. Ather. Mensel Publishing Limited. London and New York 1986: 371p. [(2966 Books) and Refrences]

6- Hamadeh, Muhammad Maher
Muhammad the Prophet: A Selected Bibliography, Ph.D. Dissertation. Unoversity of Michigan, 1965. Contains 1518 entries.

7- A Catalogue of Books on Seerat-un-Nabi and Fiqh-e-Islami, edited by Abdul Hafeez Akhtar, Available in the Liaquat Memorial Library, Karachi and the National Library of Pakistan/ Islamabad; Department of Libraries, Ministry of Education, Government of Pakistan, 1979. 238p.
Contains 1144 Urdu and 281 English entries: (Total 1425)

8- An Analytical Guide to the Bibliographies on Islam, Muhammad and the Qur`an/C.L. Geddes. Denver, Colo: The American institute of Islamic Studies. 1973. 102p.

9- Hadith and Sirah Literature in Western Languages: A Bibliographic study/ Compiled and edited by Munawar Ahmed Anees, Alia Naseem Athar. Bloomington, 1980. 462p. Contains 1604 entries of books and periodical articles.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10- Index Islamicus
(1665-1905) Compiled by, W.H.Behn. Millersville. Pa: Adiyak Publication, 1989. 869p.

11- Index of Islamic Literature, Leicester, Uk: The Islamic Foundation, 1986.

12- Index Islamic, 1906. London: Mansell, 9 Vols.

13- Books on sirah in Western Languages, Compiled by . Sher Nowrooz Khan, available in Islamic Research Institute Library: 27p (Unprinted catalogue of 260 books)

-14 فہرست کتب سیرت (نمائش کتب سیرت، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور) مرتبہ: حافظ احمد یار/ مجلس اسلامیات، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور، جون ۱۹۶۳ء، ص ۱۱۲+۱۱۔

-15 ''ارمغان حق'' ۱۴۰۰ھ کتب سیرت، ج ۱، سید افتخار حسین شاہ، بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان ۱۹۸۰ء، ص ۲۷۴، ج ۲، ۱۹۸۱ء، ص ۴۵۳+۲۶۔

-16 فہرست (قومی نمائش کتب سیرت ۱۹۸۴ء) مرتبہ ادارہ تحقیقات اسلامی، س۔ن، ص ۲۷۴۔

-17 سیرت النبی ﷺ (کتابیات) مرتبہ اکرم ضیاء، قائد اعظم لائبریری، لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۲۳۔

-18 پاکستان میں شائع ہونے والی کتابوں کی جامع فہرست ''سیرت رسول ﷺ'' مرتبہ شیخ مبارک محمود پانی پتی، لاہور، نیشنل بک سنٹر آف پاکستان، (اسلام آباد) ۱۹۷۳ء ص ۵۰۔

-19 سیرت رسول ﷺ (جامع فہرست مطبوعاتِ پاکستان) (۱۹۷۳ء۔۱۹۸۷ء) مرتبہ: پروفیسر حفیظ تائب، نظر ثانی از ڈاکٹر انور محمود خالد، نیشنل بک کونسل آف پاکستان (اسلام آباد) ۱۹۸۸ء ص ۱۳۱۔

-20 اردو نثر میں سیرت رسول ﷺ، (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی) ڈاکٹر انور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمود خالد، اقبال اکیڈمی پاکستان، لاہور ۱۹۹۸ء، ص ۸۵۲۔

-21 سیرت نبوی (ﷺ) کے مصادر و مراجع، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور، جنوری ۱۹۹۴ء ص ۶۲۔

-22 قاموس الکتب اردو، مرتبہ: انجمن ترقی اردو پاکستان، زیر نگرانی ڈاکٹر مولوی عبدالحق، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان ۱۹۶۱ء، ص ۶۹۱ تا ۷۷۶ (نمبر ۶۸۴۹ تا ۷۷۳۸)

-23 رحمۃ للعالمین ﷺ، کتابیاتی جائزہ، ہدایت اللہ، سنگ میل، لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۱۶۰، اردو۔ ۹۸۴، پشتو (۶) پنجابی (۲۴) سندھی (۵) عربی (۱۹) فارسی (۸) انگریزی (۲۰۱) کل (۱۲۵۲)۔

-24 سیرت النبی ﷺ سے متعلق فہرست کتب، مرتبہ حافظ خبیب احمد، مکتبہ سید احمد شہید، لاہور، ۲۰۰۱ء ص ۱۴۳۔

-25 فہرست کتب سیرت (لائبریری، ادارہ تحقیقات اسلامی) س ن، ص ۸۵ (اس غیر مطبوعہ فہرست میں انگریزی کے علاوہ دوسری زبانوں کی ۱۴۰۰ کتب کا تذکرہ ہے)۔

-26 بیت الحکمت (لاہور)، اردو کتب سیرت کا تعارفی مطالعہ، عبدالغفار، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (۲۰۰۴ء) ص ۲۵۳۔

-27 جہانِ سیرت، حافظ محمد عارف گھانچی، (جدید کتب سیرت کے تحت تقریباً ۴۲۵ کتب سیرت کا اندراج ہوا ہے، ہنوز کام جاری ہے)، کتاب خانہ سیرت، لی مارکیٹ، کراچی، ۲۰۰۷ء۔

-28 ''پنجابی ادب وچ سیرت رسول اللہ ﷺ''، ڈاکٹر سعیدہ بانو رشم، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، فیصل آباد ۲۰۰۱ء، ص ۴۴۷۔

کتابیات سیرت کے حوالے سے یہ مختصر اور نامکمل کوائف اس احساس کے تحت پیش کیے گئے ہیں کہ اہل علم اور اربابِ تحقیق ہماری رہنمائی فرمائیں کہ اس ضمن میں ممتاز ذخیرہ ہائے سیرت کہاں کہاں موجود ہیں، نیز فہارس کتب کے سلسلے میں اگر کوئی نمایاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاوش مطبوعہ وغیرہ شکل میں موجود ہو تو اس سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری کے شعبہ سیرت کو منضبط اور مستحکم کرنے میں مدد حاصل کی جائے۔ ایسے علمی تعاون اور اہل علم کی رہنمائی کے باعث ایک جامع اور مشرح فہرست کتب سیرت کو ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم سب اہل علم، ماہرین کتب خانہ جات اور ذاتی ذخائر رکھنے والی شخصیات سے تعاون کے خواستگار ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری دیگر کتب

• مرقع سیرت	پروفیسر عبدالجبار شاکر
• ربیع الاول کے واقعات	پروفیسر عبدالجبار شاکر
• پیغمبر اسلام اور خلقِ عظیم	حکیم محمود احمد ظفر
• حیاتِ سرورِ کائنات	مُلا واحدی دہلوی
• حیاتی حضور دی (پنجابی ایوارڈ یافتہ)	اصغر علی جاوید
• سیرت خاتم النبیینؐ (رابطہ عالمی اسلامی ایوارڈ یافتہ)	ڈاکٹر ماجد علی خاں
• سیرت رحمتِ عالمؐ	ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری
• سیرت پیغمبرؐ اسلام (فقہ السیرۃ)	علامہ محمد غزالی
• سیرت النبیؐ اور مستشرقین	رسالہ معارف اعظم گڑھ سے ماخوذ
• عہدِ نبویؐ کا تمدن (صدارتی ایوارڈ یافتہ)	پروفیسر ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی
• کلکی اوتار اور حضرت محمدؐ	ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے
• دروسِ سیرت (فقہ السیرۃ)	ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی

کتاب سرائے
پبلشرز ڈسٹری بیوٹرز مشیران کتب خانہ جات
الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ پاکستان
فون: 0092-42-37239884-37320318
ای میل: kitabsaray@hotmail.com

نفیس آپ کا
فضلی بک سپر مارکیٹ
اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 32212991-32629724